الٓمٓ

قٓ

صٓ نٓ

قرآنی حروفِ مقطعات

حٰمٓ

الٓمٓصٓ الٓمٓرٰ

کٓھٰیٰعٓصٓ

الٓرٰ طٰسٓمٓ

مقصود احمد منصور

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم و علیٰ عبدہٖ المسیح الموعود
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
ھوالناصر

رب زدنی علما
رب ارنی حقائق الاشیاء
رب علمنی ما ھو خیر عندک

قرآنی حروفِ مقطعات

مقالہ نگار: مقصود احمد منصور
نگران: مکرم محمد عبد الرشید یحییٰ صاحب
جامعہ احمدیہ کینیڈا
سال: ۲۰۱۱ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمَ نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ
وَ عَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ

انتساب

یہ مقالہ میں اپنے پیارے امام الزماں و مہدیٔ دوراں، حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلاۃ والسلام کے نام کرتا ہوں۔ جن کے روحانی خزائن سے ہم حصہ پا رہے ہیں۔ اور یہ تحقیق بھی در حقیقت انہی کا ثمرہ ہے۔

فجزاہم اللہ تعالیٰ احسن الجزا

اظہارِ تشکر

سب سے پہلے میں اپنے پیارے اور محسن ربّ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جس نے قرآن کریم کو سمجھنے اور اُس کی ادنیٰ سی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ یہ میرے والدِ محترم فیض احمد ظفر صاحب کی بھی خواہش تھی کہ میرے مقالے کا عنوان ایسا ہو جس سے قرآن کی خدمت ہوتی ہو۔ پس اللہ تعالیٰ نے اُن کی خواہش اور دعا کو قبول فرمایا۔ پس اللہ تعالیٰ انہیں جزاء خیر عطا فرمائے جن کی بدولت قرآن کی خدمت کی توفیق ملی۔

میں اپنے استاد محترم مکرم محمد عبد الرشید یحیٰ صاحب انٹرل سپروائزر کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جن کی رہنمائی میں یہ مقالہ لکھا۔ مکرم و محترم محمد سلیم اختر صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ کینیڈا نے بھی گاہے بگاہے رہنمائی فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو بھی جزائے خیر عطا فرمائے۔

مکرم اعجاز احمد رعوف صاحب نیشنل سیکرٹری تعلیم نے مقالہ کے Synopsis لکھنے میں مدد کی۔ پس اللہ تعالیٰ ان کو بھی بہترین جزا عطا فرمائے۔ مکرم قیصر سلیم صاحب لائبریرئن جامعہ احمدیہ کینیڈا کا بھی ممنون ہوں۔ جن کی مدد سے کتابوں سے فائدہ حاصل کر سکا۔

میرے مضمون کا ایک حصہ حساب ابجد پر مشتمل ہے۔ حساب ابجد میں اعداد کا جمع کرنے میں اکثر غلطی کا خدشہ ہوتا ہے۔ اس خدشہ کو دور کرنے کے لئے میرے بھائی مظفر احمد سلطان صاحب نے ایک ایسا سافٹ ویئر بنا دیا جس کی وجہ سے کم سے کم غلطی کا امکان ہو گیا۔ پس اس لحاظ سے وہ بھی شکریہ کے مستحق ہیں۔ حساب ابجد کے ضمن میں مجھے مکرم ماجد احمد وڑائچ صاحب نے بھی رہنمائی کی۔ پس وہ بھی میرے شکریہ کے مستحق ہیں۔ اسی طرح مکرم حماد احمد صاحب سٹاف جامعہ احمدیہ بھی حساب ابجد سے دلچسپی رکھتے ہیں۔ چنانچہ ان کے مشوروں سے بھی فائدہ ہوا۔ فجزاہ اللّٰہ

اسی طرح مکرم ہدایت اللہ ہادی صاحب ایڈیٹر احمدیہ گزٹ کا بھی میں بے حد ممنون ہوں۔ جن کی رہنمائی سے بعض فنی ہدایات سے مستفیض ہوا ہوں۔

خوبصورت سرورق کی ڈیزائنگ اور گرافکس مکرم محمد عمر اکبر صاحب درجہ سادسہ کے طالب علم نے کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اس محنت کی جزاء عطا فرمائے۔

آخر پر میں ایک بار پھر سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سب پر اپنا خاص فضل برسائے۔ اور سب کے دلوں میں اپنی اور قرآن مجید کی محبت کوٹ کر بھر دے اور بہترین جزائے خیر دے۔ آمین ثم آمین

فجزاہم اللہ تعالیٰ احسن الجزا

والسلام

مقصود احمد منصور

فہرست مضامین	صفحہ نمبر
باب اول تعارف	
تمہید	2
قرآنی حروف مقطعات	2
قرآن کریم کا اعجاز	4
قرآن کریم پر غور و فکر کرنے کی تعلیم	6
محکمات اور متشابہات	7
تعارف حروف مقطعات	8
باب دوم حروف مقطعات اور عربی زبان	
عربی زبان	12
مخفف حروف	15
عربی ادب	16
مخفف حروف کا حروف مقطعات سے تعلق	19
قرآن کریم کے اصول تفسیر	20
حروف مقطعات کی مختلف تشریحات	21
باب سوم حروف مقطعات اور صفاتِ الٰہی	
الٓمٓ اور الٓمٓصٓ کی تشریح	27
الٓمٓصٓ کی تشریح	29
الٓرٰ اور الٓمٓرٰ کی تشریح	31

35	كٓهٰيٰعٓصٓ کی تشریح
37	طٰهٰ کی تشریح
39	طٰسٓ اور طٰسٓمٓ کی تشریح
42	يٰسٓ کی تشریح
43	صٓ کی تشریح
43	حٰمٓ اور حٰمٓ عٓسٓقٓ کی تشریح
45	قٓ کی تشریح
45	نٓ کی تشریح
	باب چہارم حروف مقطعات اور حساب ابجد
50	تعارف حساب ابجد
51	حساب ابجد کا چارٹ
54	تاریخ ابجد
56	حساب ابجد کی حقیقت یا اصلیت
57	حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حساب ابجد
58	آیات قرآنی اور حساب ابجد کا تعلق
60	الہام یا کشف اور حساب ابجد کی مثالیں
64	اولیاء اللہ کی مثالیں
66	حساب ابجد کے اصول
67	حساب ابجد کا استعمال

69	الٓمٓ کی ابجدی تشریح
69	الٓمٓرٰ کی ابجدی تشریح
70	کٓھٰیٰعٓصٓ کی ابجدی تشریح
70	قرآنی مقطعات کے ابجدی اعداد کا ایک ذوقی نکتہ
	باب پنجم حروف مقطعات کی دیگر تشریحات
76	سورۃ فاتحہ کے مخفف
80	سورۃ فاتحہ کے مخفف کے اصول
83	حضرت مولانا ظفر محمد ظفر کی تشریح
85	مقطعات اور حضرت مصلح موعودؓ
90	باب ششم اختتام
94	حوالہ جات
113	کتابیات

باب اوّل

تعارف

تمہید

ہر زبان میں کچھ ایسے حروف ہوتے ہیں جو بعض الفاظ کا مفہوم ادا کرتے ہیں۔ یہ حروف اردو میں مخفف حروف کہلاتے ہیں۔ مخفف کا مطلب ہے

"گھٹایا گیا۔ اختصار کیا گیا۔ ہلکا کیا گیا"[1]

مثلاً 'ع' کے بارے فیروز اللغات میں لکھا ہے کہ "رکوع قرآن کا اشارہ۔ مصرع کی علامت۔ علیہ السّلام کا مخفف۔ شاعری میں مصرعہ کی علامت ہے"۔[2]۔ اسی طرح 'ل' کے بارے لکھا ہے "لفظِ شوال کا مخفف بھی ہے"۔[3] وغیرہ

اسی طرح انگریزی زبان میں بھی مخفف حروف کا کثرت سے استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً ڈاکٹر کے لئے Dr لکھتے ہیں۔ پروفیسر کے لئے Prof لکھتے ہیں۔[4] وغیرہ

اسی طرح عربی زبان میں بھی ایسی مثالیں موجود ہیں۔ مثلاً صلی اللہ علیہ وسلم کی بجائے 'صلعم' یا پھر 'ﷺ' لکھ دیتے ہیں۔ 'ؑ' کی علامت علیہ السلام کا مخفف ہے۔ 'ؓ' کی علامت رضی اللہ عنہ کا مخفف ہے۔ 'ؒ' کی علامت رحمۃ اللہ کا مخفف ہے۔

پس قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اسی اسلوبِ زباں کو استعمال کرتے ہوئے مخفف حروف استعمال کئے ہیں جن کو قرآنی حروف مقطعات کہتے ہیں۔ مثلاً الم۔ یس ۔ طہ ۔ وغیرہ

قرآنی حروف مقطعات

قرآنی حروف مقطعات کی مختلف تشریحات کی جاتی رہی ہیں۔ اس میں حروف مقطعات کے بارے میں تفصیل سے بحث کی جائے گی۔ دیکھا جائے گا کہ آنحضورؐ نے کیا تشریح کی ہے۔ صحابہ رضوان اللہ علیہ اجمعین نے کیا تشریحات کی ہیں۔ علماء اسلام نے کیا تشریحات کی ہیں۔ خلفاء احمدیت نے کیا تشریحات کی ہیں۔ پھر سب سے آخر میں دیکھا جائے گا کہ کون کون سے معنی ٹھیک ہیں اور کون کون سے معنی چسپاں ہوسکتے ہیں۔ اور جو جو معنی درست ہیں اُن کی مزید تشریح کیا کیا کی جاسکتی ہے۔

بعض علماء کا خیال ہے کہ حروف مقطعات کو ہم نہیں سمجھ سکتے۔ کیونکہ یہ اللہ اور اُس کے رسول کے رازوں میں سے ہیں۔ یا یہ ایسی چیز ہے جس کو اگر نہ بھی سمجھا جائے تو کچھ ہرج کی بات نہیں۔

مثلاً مولانا اشرف علی تھانوی صاحب لکھتے ہیں کہ

" یہ حروف مقطعات ہیں اور اسرار وحی میں سے ہیں کسی مصلحت سے خدا نے ان کے معنی بندوں پر ظاہر نہیں فرمائے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم و خلفاء راشدینؓ نے ان کی تفسیر سے خاموشی اختیار فرمائی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنا فرمایا کہ میں نہیں کہتا کہ الم ایک حرف ہے بلکہ یہ تین حروف ہیں ہر حرف پر دس نیکی ہیں وہ جو مفسرین نے ان کے معنی بیان کئے ہیں وہ صرف قیاس ہے۔" ۵؎

اسی طرح مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی فرماتے ہیں:

"سورتوں کے اوّل جو حروف مقطعۃ آتے ہیں اُن کی نسبت قول راجح یہی ہے کہ وہ اسرار الٰہی اور مشابہات ہیں۔ ان کی مراد اللہ اور رسول جانیں۔ ہم اس کے حق ہونے پر ایمان لاتے ہیں" ۶؎

مولانا محمد شفیع صاحب فرماتے ہیں:

"جمہور صحابہ و تابعین اور علماء امت کے نزدیک راجح یہ ہے کہ یہ حروف رموز اور اسرار ہیں جس کا علم سوائے خدا تعالیٰ کے کسی کو نہیں دیا گیا۔ اور ہو سکتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا علم بطور ایک راز کے دیا گیا ہو، جس کی تبلیغ امت کے لئے روک دی گئی ہو، اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ان حروف کی تفسیر و تشریح میں کچھ منقول نہیں" ۷؎

ابی عبد اللہ تفسیر قرطبی میں لکھتے ہیں کہ

"قولہ تعالیٰ :(الم۔ ذالک الکتاب لا ریب فیہ ھدی للمتقین) اختلف اھل التاویل فی الحروف التی فی اوائل السور؛ فقال عامر الشعبی وسفیان الثوری و جماعۃ من المحدثین: ھی سِرّ اللہ فی القرآن، و للہ فی کل کتاب من کتُبہ سِرٌّ ۔

فھی من المتشابہ الذی انفرد اللہ تعالیٰ بعلمہ ، و لا یجوز ان یُتکلّم فیھا، و لکن نؤ من بھا و نقرا کما جاءت" ۸؎

ترجمہ: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (الم۔) یہ حروف جو سورۃ کے آغاز میں آئے ہیں اس بارے میں تاویل کرنے والے احباب نے اختلاف کیا ہے۔ عامر شبعی، سفیان ثوری اور ایک جماعت محدثین نے فرمایا ہے کہ ہر آسمانی کتاب میں اللہ تعالیٰ کے کچھ خاص رموز و اسرار ہوتے ہیں، اس طرح یہ حروف مقطعات قرآن میں اللہ تعالیٰ کا راز ہے۔ پس یہ اُن متشابہات میں سے ہیں جن کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہی ہے۔ ہمارے لئے ان پر بحث و گفتگو جائز نہیں۔ لیکن ہم اس پر ایمان لاتے ہیں اور ہم اس کی تلاوت کرتے ہیں جیسا کہ وہ آئے ہیں۔

مولانا ابو اعلیٰ مودودی صاحب لکھتے ہیں کہ:

"لیکن یہ ظاہر ہے کہ نہ تو ان حروف کا مفہوم سمجھنے پر قرآن سے ہدایت حاصل کرنے کا انحصار ہے اور نہ یہی

بات ہے کہ اگر کوئی شخص ان کے معنی نہ جانے گا تو اس کے راہِ راست پانے میں کوئی نقص رہ جائے گا۔ لہٰذا ایک عام ناظر کے لئے کچھ ضروری نہیں ہے کہ وہ ان کی تحقیق میں سرگرداں ہو"۹

ان حوالوں کو پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اکثر علماء حروف مقطعات کے معنی سمجھنے سے قاصر رہے ہیں۔ اور اپنی کم علمیت کا بہانہ یہ بنایا ہے کہ چونکہ یہ خدا اور اس کے رسول کے رازوں میں سے ہیں اس لئے ان کے سمجھنے کی ضرورت ہی نہیں۔ گویا خدا تعالیٰ نے بے فائدہ یہ حروف قرآن کریم میں شامل کر دیے۔ نہ ان کے سمجھنے کی ضرورت ہے اور نہ ہی کوئی فائدہ۔ یہ بات وہی کہہ سکتا ہے جس کو نہ خود سمجھ ہو اور نہ ہی وہ سمجھنا چاہتا ہو۔ ورنہ قرآن کریم کا مقصد ہی یہ ہے اس سے لوگوں کو ہدایت حاصل ہو۔ لوگ اس کو سمجھیں۔ اس پر غور و فکر کریں۔ اور یہ مقالہ ان تمام کی رائے کو غلط ثابت کرنے کے لئے کافی ہو گا۔ اصل بات یہی ہے کہ قرآن کریم خود ایک معجزہ ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ نے اس پر غور و فکر کرنے اور مطالب و معارف و ہدایت پانے کی دعوت عام دی ہے۔ ہاں قرآن کریم کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ ایک محکمات اور دوسرا متشابہات۔ محکمات کو تو ہر کوئی آسانی سے سمجھ سکتا ہے مگر متشابہات کو صرف راسخ علم والے ہی سمجھ سکتے ہیں۔

قرآن کریم کا اعجاز

حضرت مسیح موعودؑ قرآن کریم کو ایک معجزہ قرار دیتے ہے۔ اور یہ ایک ایسا معجزہ ہے جو ہمیشہ اور قیامت تک کے لئے زندہ ہے۔ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:

"قرآن شریف ایسا معجزہ ہے کہ نہ وہ اول مثل ہوا اور نہ آخر کبھی ہو گا۔ اس کے فیوض و برکات کا در ہمیشہ جاری ہے۔ اور وہ ہر زمانہ میں اسی طرح نمایاں اور درخشاں ہے جیسا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت تھا"۱۰

قرآن کریم کے عظیم معجزہ کے ثبوت میں حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

"خدا تعالیٰ نے قرآن شریف کو جو معجزہ عطا فرمایا ہے، وہ اعلیٰ درجہ کی اخلاقی تعلیم اور اُصولِ تمدن اور اس کی فصاحت و بلاغت کا ہے۔ جس کا مقابلہ کوئی انسان ہرگز نہیں کر سکتا اور ایسا ہی معجزہ غیب کی خبروں اور پیشگوئیوں کا ہے۔ اس زمانہ کا کوئی شعبدہ بازی کا استاد ایسا کرنے کا ہرگز دعویٰ نہیں کرتا"۱۱

آپ مزید فرماتے ہیں کہ

"معجزہ تو علم کا ہی بڑا ہوتا ہے۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے بڑا معجزہ قرآن شریف ہی تھا جو اب تک قائم ہے"۔ ۱۲؎

قران شریف میں دو طرح کے معجزات بیان ہوئے ہیں۔ ایک علمی معجزات اور دوسرے پیشگوئیوں پر مشتمل علمِ غیب کے معجزات۔ یہ دونوں معجزات قرآن کریم میں بڑی فصاحت وبلاغت سے پائے جاتے ہیں۔ اس بارے میں حضورؑ فرماتے ہیں۔

"غرض قرآن شریف حکمت اور مستقل شریعت ہے اور ساری تعلیموں کا مخزن ہے اور اس طرح پر قرآن شریف کا پہلا معجزہ اعلیٰ درجہ کی تعلیم ہے اور پھر دوسرا معجزہ قرآن شریف کا اس کی عظیم الشان پیشگوئیاں ہیں"۔ ۱۳؎

اور یہ دونوں قسمیں حروف مقطعات میں پائی جاتی ہیں۔ یعنی حروف مقطعات سے اعلیٰ درجہ کی تعلیم حاصل ہوتی ہے اور عظیم الشان پیشگوئیوں کا علم بھی ہوتا ہے۔ اس دعویٰ کا ثبوت اس مقالہ میں مختلف مقامات پر تفصیل سے دیا جائے گا۔

اس لحاظ سے قرآن کریم ایسا حیرت انگیز معجزہ ہے کہ اس کے ظاہری الفاظ بھی معجزے سے کم نہیں ہیں اور اُن الفاظ کی ترکیب بھی اپنے اندر ایک معجزہ رکھتی ہے۔ حضورؑ اس بارے میں فرماتے ہیں کہ

"یہ قرآن شریف کا اعجاز ہے کہ اس میں سارے الفاظ ایسے موتی کی طرح پروئے گئے ہیں اور اپنے اپنے مقام پر رکھے گئے ہیں کہ کوئی ایک جگہ سے اُٹھا کر دوسری جگہ نہیں رکھا جا سکتا اور کسی کو دوسرے لفظ سے بدلا نہیں جا سکتا۔ لیکن اس کے باوجود اس کے قافیہ بندی اور فصاحت وبلاغت کے تمام لوازم موجود ہیں"۔ ۱۴؎

یہ دلائل وبراہین ثابت کر رہے ہیں کہ قرآن کریم ایک عظیم الشان معجزہ ہے۔ پہلی بات قرآن کریم اپنی ظاہری بناوٹ کے اعتبار سے معجزہ ہے۔ دوسری، قرآن کریم اپنی کامل اور مکمل تعلیم کے لحاظ سے معجزہ ہے۔ کیونکہ یہ تعلیم رہتی دنیا کے لئے ہے، ہر زمانہ کے لئے ہے، ہر قوم کے لئے ہے، ہر طبقہ کے لئے ہے، ہر قسم کے حالات کے لئے ہے۔ تیسری، قرآن کریم اپنے غیب کے علوم کی بنا پر معجزہ ہے۔ غیب کے علم میں آئندہ آنے والے زمانے کی خبریں ہی شامل نہیں ہیں بلکہ گزرے ہوئے زمانے کی خبریں بھی ہیں۔ بلکہ ابتداء سے انتہا تک کے علوم غیبیہ پائے جاتے ہیں۔ اس لحاظ سے اس خاتم الکتب کی برتری ایسی کامل اور مکمل ہے کہ دنیا کی دوسری کوئی کتاب اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ حروف مقطعات کی تشریح وتفسیر سے بھی یہ بات ثابت ہوگی کہ قرآن کریم ایک ایسا اعلیٰ اور عظیم الشان معجزہ ہے کہ اس کے حروف مقطعات میں بھی اعلیٰ ترتیب ہے اور پیشگوئیاں ہیں۔ جو دشمن کو مکمل طور پر عاجز کر دیتے ہیں۔ کمالین جلالین میں لکھا ہے کہ

”الم۔اور اس قسم کے جس قدر الفاظ سورتوں کے شروع میں ہیں باتفاقِ محققین ان حروف تہجی کے اسماء ہیں جن سے کلام مرکب ہوا کرتا ہے ابتداء میں ان کے لانے سے مقصد تحدی اور چیلنج کرنا ہے کہ تمہارے اور ہمارے کلام کا مادہ ترکیبی اور ہیولٰی اگرچہ ایک ہی قسم کا ہے یعنی 28 یا 29 حروف۔ لیکن یہ ہماری حُسن ترکیب اور صورت گری ہے کہ تم باوجود ماہر اہلِ زبان ہونے کے اس طرح کی ایک آیت کا ٹکڑا یا کلمہ بنانے سے بھی عاجزِ محض ہو“۔۱۵؎

اس بارے حضرت مولوی نورالدین خلیفۃ المسیح الاولؓ لکھتے ہیں کہ

” یہ منکروں کو ملزم کرنے کے لئے بھی بیان کئے گئے ہیں مثلاً مخالفوں کو تحدی سے کہا گیا کہ الف حرف ہے جو گلے سے نکلتا ہے اور لام درمیانی مخارج سے اور میم آخری مخرج ہونٹ سے ہے۔ پس جبکہ ان معمولی لفظوں سے قرآن کریم بنا ہوا ہے تو تم اس کی مثل کیوں نہیں بنا سکتے“۱۶؎

گویا’ حروف مقطعات ‘ کا یہ بھی معجزہ ہے کہ یہ دشمن کو دعوت مقابلہ دے رہے ہیں کہ اس جیسی کتاب تو لاؤ جیسا کہ اس آیت کریمہ میں بھی اللہ تعالیٰ واضح طور پر فرماتا ہے کہ

اِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَأْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ

وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ۔ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا۔ ۱۷؎

ترجمہ: اور اگر تم اس بارے میں شک میں ہو جو ہم نے اپنے بندے پر اتارا ہے تو اس جیسی کوئی سُورت تو لا کے دکھاؤ، اور اپنے سرپرستوں کو بھی بلالاؤ جو اللہ کے سوا (تم نے بنا رکھے) ہیں، اگر تم سچے ہو۔ پس اگر تم ایسا نہ کر سکو اور ہر گز نہ کر سکو گے۔

قرآن کریم پر غور و فکر کرنے کی تعلیم

اللہ تعالیٰ نے جابجا قرآن کریم پر غور و فکر کرنے کی تلقین کی ہے۔ اگر قرآن کریم کے بعض حصوں کو ہم سمجھ ہی نہ سکتے ہوتے تو وہ نازل ہی کیوں ہوتے اور خدا تعالیٰ اُن پر غور و فکر کرنے کی ہدایات کیوں فرماتا۔ مثلاً اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا۔ ۱۸؎

ترجمہ: پس کیا وہ قرآن پر تدبر نہیں کرتے یا دلوں پر اُن کے تالے پڑے ہوئے ہیں؟

اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے امام رازی اپنی تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں کہ

امر هم بالتدبر فی القرآن، و لو کان غیرمفهوم فکیف یامرهم بالتدبر فیہ۔19

ترجمہ از خود: انہیں قرآن پر غور کرنے کا حکم دیا ہے۔ اور اگر قرآن نا قابل فہم ہوتا تو وہ ان کو کیسے اس پر غور و فکر کرنے کا حکم دیتا۔

پس قرآن کریم میں متعدد آیات آئی ہیں جن میں خدا تعالیٰ قرآن کریم پر غور و فکر کرنے کا کہتا ہے۔ اور اگر اس میں کچھ ایسے حروف ہوتے جن کو کوئی نہ سمجھ سکتا تو پھر پورے قرآن پر غور و فکر کرنے کا حکم کیوں دیا جاتا۔ چنانچہ قرآن کریم پر غور و فکر کرنے کے حکم سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم میں کوئی ایسی چیز نہیں جس کو نہ سمجھا جا سکے۔ یا وہ ایسی ہو جس کا مقصد صرف چھپانے کے لئے بیان کرنا ہو۔

محکمات اور متشابہات

قرآن کریم کو سمجھنے کے لحاظ سے دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ۭ فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاۗءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاۗءَ تَاْوِيْلِهٖ ڱ وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ ۘ وَ الرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ ۙ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۚ وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۲۰

ترجمہ: وہی ہے جس نے تجھ پر کتاب اتاری اُسی میں سے محکم آیات بھی ہیں، وہ کتاب کی ماں ہیں۔ اور کچھ دوسری متشابہ (آیات) ہیں۔ پس وہ لوگ جن کے دلوں میں کجی ہے وہ فتنہ چاہتے ہوئے اور اس کی تاویل کی خاطر اُس میں سے اس کی پیروی کرتے ہیں جو باہم مشابہ ہے حالانکہ اللہ کے سوا اور اُن کے سوا جو علم میں پختہ ہیں کوئی اُس کی تاویل نہیں جانتا۔ وہ کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لے آئے، سب ہمارے ربّ کی طرف سے ہے۔ اور عقل مندوں کے سوا کوئی نصیحت نہیں پکڑتا۔

اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الاول نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

"۔۔۔ میرے نزدیک ہر شخص کے لئے کوئی حصہ کسی متکلم کے کلام کا محکم ہوتا ہے یعنی جو خوب طور سے سمجھ میں آجاتا ہے اور کوئی حصہ ایسا ہوتا ہے کہ اس کے معنی سمجھنے میں دقتیں پیش آتی ہیں اور بوجہ اس کے مجمل رکھنے کے کئی معنی ہو سکتے ہیں۔ ہر شخص پر یہ حالت گزرتی ہے۔ اللہ نے اس کے متعلق یہ راہ دکھائی ہے کہ جو آیات ایسی ہیں کہ جن کی خوب سمجھ آجائے اور تجربہ و عقل و مشاہدہ اس کے خلاف نہ ہو وہ تو محکم سمجھ لو۔ پھر وہ آیات جن کے معنی سمجھ میں نہیں آئے ان کے معنی ایسے نہ کرے جو ان محکم آیات کے خلاف ہوں۔۔۔

خلاصہ یہ ہے کہ بعض آیات خوب سمجھ میں آجاتی ہیں اور بعض کے معنی جلد نہیں کھلتے۔ اس کے لئے ایک گُر بتایا ہے۔

اب فرماتا ہے کہ جن لوگوں کے دل میں کجی ہے وہ انہی متشابہات کے پیچھے پڑ جاتے ہیں۔ وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهٗۤ اِلَّا اللّٰهُ اللہ کے سوا اس کی حقیقت کس کو معلوم ہے۔ یہاں وقف ہے۔ وَ الرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ: اَب فرماتا ہے جن کو یہ خواہش ہے کہ وہ راسخ فی العلم ہو جاویں وہ محکموں کو معاً مان لیتے اور متشابہ کا انکار نہیں کرتے بلکہ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا کہتے ہیں۔ یعنی دونوں پروردگار کی طرف سے مانتے ہیں۔ پس وہ متشابہ کے ایسے معنی نہیں کرتے جو محکم کے خلاف ہوں بلکہ ہر جگہ کا كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا اصول پیشِ نظر رکھتے ہیں۔ کوئی آیت ہو اس کے خواہ کتنے معنی ہوں مگر ایسے معنی نہ کرنے چاہئیں جو محکم کے خلاف ہوں"۔ ۲۱

حروف مقطعات یقیناً متشابہات میں ہیں۔ جن کی حقیقت خدا تعالیٰ کو تو معلوم ہی ہے مگر راسخون فی العلم کے لئے بھی خدا تعالیٰ نے دروازہ کھلا رکھا ہے۔ اور اُس کا طریق بھی اس آیت میں بیان ہوا ہے۔ اور وہ یہ کہ محکمات جو اُم الکتاب ہے وہ متشابہات کو حل کرنے کے لئے ہمارے لئے کنجی ہے۔ اس بارے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع مرزا طاہر احمد لکھتے ہیں۔

"قرآن کریم کی بعض آیات ان معنوں میں محکمات ہیں کہ ان کے کوئی غلط معنی کئے ہی نہیں جاسکتے۔ لیکن بعض متشابہ آیات کی تاویل میں یہ احتمال رہتا ہے کہ ان سے غلط استنباط نہ کر دیا جائے۔ اگر محکم آیات کی طرف اس غلط تاویل کو لوٹایا جائے تو محکم آیات اس کو ردّ کر دیتی ہیں اس لئے ان کو اُمُّ الکتاب بھی فرمایا گیا"۔ ۲۲

پس یہ وہ بنیادی اصول ہے جو حروف مقطعات کو حل کرنے کے لئے ہمیشہ مد نظر رہے گا۔ اس مقالہ کی بنیاد بھی یہ اصول ہے۔

تعارف حروف مقطعات

قرآن کریم میں کل 30 حروف مقطعات ہیں۔ جو 29 سورتوں کے آغاز میں آئے ہیں۔ یہ حروف بھی قرآنی وحی کی طرح وحی الہیٰ کا ہی حصہ ہیں۔ اس کا ثبوت اس حدیث میں ہے کہ

قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ مَسْعُودٍ يَقُولُ قَالَ رسولُ الله صلّى الله عليهِ وسلَّمَ مَنْ قَرَأَ حرفاً من كتابِ اللهِ فَلَهٗ بِهٖ حَسَنَةٌ وَالْحَسَنَةُ بِعَشرِ امثالِهَا لا اَقولُ الٓمٓ حرفٌ ولكن الف حرفٌ و لام حرف وميم حرفٌ ۲۳

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ وسلم نے فرمایا جس نے قرآن مجید سے ایک حرف پڑھا

اسے اس کے بدلے ایک نیکی دی جائے گی اور ہر نیکی کا ثواب دس گنا ہے میں نہیں کہتا کہ الٓمٓ(ایک) حرف ہے بلکہ الف ایک حرف ہے لام ایک حرف ہے اور میم بھی ایک حرف ہے۔

حروف مقطعات کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

1	سورۃ البقرۃ۔2	الٓمٓ
2	آل عمرآن۔3	الٓمٓ
3	الاعراف۔7	الٓمٓصٓ
4	یونس۔10	الٓرٰ
5	ھود۔11	الٓرٰ
6	یوسف۔12	الٓرٰ
7	الرعد۔13	الٓمٓرٰ
8	ابراھیم۔14	الٓرٰ
9	الحج۔15	الٓرٰ
10	مریم۔19	کٓھٰیٰعٓصٓ
11	طٰہٰ۔20	طٰہٰ
12	الشعراء۔26	طٰسٓمٓ
13	النمل۔27	طٰسٓ
14	القصص۔28	طٰسٓمٓ
15	العنکبوت۔29	الٓمٓ
16	الروم۔30	الٓمٓ
17	لقمان۔31	الٓمٓ
18	السجدۃ۔32	الٓمٓ

19	یس۔36	یٰسٓ
20	ص۔38	صٓ
21	المومن۔40	حٰمٓ
22	حم السجدۃ۔41	حٰمٓ
23	الشوریٰ۔42	حٰمٓ عٓسٓقٓ
24	الزخرف۔43	حٰمٓ
25	الدخان۔44	حٰمٓ
26	الجاثیہ۔45	حٰمٓ
27	الاحقاف۔46	حٰمٓ
28	ق۔50	قٓ
29	القلم۔68	نٓ

حروف مقطعات کی اگر تکرار نہ کی جائے تو بنیادی طور پر کل 14 مقطعات ہیں۔

الٓمٓ۔ الٓمٓصٓ۔ الٓرٰ۔ الٓمٓرٰ۔کٓھٰیٰعٓصٓ۔ طٰہٰ۔ طٰسٓمٓ۔ طٰسٓ۔ یٰسٓ۔ صٓ۔ حٰمٓ۔ عٓسٓقٓ۔ قٓ۔ نٓ۔

اور ان حروف کی بنیاد بھی 14 حروف ہیں۔

ه ن م ل ك ق ع ط ص س ر ح أ
ي

ان حروف مقطعات میں سے بعض دہرائے گئے ہیں۔ مثلاً الٓمٓ۔ الٓرٰ۔ حٰمٓ۔وغیرہ

باب دوم

حروف مقطعات اور عربی زبان

چونکہ قرآن کریم عربی زبان میں نازل ہوا ہے اس لئے حروف مقطعات کی تفسیر و تشریح کرنے سے قبل یہ دیکھنا ہوگا کہ عربی زبان اور عربی ادب کے ساتھ اس کا کیا تعلق ہے۔

عربی زبان

عربی زبان کی اہمیت اور افادیت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ عربی زبان اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ ہے جو سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام کو سکھائی گئی تھی۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا [1]

ترجمہ از تفسیر صغیر: اور (اللہ نے) آدم کو سب نام سکھائے۔

اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ تفسیر صغیر میں لکھتے ہیں کہ

"اِس کے ایک اور معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ چونکہ انسانوں کے متمدن ہونے کی صورت میں ان کے لئے ایک زبان کی ضرورت تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کو زبان کے اصول سکھائے، جن کے مطابق انہوں نے زبان کا علم جاری کیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ زبان عربی تھی کیونکہ اس آیت سے ظاہر ہے کہ آدمؑ کو جس زبان کا علم دیا گیا تھا اس کی بناء مسمیات اور اسماء کے اتحاد پر تھی یعنی ہر چیز کا نام اس کی خصوصیت کی بنا پر رکھا گیا تھا نہ بے تعلق۔ اور یہ خصوصیت صرف عربی زبان میں ہے کہ اس کے تمام اسماء مسمیات سے گہرا تعلق رکھتے ہیں"۔ [2]

عربی زبان خدا تعالیٰ کی نازل کردہ زبان ہے۔ دنیا کی باقی تمام زبانیں عربی زبان کی ہی بگڑی ہوئی شکلیں ہیں۔ حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام نے اپنی کتاب منن الرحمن میں یہ ثابت کیا ہے کہ عربی زبان پہلی زبان تھی اور خدا تعالیٰ کی نازل کردہ زبان ہے۔ آپ لکھتے ہیں کہ

"ہم منن الرحمن میں ثابت کر چکے ہیں کہ عربی کے الفاظ وہ الفاظ ہیں جو خدا کے منہ سے نکلے ہیں اور دنیا میں فقط یہی ایک زبان ہے جو خدائے قدوس کی زبان اور قدیم اور تمام علوم کا سرچشمہ اور تمام زبانوں کی ماں اور خدا کی وحی کا پہلا اور آخری تخت گاہ ہے۔ خدا کی وحی کا پہلا تخت گاہ اس لئے کہ تمام عربی خدا کا کلام تھا جو قدیم سے خدا کے ساتھ تھا۔ پھر وہی کلام دنیا میں اترا اور دنیا نے اس سے اپنی بولیاں بنائیں۔ اور آخری تخت گاہ خدا کا اس لئے لغت عربی ٹھہری کہ آخری کتاب خدا تعالیٰ کی جو قرآن شریف ہے عربی میں نازل ہوئی"۔ [3]

اسی طرح آپ لکھتے ہیں کہ

”یہ خیال بھی صحیح نہیں کہ ہر ایک بولی انسان کی ہی ایجاد ہے بلکہ بکمال تحقیق ثابت ہے کہ موجد اور خالق انسان کی بولیوں کا وہی خدائے قادرِ مطلق ہے جس نے اپنی قدرتِ کاملہ سے انسان کو پیدا کیا اور اس کو اسی غرض سے زبان عطاء فرمائی کہ تا وہ کلام کرنے پر قادر ہو سکے“۔[۴]

حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ السلام کے بیان کردہ اصولوں کو استعمال کرتے ہوئے حضرت شیخ محمد احمد مظہر ایڈووکیٹ نے اپنی کتاب Arabic The Source of All The Language میں عربی زبان کو دنیا کی اہم اور بڑی زبانوں کی ماں ثابت کر دیا ہے۔ پس یہ ثابت ہونے کے بعد کہ عربی زبان الہامی زبان ہے اور تمام زبانوں کی ماں ہے۔ اس لحاظ سے یہ دیکھتے ہیں کہ عربی زبان کے حروف ہجا یعنی حروف تہجی کی کیا ماہیت اور معنویت ہے۔ حروف ہجا اپنا ایک الگ لغوی مفہوم بھی رکھتے ہیں۔ اس بارے میں صاحب قاموس تفصیل سے لکھتے ہیں کہ

”ا۔(الف) اس کے لغوی معنی ہیں مردِ سخی۔ فضائل میں یکتا۔

ب۔(الباء) کثرت سے جماع کرنے والا۔

ت۔(التاء) وہ نرم مٹی جو کھجلی والے اونٹ پر ملی جائے۔

ث۔(الثاء) نرم چیز۔۔۔امام خلیل کہتے ہیں کہ الثاء کے معنی ہیں عمدہ چیز۔

ج۔(الجیم) اونٹ۔۔۔الجیم کے ایک معنی دیباج کے بھی ہیں۔

ح۔(الحاء) اَلْمَرْ اۃُ السَّلِیْطَۃَ۔ زبان دراز عورت۔

خ۔(الخاء) پیٹھ کے بال۔

د۔(الدال) اَلْمَرْ اۃُ السَّمِیْنَۃَ۔ موٹی عورت۔

ذ۔(الذال)۔عُرْفُ الدِّیْکِ مُرغ کے سر کا تاج۔

ر۔(الراء)۔ایک درخت۔

ز۔(الزاء) اَلْقِرْدُ الصَّغِیْرُ۔ چھوٹا بندر

س۔(السین) اَلْغَنِی الْبَخِیْلِ۔ بخیل دولت مند۔

ش۔(الشین)اَلرِّجُلُ الْمِنْکَاحَ۔ بہت نکاح کرنے والا مرد۔

ص۔(الصاد)۔اَلْهُدْ هُدُ الّذِیْ یَرْ فَعُ رَاسَهُ و یصیح۔وہ ھدھد جو اپنا سر اٹھاتا اور چلاتا ہے۔

ط۔(الطاء) اَلشَّیْخُ الکثِیر الجماع۔بوڑھا جو بہت جماع کرتا ہے۔

ظ۔(الظاء) اَلعَظِیْمَۃُ الثَّدْ یَیْن۔بڑے سینے والی عورت۔

ع۔(العین)۔آنکھ۔چشمہ۔

غ۔(الغین)۔ اَلْغَیْمُ و الْعَطْشُ۔بادل اور پیاس

ف۔(الفاء)زُبْدُ الْمَاءِ۔پانی کی جھاگ۔

ق۔(القاف) دولت مند آدمی۔ابوالنجم شاعر کہتا ہے۔

مھذب الاخلاقِ اریحی

قاف بسیط الکف المعیّ

ک۔(الکاف)۔اَلْمُصْلح لِلْاُمُور۔

یعنی معاملات کی اصلاح کرنے والا۔شاعر کہتا ہے۔ ؎ وَکَافٌ اَذَا مَا الْخَوْفُ فِی النَّا سِ یَغْلِبُ

ل۔(الام) لامۃ کی جمع ہے۔بمعنی خود

م۔(المیم) نبیذ کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

ن۔(النون) دوات(سیاہی) مچھلی۔

و۔(الواوٗ)۔ایسا اُونٹ جسکی دو کوہانیں ہوں۔

ہ۔(الھاء) اَللَّطْمَۃُ فِی خَدَّ الصَّبِیّ۔

ی۔(الیاء) مَا فَضَلَ مِنَ اللَّبَنِ۔بچا ہوا دودھ۔"۵؎

پس اس حوالے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ عربی زبان اتنی فصیح و بلیغ زبان ہے کہ اس کے حروف ہجا یعنی حروف تہجی بھی اپنی ذات میں معنی رکھتے ہیں۔اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی اپنی کتاب منن الرحمن میں عربی زبان کی خصوصیت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ۔

"زبان عربی اس لطیف طبع اور زیرک انسان کی طرح کام دیتی ہے جو مختلف ذرائع سے اپنے مدعا کو سمجھا سکتا ہے۔ مثلاً ایک نہایت ہوشیار اور زیرک انسان کبھی ابرو یا ناک یا ہاتھ سے وہ کام لے لیتا ہے جو زبان نے کرنا تھا یعنی اس بات پر قادر ہوتا ہے کہ باریک باریک اشارات سے مخاطب کو سمجھاوے یہی طریق زبان عربی کے عادات میں سے ہے یعنی یہ زبان کبھی الف لام تعریف سے وہ کام نکالتی ہے جس میں دوسری زبانیں چند لفظوں کی محتاج ہوتی

ہیں اور کبھی صرف تنوین سے ایسا کام لیتی ہے جو دوسری زبانیں طولانی فقروں سے بھی پورا نہیں کر سکتیں ایسا ہی زیروزبر و پیش بھی الفاظ کا ایسا کام دے جاتے ہیں کہ ممکن نہیں کہ کوئی دوسری زبان بغیر چند فضول فقروں کے ان کا مقابلہ کر سکے اس کے بعض لفظ بھی باوجود بہت چھوٹے ہونے کے ایسے لمبے معنے رکھتے ہیں کہ نہایت حیرت ہوتی ہے کہ یہ معنی کہاں سے نکلے۔۔۔اسی طرح بہت سے الفاظ ایسے ہیں کہ صرف وہ ایک حرف ہی ہے مگر اس کے معنے دو یا تین لفظ پر مشتمل ہیں جیسے۔

فِ: وفا کر۔

قِ: نگہ رکھ۔

لِ: نزدیک ہو۔

عِ: یاد کر۔

اِ: وعدہ کر

خِ:نہ آہستہ چل اور نہ جلدی کر۔ بلکہ میانہ روی اختیار کر۔

ھِ: پھٹ جا۔کمزور ہو جا

دِ: خون بہادے

رِ: بھڑک اور روشن ہو اور آتش زنہ سے نکل اور گندہ ہو جا

شِ: اپنے کپڑا کو منقش کر

نِ: سُست ہو جا"۔۶؎

پس یہ عربی زبان کی ہی خصوصیت ہے کہ اس کے ایک ایک حرف میں ایک ایک حرکت میں مختلف معنوں کا خزانہ پایا جاتا ہے۔

مخفف حروف

ہر زبان کی طرح عربی زبان میں بھی مخفف حروف استعمال ہوتے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ جب قرآن کریم میں حروف مقطعات نازل ہوئے تو کفار نے ان حروف پر اعتراض نہیں کیا اور نہ ہی وہ کر سکتے تھے کیونکہ اس طریق کا رواج عرب کی شاعری میں بھی پایا جاتا تھا۔مولانا ابوالاعلیٰ مودودی صاحب اپنی کتاب تفہیم القرآن میں لکھتے ہیں کہ

”جس زمانہ میں قرآن مجید نازل ہوا ہے اس دور کے اسالیبِ بیان میں اس طرح کے حروف مقطعات کا استعمال عام طور پر معروف تھا۔ خطیب اور شعراء دونوں اس اُسلوب سے کام لیتے تھے۔ چنانچہ اب بھی کلامِ جاہلیت کے جو نمونے محفوظ ہیں اُن میں سے اس کی مثالیں ہمیں ملتی ہیں۔۔۔
یہی وجہ ہے کہ قرآن کے خلاف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم عصر مخالفین میں سے کسی نے بھی یہ اعتراض کبھی نہیں کیا کہ یہ بے معنی حروف کیسے ہیں جو تم بعض سورتوں کے ابتداء میں بولتے ہو“۔ ؎

اب عربی ادب سے چند ایک مثالیں پیش کی جاتی ہیں جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ طریق اسلوب پہلے بھی جاری تھا۔

عربی ادب

تمام زبانوں کی طرح عربی زبان میں بھی ایسی مثالیں موجود ہیں جس میں کسی لفظ کو بجائے پورا بولنے یا لکھنے کے اختصار سے بولا یا لکھ دیا جاتا ہے۔ عرب شعراء نے بھی اس طریق کو استعمال کیا ہے۔ مثلاً ایک شاعر کہتا ہے کہ۔

قُلْنَا قِفِی لَنَا فَقَالَتْ قَاف ۸؎

یعنی ہم نے اس سے کہا کہ تو ذرا ہماری خاطر ٹھہر جا تو اس نے جواب میں قَاف کہا یعنی وَقَفْتُ لو میں کھڑی ہو گئی ہوں۔ پس وَقَفْتُ کو مختصر کر کے قَاف میں بدل دیا۔
اسی طرح ایک شاعر کہتا ہے۔

بِالْخَيرِ خَيْرَاتٌ وَاِنْ شَرّاً فَا

وَلَا اُرِيْدُ الشَّرَّ اِلَّا اَنْ تَا ۹؎

یعنی نیکی کے بدلہ میں نیکی کرونگا لیکن اگر تیرا ارادہ بدی کرنے کا ہو تو میں اس کے لئے بھی تیار ہوں اور میں بدی کا ارادہ نہیں رکھتا سوائے اس کے کہ تیرا ارادہ ہو۔
اس شعر میں فَشَرٌّ کو مختصر کر کے فَا کہا ہے اور اسی طرح لفظ تشَاءُ کو مختصر کر کے تا استعمال کیا ہے۔ گویا اس میں الفاظ کے پہلے حرف کو ہی استعمال کیا گیا اور اس سے حرف اختصار بنالیا ہے۔
اسی طرح ایک اور شاعر کہتا ہے

نادو ھم ألا الجِمُو ألاَتاَ

قالوا جميعاً كلهم ألاَفَا ١٠؎

لَاتاَ کامطلب ألا ترکبون ہے اورألا فا کامطلب فارکبوا ہے۔ان دونوں کامخفف استعمال کیا گیاہے۔
اسی طرح ایک حدیث میں بھی حرف اختصار کاذکر ملتاہے۔

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَعَانَ عَلَی قَتْلِ مُؤْمِنٍ بِشَطْرِ کَلِمَةٍ لَقِیَ اللهَ عَزَّوَ جَلَّ مَکْتُوبٌ بَیْنَ عَیْنَیْهِ آیِسٌ مِنْ رَحْمَةِ اللهِ

حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول نے فرمایا جس نے مومن کو قتل کرنے میں ایک لفظ بھر بھی مدد کی (یعنی اُقْتُلْ کی جگہ اُقْ کہہ دے) تو وہ اللہ سے ایسی حالت میں ملے گا کہ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھا ہوگا اللہ کی رحمت سے ناامید۔ ١١؎

گویا حضورؐ نے فرمایا کہ اگر وہ پورالفظ ادانہ بھی کرے لیکن صرف اشارۃً ہی کہہ دے اور اُس سے مطلب واضح ہو جائے تو گویا اس نے وہ پورالفظ ادا کر دیا۔
اسی طرح عربی زبان میں مخفف حروف کی اور مثالیں بھی ہیں۔ 'صلعمؐ '، "ؑ"، "ؓ" اور "ؒ" کی مثالیں پہلی بھی دی گئی ہیں۔ان مثالوں میں الفاظ کے پہلے لفظ کو دیکھ کر ایک علامت مقرر کر دی گئی ہے جو گویا پورے جملہ کا قائم مقام ہے۔
اس کے علاوہ و الیٰ آخرہٖ کے لئے والخ لکھ دیتے ہیں۔اس جملہ میں الیٰ کا 'ال' اورآخرہ کا 'خ' لے کر ایک مختصر لفظ الخ بنالیاہے۔
تاریخ میں ھ لکھنے کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ یہ ہجری سال ہے اور ءم لکھنے کا مطلب ہوتا ہے کہ یہ عیسوی سال ہے۔میم مخفف ہے میلادی عیسوی۔یعنی حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش۔
بعض الفاظ جو عام استعمال میں ہوتے ہیں وہ مخفف حروف ہوتے ہیں مثلاً لفظ لاش ایک مردہ جسم کے لئے استعمال ہوتا ہے۔جو لَا شئ کا مخفف ہے۔اسی طرح عربی زبان میں لفظ زنجبیل ہے جس کا مطلب سونٹھ ہے یہ زنا اور جبل سے بنا ہے۔زنا کا مطلب ہے اُوپر چڑھنا اور جبل کا مطلب پہاڑ ہے یعنی زنجبیل میں ایسی طاقت ہے جو انسان کو پہاڑ پر چڑھنے والا بنا دیتی ہے۔پھر جانور کا نام سوَر بھی دو حروف کا مخفف ہے۔جو سوَ اور ار ہیں۔مطلب یہ کہ میں اس جانور کے دیکھنے میں بھی برائی پاتا ہوں۔اسی جانور کا عربی نام خنزیر بھی دو حروف کا مخفف ہے۔جو خنز اور ار سے مرکب ہے۔خنز کا مطلب فاسد اور خراب کے ہوتے ہیں اور ار کا مطلب دیکھنا ہے۔تو مطلب یہ ہوا کہ میں اس جانور کو بہت فاسد اور خراب دیکھتا ہوں۔
حضرت مولوی نورالدین خلیفۃ المسیح الاولؓ نے مختلف مثالوں کی ایک لمبی لسٹ دی ہے۔آپ لکھتے ہیں

" اِس طرح اختصار سے کلام کرنا تو عربی علوم میں عام مروّج ہے بلکہ اس کے علاوہ کئی طریق سے اختصار کیا جاتا ہے مثلاً بَسْمَلَ۔ حَمْدَلَ۔ حَوْقَلَ۔ رَجَّعَ۔ ھَلَّلَ اور مثلاً خود قرآن کریم کے آیات کے نشان پر ط مطلق اور ج جائز۔ صؔ صلی کا اختصار ہے اور قرآنوں کے اُوپر ع رکوع کا۔ چنانچہ 'ع' اس طرح کے نشانوں میں اُوپر کا نشان پارہ کا یا سورۃ کا اور اُوپر والا اگر پارہ کا نشان ہے تو نیچے والا سورۃ کا اور اگر اُوپر والا سورۃ کا ہے تو نیچے والا پارہ کا۔ درمیانی ہندسہ آیات رکوع کا نشان ہے۔

علمِ قرأت میں فمی بشوق کے مقطعات سات منازل قرأت کا نشان ہے۔

علمِ حدیث میں نا۔ انا۔ ح۔ ت۔ ن۔ د۔ ق۔ م۔ خ۔ حدّثنا۔ اخبرنا۔ حول السند۔ ترمذی۔ نسائی۔ ابوداوًد۔ متفق علیہ۔ مسلم و بخاری کے نشان ہوا کرتے ہیں۔

علمِ فقہ میں صدہا علامات ہوتی ہیں۔ ان کا ایک فقرہ ہے مسئلہ البئر حجط۔ کنوئیں کے پانی میں ایک خاص امر میں اختلاف پر لکھا ہے کہ اِس وقت پانی نجس ہوا ہے یا برحال رہتا ہے۔ یا طاہر و پاک رہتا ہے۔

علمِ صَرف میں سؔ سمع یسمع کا نشان، کؔ کرم، نؔ نصر، ضؔ ضرب کا، فؔ فتح یفتح کا۔

نحو میں ط عطف کا نشان، حد تعلق کا، مف مفعول کا وغیرہ

لغت میں ۃ بلاۃ کا، ج جمع کا، کاف کسرہ عین ماضی، فتحہ عین مضارع کا نشان ہے۔

طِبّ میں ملکد من کل واحد کا نشان جس کا معنٰی ہیں ہر ایک سے "۔ ۱۲؎

حضور نے تمام علوم میں استعمال ہونے والی مثالیں پیش کر دی ہیں۔ ان میں عام مروّج مثالیں مثلاً بَسْمَلَ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم کا مخفف ہے۔ حَمْدَلَ الحمد للہ یعنی سورۃ فاتحہ کا مخفف ہے۔ حَوْقَلَ۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ کا مخفف ہے۔ رَجَّعَ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون کا مخفف ہے۔ اور ھَلَّلَ۔ تسبیح و تحلیل کا مخفف ہے۔

اسی طرح آپ مزید لکھتے ہیں کہ

"الٓمٓ۔ اِس قِسم کے الفاظ قرآن شریف کی اکثر سُورتوں میں آتے ہیں اور ان کا نام عربی زبان میں حروفِ مقطعات ہے اور دراصل یہ مختصر نویسی کا ایک طریق ہے۔ انگریزی زبان میں بھی اِس کی نظیریں موجود ہیں جیسے ایم۔ اے اور بی۔ اے اور ایم۔ ڈی وغیرہ۔ ہر ایک محکمہ اور دفتر کی اِصطلاحِ اختصار الگ الگ ہے۔ محدثین نے اِس سے کام لیا ہے چنانچہ بخاری کی بجائے لفظ خؔ لکھتے ہیں۔

طِبّ میں بھی اِس سے کام لیتے ہیں۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم کی جگہ بسملہ کہتے ہیں جس سے مقصود ساری آیت ہوتی

ہے۔اِسی طرح لاحَول (کے لئے حَوْ قَلَ)۔

اِسی طرح کا ایک اِلہام حضرت مسیح موعودؑ کو ہوا تھا کہ ''یلاش'' جس کے معنے ہیں یَامَنْ لَاشَرِیْکَ لَہٗ۔غرض اِن مقطعات میں باریک اشارات ہوتے ہیں''۔۱۳؎

پس ہر زبان کی طرح عربی زبان میں مخفف حروف یا حروف اختصار کا استعمال عام ہے۔اور یہی وجہ ہے قرآنی حروف مقطعات پر کوئی اعتراض نہیں کیا جاتا۔کیونکہ اس طریقہ کا استعمال تمام زبانوں میں موجود ہے۔اس اسلوب کے بارے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں کہ

''پس عرب میں نظم ونثر میں جب قرینہ موجود ہو الفاظ کی جگہ حروف استعمال ہوتے تھے اور اس اسلوب کلام کا ایک لطیف نمونہ حروف مقطعات کے ذریعہ سے قرآن کریم نے دکھایا ہے۔آج کل یورپ نے تو اس اسلوب کو بیحد استعمال کیا ہے۔ایم۔اے۔بی۔اے۔بی۔ٹی۔ایم۔ڈی۔وغیرہ سینکڑوں ہزاروں حروف الفاظ کے قائم مقام ہو رہے ہیں اور لوگ ان کے فائدہ کو سمجھتے ہیں''۔۱۴؎

مخفف حروف کا حروف مقطعات سے تعلق

اب یہ دیکھنا ہے کہ ان مثالوں کا حروف مقطعات سے کیا تعلق ہے۔

ابھی تک جتنی مثالیں دیکھی ہیں تقریباً تمام حروف اختصار میں یہ بات مشترک ہے کہ سب سے پہلے ایک مکمل لفظ یا ایک جملہ پہلے سے موجود ہے۔اس جملہ کو یا اس حرف کو پھر مختصر کیا گیا ہے۔نہ کہ پہلے حرف اختصار تھا پھر اُس سے ایک لفظ یا ایک جملہ بنالیا گیا ہے۔لیکن قرآن کریم میں حروف مقطعات پہلے سے موجود ہیں اور اِن سے بننے والے الفاظ کی کوئی تعین نہیں ہوئی۔اس لحاظ سے حروف مقطعات سے کسی بھی قسم کے الفاظ بنانے ممکن ہیں۔مگر قرآن کریم چونکہ خدا تعالیٰ کا کلام ہے اور اُس کی تفسیر کرنے کے کچھ اُصول ہیں۔اس لئے حروف مقطعات کے جو بھی معنی کئے جائیں گے اُن کو قرآن کریم کی تفسیر کے اصولوں کے مطابق پرکھا جائے گا۔اگر وہ معنی قرآن کریم کی تفسیر کے اصولوں کے مطابق درست ہوں گے تو قابل قبول ہیں دیگر صورت ہمیں رد کرنے پڑیں گے۔

قرآن کریم کے اصول تفسیر

قرآن کریم کی تفسیر کے لئے ایک معیار کی ضرورت ہے۔اس مقالہ میں حکم عدل حضرت مرزا غلام احمد مسیح ومہدی موعود علیہ السلام کے بیان کردہ اصول تفسیر پر ہی اکتفا کرونگا۔ آپؑ تفسیر قرآن کریم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''سب سے اوّل معیار تفسیر صحیح کا شواہد قرآنی ہیں۔ یہ بات نہایت توجہ سے یاد رکھنی چاہیئے کہ قرآن کریم اور معمولی کتابوں کی طرح نہیں جو اپنی صداقتوں کے ثبوت یا انکشاف کے لئے دوسرے کا محتاج ہو۔ وہ ایک ایسی متناسب عمارت کی طرح ہے جس کی ایک اینٹ ہلانے سے تمام عمارت کی شکل بگڑ جاتی ہے۔ اس کی کوئی صداقت ایسی نہیں ہے جو کم سے کم دس یا بیس شاہد اس کے خود اُسی میں موجود نہ ہوں۔ سو اگر ہم قرآن کریم کی ایک آیت کے ایک معنی کریں تو ہمیں دیکھنا چاہیئے کہ ان معنوں کی تصدیق کیلئے دوسرے شواہد قرآن کریم سے ملتے ہیں یا نہیں۔ اگر دوسرے شواہد دستیاب نہ ہوں بلکہ ان معنوں کے دوسری آیتوں سے صریح معارض پائے جاویں تو ہمیں سمجھنا چاہیئے کہ وہ معنی بالکل باطل ہیں۔ کیونکہ ممکن نہیں کہ قرآن کریم میں اختلاف ہو۔ اور سچّے معنوں کی یہی نشانی ہے کہ قرآن کریم میں سے ایک لشکر شواہد بینہ کا اس کا مصداق ہو۔

دوسرا معیار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی تفسیر ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ سب سے زیادہ قرآن کے معنے سمجھنے والے ہمارے پیارے اور بزرگ نبی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم تھے۔ پس اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم سے کوئی تفسیر ثابت ہو جائے تو مسلمان کا فرض ہے کہ بلا توقف اور بلا دغدغہ قبول کرے نہیں تو اُس میں الحاد اور فلسفیت کی رگ ہو گی۔

تیسرا معیار صحابہ کی تفسیر ہے۔ اِس میں کچھ شک نہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم آنحضرتؐ کے نوروں کو حاصل کرنے والے اور علمِ نبوت کے پہلے وارث تھے اور خدا تعالیٰ کا اُن پر بڑا فضل تھا اور نصرتِ الٰہی اُن کی قوتِ مدرکہ کے ساتھ تھی۔ کیونکہ اُن کا نہ صرف قال بلکہ حال تھا۔

چوتھا معیار خود اپنا نفسِ مطہر لے کر قرآن کریم میں غور کرنا ہے۔ کیونکہ نفسِ مطہرہ سے قرآن کریم کو مناسبت ہے۔ اللہ جلّ شانہٗ فرماتا ہے۔ لَا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ [15] یعنی قرآن کریم کے حقائق صرف اُن پر کھلتے ہیں جو پاک دل ہوں۔ کیونکہ مطہر القلب انسان پر قرآن کریم کے پاک معارف بوجہ مناسبت کھل جاتے ہیں اور وہ اُن کو شناخت کر لیتا ہے اور سُونگھ لیتا ہے۔ اور اُس کا دل بول اُٹھتا ہے۔ کہ ہاں یہی راہ سچّی ہے۔ اور اُس کا نورِ قلب سچائی کی پرکھ کے لئے ایک عمدہ معیار ہوتا ہے۔۔۔

پانچواں معیار لغت عرب کی تفتیش کی حاجت نہیں ہاں موجب زیادتِ بصیرت بے شک ہے بلکہ بعض اوقات قرآن کریم کے اسرار مخفیہ کی طرف لغت کھودنے سے توجہ پیدا ہو جاتی ہے اور ایک بھید کی بات نکل آتی ہے۔

چھٹا معیار روحانی سلسلہ کے سمجھنے کے لئے سلسلہ جسمانی ہے۔ کیونکہ خداوند تعالیٰ کے دونوں سلسلوں میں بکلّی تطابق ہے۔

ساتواں معیار وحی ولایت اور مکاشفاتِ محدثین ہیں اور یہ معیار گویا تمام معیاروں پر حاوی ہے کیونکہ صاحب وحی محدثیت اپنے نبی متبوع کا پورا ہمرنگ ہوتا ہے اور بغیر نبوّت اور تجدید احکام کے وہ سب باتیں اُس کو دی جاتی ہیں جو نبی کو دی جاتی ہیں اور اُس پر یقینی طور پر سچی تعلیم ظاہر کی جاتی ہے اور نہ صرف اس قدر بلکہ اُس پر وہ سب امور بطور انعام واکرام کے وارد ہو جاتے ہیں جو نبی متبوع پر وارد ہوتے ہیں۔۔۔ غرض صحیح تفسیر کے لئے یہ معیار ہیں"۔ ۱۶

پس یہ وہ اصول اور معیار ہے جو بنیاد ہیں حروف مقطعات کی تفسیر اور تشریح کو دیکھنے کے لئے۔ حروف مقطعات کے مقالہ میں صرف یہی اصول اور معیار استعمال کیے جائیں گے۔

حروف مقطعات کی مختلف تشریحات

اب دیکھتے ہیں کہ حروف مقطعات کی مختلف تشریحات کیا کیا بیان ہوئیں ہیں۔ حروف مقطعات کی تشریح و تفسیر مختلف لوگوں نے اپنے ذوق کے مطابق مختلف کی ہے۔ اس مقالہ میں تمام قسم کی تشریحات کو یکجا کیا جائے گا۔ اس طرح مضمون حروف کی تشریح اور تفسیر کے مطابق چلے گا۔

حروف مقطعات کی سب سے زیادہ تشریح صفاتِ الٰہیہ سے کی گئی ہے۔ لیکن اس کے علاوہ حروف مقطعات سے قسم کھانا، ان کو سورتوں یا قرآن کریم کے نام قرار دینا، اور قرآن کی چابی یعنی مِفتاح القرآن بھی قرار دیا ہے۔

چونکہ یہ قرآن کریم کی تشریح ہے اور قرآن کریم کے معنوں کو محدود نہیں کیا جا سکتا اس طرح یہ تمام معنے اپنی اپنی جگہ درست ہیں۔

حضرت مولوی نورالدین خلیفۃ المسیح الاول؄ لکھتے ہیں کہ

"ان مقطعات کو صحابہ کرام؇ نے اسماءِ الٰہیہ کا جُزو مانا ہے اور بعض نے ان پر اسماءِ الٰہیہ کا اطلاق کیا ہے اور بعض نے کہا ہے کہ ان سے قَسم لی گئی ہے ان کو اسماء السور، اسماء القرآن، مِفتاح القرآن بھی کہتے ہیں۔۔۔

ان حروف کا اسماءِ الٰہیہ کی جزو ہونا تو قول حضرت علیٰ المرتضٰی علیہ السلام کا ہے اور ابنِ مسعود اور بہت صحابہ اور ابنِ عباس کا، رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ پس یہ معنے اصل ہوئے اور جن لوگوں نے کہا ہے کہ یہ اسماءِ الٰہیہ ہیں انہوں نے اصل بات بیان کر دی کیونکہ آخر ان اسماء سے اسماء الٰہیہ ہی لئے گئے اور چونکہ اسماء الٰہیہ کے ساتھ قسم بھی ہوتی ہے اِس لئے یہ تیسرا قول بھی پہلا قول ہی ہوا۔ پھر چونکہ سُورتوں کے نام ان کے ابتدائی کلمات سے بھی لئے جاتے ہیں اِسی واسطے فاتحۃ الکتاب کو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِین اور سُورہ اِخلاص کوقُلْ هو الله احد کہتے ہیں اور اِسی لئے یہ حروف مفاتح السور اور اسماء السور ہوئے۔ اور چونکہ ہر ایک سورۃ کو قرآن کہتے ہیں جیسے آیا ہے اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰناً عَجَباً اور فرمایا ہےوَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَہٗ۔ اِس لئے بعض نے ان کو اسماء القرآن بھی کہا ہے۔ پس مجاہد کا قول کہ یہ حروف موضوع ہیں معانی کے لئے۔ اور ربیع بن انس کا یہ قول کہ ان کے بہت معانی ہیں درست و صحیح ہے اور یہ تمام اقوال پہلے قول کے مؤید ہیں“۔[1]

آپ مزید اس کی تائید میں لکھتے ہیں کہ

”جن میں کسی سورت کو ان حروف کے ساتھ نامزد کر کے ذکر کیا گیا ہے جیسا کہ صحیحین کی حدیث میں ہے کہ آنحضرتؐ جمعہ کی صبح کی نماز میں الٓمٓ سجدۃ اور هَلْ اَتٰی پڑھا کرتے تھے۔ اور ایک حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یٰسٓ قرآن مجید کا دل ہے اور ایک دوسری میں آیا ہے کہ آنحضرتؐ نے صٓ میں سجدہ کیا۔ مجاہد نے کہا ہے کہ یہ سورتوں کے اول کے حکم میں ہیں یعنی جس طرح سورتوں کے اول سے ان سورتوں کو نامزد کیا جاتا ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے سورۂقل یایها الکٰفرون یاقل هو الله وغیر ہما۔ اِسی طرح ان حرفوں سے بھی ان سورتوں کو نامزد کیا جاتا ہے۔۔۔

پھر مجاہد سے مروی ہے کہ یہ قرآن مجید کے نام ہیں اور یہ بھی مخالف نہیں بلکہ مؤید ہے کیونکہ ہر ایک سورۃ قرآن ہے تو جب یہ سورتوں کے نام ہوئے تو بالضرور قرآن مجید کے ہی نام ہوئے اور جس طرح کہ سورتوں کے اسماء اور اسماء الٰہی کے اجزاء ہونے میں کسی قسم کی منافات نہیں بلکہ دونوں ہوسکتے ہیں اسی طرح اسماء قرآن مجید اور اسماءِ الٰہی کے اجزاء ہونے میں کوئی مخالفت نہیں اور نہ اسماء قرآن مجید اور اسماء الٰہی ہونے میں کچھ نقص عائد ہو سکتا ہے۔

پھر مجاہد سے مروی ہے کہ حروف سورتوں کے مفاتح ہیں اور چونکہ سورتیں بھی قرآن مجید ہیں لہٰذا وہ مفاتح القرآن بھی ہیں اور یہ بھی مخالف نہیں بلکہ مؤید ہے اس لئے کہ سورتوں کا اِفتتاح بھی تسبیح و تحمید اور اسماءِ حسنیٰ کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ پس اگر باوجود ان کے اسماءِ الٰہی کی طرف مشیر ہونے کے مفاتح القرآن بھی ہوں تو کچھ حرج کی

بات نہیں ہے۔ اور پھر بعض کا قول ہے کہ یہ اسماء الٰہی اور افعال سے ہیں اور یہ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے تو یہ بھی مخالف نہیں بلکہ مؤید ہے اس لئے کہ اسماءِ الٰہی میں سے وہ بھی ہیں جو افعالِ الٰہی پر دال ہیں“۔ ۲؎

باب سوم

حروف مقطعات اور صفاتِ الہیٰ

قرآنی مقطعات خدا تعالیٰ کی کسی خاص صفت کی طرف اشارہ کرتے ہیں جو کہ اس سورۃ میں بیان کرنا مقصود ہوتا ہے۔ اس تشریح کی بنیاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی بیان ہے۔ حضرت اُم ہانیؓ فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ نے سورۃ مریم میں بیان شدہ مقطعات کٓھٰیٰعٓصٓ کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ اس کے معنی کَافٍ۔ ھَادٍ۔ عَالِمٌ اَوْ عَلِیمٌ اورصَادِقٌ کے ہیں۔[1]

پس یہ حدیث واضح طور پر بتاتی ہے کہ حروف مقطعات دراصل صفات الہیٰ کے مخفف ہی ہیں۔ اس کی تائید صحابہؓ کے بیان سے بھی ہوتی ہے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ

"یہ حروف اسماءِ الہیٰ کے ٹکڑے ہیں اور ان کے ساتھ اُن اسماءِ الہی کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے کہ جن کی یہ جزو ہوتے ہیں اور یہ دعویٰ ہم از خود نہیں کرتے بلکہ حضرت علیؓ اور ابنِ مسعودؓ اور ابنِ عباسؓ اور بہت سے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے اور خیر التابعین فی التفسیر مجاہد اور سعید بن جبیر اور قتادہ اور عکرمہ اور حسن اور ربیع بن انس اور سعدی اور شعبی اور اخفش اور تابعین کی ایک بڑی جماعت سے مروی ہے کہ ان حروف کے ساتھ اسماء الہیہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ اور یہ کہ یہ ان اسماء الہٰی کے العارض اور اجزاء ہیں"۔[2]

اسی طرح علامہ جلال الدین سیوطی اور علامہ جلال الدین محلی لکھتے ہیں کہ

"بعض علماء ان کو اسمائے الہیہ کہتے ہیں جن کو تبرکاً شروع میں لایا گیا ہے۔ چنانچہ دعا کے شروع میں حضرت علیؓ سے یا کٓھٰیٰعٓصٓ، حٰمٓعٓسٓقٓ کہنا منقول ہے۔ بعض اہل علم کے نزدیک یہ اسمائے الہیہ کے اجزا ہیں، چنانچہ سعیدؓ بن جبیر فرماتے ہیں کہ الٓرٰ۔ حٰمٓ۔ ن کا مجموعہ الرحمن ہے۔۔۔

اسی طرح ان مفرد حروف سے مرکبات اور جملوں کی طرف اشارہ ہو سکتا ہے۔ چنانچہ ابن عباس سے روایت ہے کہ الف سے مراد آلاء اللہ یعنی خدا کی نعمتیں ہیں اور لام سے مراد لطف اور میم سے مراد ملک ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے ملک کی تمام نعمتیں اسی کے لطف و کرم کا صدقہ ہے۔ یا الف سے مراد اللہ اور لام سے مراد جبریلؑ اور میم سے مراد محمدؐ ہوں۔ یعنی کلام اللہ بواسطہ جبریلِؑ امین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا"۔[3]

اسی طرح تفسیر مظہری میں لکھا ہے کہ

"ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ الٓمٓ کے معنی ہیں اَنَا اللّٰہُ اَعْلَمُ (یعنی انا کا الف اللہ کا لام اور اعلم کی میم ہے) علامہ بغویؒ نے بروایت سعید بن جبیر حضرت ابن عباسؓ کا قول نقل کیا ہے کہ الٓمٓصٓ کے معنیٰ ہیں اَنَا اللّٰہُ اَعْلَمُ وَ اَفْصَلُ (یعنی

میں خدا ہوں سب چیزوں سے واقف اور ہر بات میں بہتر فیصلہ دینے والا) اسی طرح الٓرٰ کے معنی ہیں انا اللہ اَرٰی (یعنی میں خدا ہوں ہر چیز کو دیکھتا) اور الٓمّٓرٰ سے انا اللہ اَعْلَمُ و اَرٰی مراد ہے (یعنی میں خدا ہوں جانتا ہوں اور دیکھتا ہوں)''۴؎

اس سے یہ بات قطعیت سے ثابت ہوتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضوان اللہ اجمعین نے حروف مقطعات سے مراد اللہ تعالیٰ کی صفات لی ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ نے بھی حروف مقطعات سے اللہ تعالیٰ کی صفات ہی مراد لی ہیں۔ الٓمّٓ کے معنی انا اللہ اعلم لیا ہے۔ الٓرٰ سے مراد اللہ جبریل اور رسول لیا ہے۔

اسی طرح صفاتِ الٰہیٰ کے تعلق کے بارے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں کہ

''بعض نے ان حروف کے معنی یہ کئے ہیں کہ ان میں اللہ تعالیٰ کی ان صفات کا ذکر ہے جن کی تشریح بعد کی سورۃ میں کی گئی ہے اور صفات کے پہلے حروف یا بعض اہم حروف کو مضمون کی طرف اشارہ کرنے کے لئے بیان کر دیا گیا۔۔۔ یہی معنی سب سے زیادہ درست اور شانِ قرآن اور شہادت قرآن کے مطابق ہیں''۔۵؎

اسی طرح آپ لکھتے ہیں کہ

'' رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام صحابہؓ نے بالاتفاق ان حروف سے صفاتِ الٰہیہ مراد لی ہیں گو اُن کی تعیین میں بعض صحابہؓ نے اختلاف کیا ہے لیکن یہ ظاہر ہے کہ جو تعیین رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمائی وہی مقدم ہے اور صحابہؓ کی تعیین رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی تعیین کے مقابلہ میں محض ظنی سمجھی جائیگی''۔۶؎

پس حروف مقطعات کے یہ معنی تفسیر کے اصول کے عین مطابق ہیں۔ لیکن ایک سوال طبعاً پیدا ہوتا ہے کہ یہ کس طرح جانا جائے کہ حروف مقطعات سے کون سی صفت الٰہی مراد ہے۔ تو اس کی کسوٹی حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ یہ بتاتے ہیں کہ

''اگر کوئی غلط معنے کرتا ہے تو ہمارے پاس صداقت کو معلوم کرنے کا ایک ذریعہ موجود ہے اور وہ یہ ہے کہ ہم ساری سورۃ پر نظر دوڑائیں اور دیکھیں کہ اس میں کن صفاتِ الٰہیہ کا ذکر آتا ہے۔ اگر اُن صفات کا ذکر موجود نہیں ہوگا تو ہم اُن معنوں کو غلط قرار دے دیں گے اور اگر موجود ہوگا تو ہم اُن معنوں کو درست قرار دے دیں گے''۔۷؎

اب یہ دیکھتے ہیں کہ تمام حروف مقطعات سے کون کون سی صفاتِ الٰہیٰ مرادلی گئیں ہیں اور اُن کی کیا کیا تشریحات کی گئیں ہیں۔

الٓمٓ اور الٓمٓصٓ کی تشریح

الٓمٓ قرآن کریم میں چھ مرتبہ آئے ہیں۔ جبکہ ایک مرتبہ یہ ص کے اضافہ کے ساتھ الٓمٓصٓ کے طور پر آیا ہے۔ جو مندرجہ ذیل سورتوں میں الٓمٓ آئے ہیں۔ سورۃ البقرۃ۔ سورۃ اٰل عمرٰن۔ سورۃ العنکبوت۔ سورۃ روم۔ سورۃ لقمان۔ سورۃ سجدہ۔ جبکہ الٓمٓصٓ سورۃ الاعراف میں آیا ہے۔

الٓمٓ کے ایک مشہور معنی انا اللہ اعلم ہیں۔ یہ معنی حضرت عبد اللہ بن عباس اور عبد اللہ بن مسعود سے مروی ہیں۔ اس کی تائید حضرت مسیح موعودؑ نے بھی کی ہے۔ بلکہ آپؑ نے الٓمٓ کی ایک لطیف تشریح بھی بیان کی ہے۔ آپ لکھتے ہیں کہ

”جب تک کسی کتاب کے علل اربعہ کامل نہ ہوں وہ کتاب کامل نہیں کہلا سکتی اس لئے خدا تعالیٰ نے اِن آیات میں قرآن شریف کے علل اربعہ کا ذکر فرما دیا ہے اور وہ چار ہیں (1) علت فاعلی (2) علت مادّی (3) علت صوری (4) علت غائی۔ اور ہر چہار کامل درجہ پر ہیں پس الٓمٓ علت فاعلی کے کمال کی طرف اشارہ کرتا ہے جس کے معنی ہیں انا اللہ اَعْلَمَ یعنی کہ میں جو خدائے عالم الغیب ہوں میں نے اس کتاب کو اُتارا ہے پس چونکہ خدا اس کتاب کی علت فاعلی ہے اس لیے اس کتاب کا فاعل ہر ایک فاعل سے زبردست اور کامل ہے۔ اور علت مادّی کے کمال کی طرف اشارہ کرتا ہے یہ فقرہ کہ ذٰلک الکتاب یعنی یہ وہ کتاب ہے جس نے خدا کے علم سے خلعت وجود پہنا ہے اور اس میں کچھ شک نہیں کہ خدا تعالیٰ کا علم تمام علوم سے کامل تر ہے اور علت صوری کے کمال کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ یہ فقرہ لا ریب فیہ۔ یعنی یہ کتاب ہر ایک غلطی اور شک وشبہ سے پاک ہے اور اس میں کیا شک ہے کہ جو کتاب خدا تعالیٰ کے علم سے نکلی ہے وہ اپنی صحت اور ہر ایک عیب سے مبرّا ہونے میں بے مثل وبے مانند ہے اور لاریب ہونے میں اکمل اور اتم ہے اور علت غائی کے کمال کی طرف اشارہ کرتا ہے یہ فقرہ کہ ھُدی للمتقین یعنی یہ کتاب ہدایت کامل متقین کے لئے ہے اور جہاں تک انسانی سرشت کے لئے زیادہ سے زیادہ ہدایت ہوسکے وہ اس کتاب کے ذریعہ سے ہوتی ہے“[1]

پس جہاں آپ نے الٓمٓ سے مراد انا اللہ اعلم لیا ہے وہاں اس کی ایک اور لطیف تشریح بھی بیان فرمادی ہے۔
اسی طرح حضرت مولوی نور الدین خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں کہ

”الٓمٓ کی تشریح دو عظیم الشان بزرگوں نے کی ہے۔۔۔ وہ عبد اللہ بن عباس اور عبد اللہ بن مسعود تھے۔ انہوں نے بالاتفاق ایک معنے کئے ہیں۔ صحابہؓ نے اِن معنوں کا اِنکار نہیں کیا اور نہ یہ کہا ہے کہ یہ احتیاط کے خلاف کرتے ہیں اِس لئے میں اِن معنوں کو اپنے فہم کے مطابق صحیح سمجھتا ہوں۔
پھر ان کے بعد ہمارے زمانہ میں امام نے بھی یہی معنے کئے ہیں اور مجھے یقین ہے کہ آپ نے ابن عباس اور ابن مسعود کی تفسیر سے یہ معنے نہیں کیے بلکہ اپنے ذوق سے بیان کئے۔ وہ معنے یہ ہیں کہ اَنَا اللّٰہُ اَعْلَمُ میں اللہ بہت جاننے والا ہوں۔ اَنَا کا پہلا حرف لے لیا۔ اللہ کا درمیانی۔ اعلم کا آخری“ ۲

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے الٓمٓ سے انا اللہ اعلم مراد لیا ہے۔ مزید بر آں اس پر یہ کہ آپ نے اس کی لطیف تشریح بھی فرمائی ہے۔ آپ تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں کہ۔

” یہ الفاظ (مقطعات) قرآن کریم کے بعض مضامین کے لئے قفل کا بھی کام دیتے ہیں کوئی پہلے ان کو کھولے تب ان مضامین تک پہنچ سکتا ہے۔۔۔
میری تحقیق یہ بتاتی ہے کہ جب حروف مقطعات بدلتے ہیں تو مضمون قرآن جدید ہو جاتا ہے اور جب کسی سورۃ کے پہلے حروف مقطعات استعمال کئے جاتے ہیں تو جس قدر سورتیں اس کے بعد ایسی آتی ہیں جن کے پہلے مقطعات نہیں ہوتے ان میں ایک ہی مضمون ہوتا ہے۔۔۔
اس قاعدہ کے مطابق میرے نزدیک سورۃ بقرہ سے لے کر سورۃ توبہ تک ایک ہی مضمون ہے اور یہ سب سورتیں الٓمٓ سے تعلق رکھتی ہیں۔۔۔
پس ان سب آیات سے ظاہر ہے کہ جہاں الٓمٓ آتا ہے اس کے بعد ایک خاص مضمون آتا ہے اور ایک یقینی علم کے نزول کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے اب اس امر کی موجودگی میں کس طرح سمجھ لیا جائے کہ یہ الفاظ یونہی رکھ دیے گئے ہیں۔ پس حق یہی ہے کہ الٓمٓ کے حروف ازالہ شک اور یقین پر دلالت کرنے کے لئے آتے ہیں اور وہ چیز جس سے شک دور ہوتا ہے اور یقین پیدا ہوتا ہے کامل علم ہی ہوتا ہے پس الٓمٓ کے معنی یہی ہیں انا اللہ اعلم میں اللہ ہوں جو سب سے زیادہ جاننے والا ہوں۔ پس اگر شک کو دور کرنا اور یقین حاصل کرنا چاہتے ہو تو میرے کلام کی طرف توجہ کرو اور میری کتاب پڑھو“ ۳

حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے بھی حروف مقطعات کے معنی صفاتِ الٰہی ہی کئے ہیں۔ آپ کا ترجمہ کیا ہوا قرآن کریم میں الٓمّٓ کے معنی انا اللہ اعلم: 'میں اللہ سب سے زیادہ جاننے والا ہوں' ۴؎ کے کئے ہیں۔

الٓمّٓ کی تشریح میں انا اللہ اعلم کے علاوہ اور صفاتِ الٰہی سے بھی تشریح کی گئی ہے۔ مثلاً

الف سے اللہ۔ لام سے لطیف اور میم سے مجید مراد لے لیا گیا ہے۔ یا پھر الف سے اللہ تعالیٰ کے آلاء و انعامات اور لام سے اس کا لطف اور میم سے اس کا مجد مراد لے لیا گیا ہے۔ یا پھر الف سے قصہ آدم اور لام سے حالات بنی اسرائیل اور میم سے قصۂ ابراہیم مراد لیا گیا ہے۔

اسی طرح

" ابن عباس سے روایت ہے کہ الف سے مراد آلاء اللہ یعنی خدا کی نعمتیں ہیں اور لام سے مراد لطف اور میم سے مراد ملک ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے ملک کی تمام نعمتیں اسی کے لطف و کرم کا صدقہ ہے۔ یا الف سے مراد اللہ اور لام سے مراد جبریلؑ اور میم سے مراد محمدؐ ہوں۔ یعنی کلام اللہ بواسطہ جبریلِؑ امین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا" ۵؎

الٓمّٓصٓ کی تشریح

الٓمّٓصٓ قرآن کریم میں صرف ایک دفعہ سورۃ الاعراف میں آیا ہے۔ سورۃ الاعراف کا دوسرا نام الٓمّٓصٓ بھی ہے۔

" علامہ بغویؒ نے بروایت سعید بن جبیر حضرت ابن عباسؓ کا قول نقل کیا ہے کہ الٓمّٓصٓ کے معنیٰ ہیں اَنَا اللّٰہ اَعۡلَمُ وَ اَفۡصَلُ (یعنی میں خدا ہوں سب چیزوں سے واقف اور ہر بات میں بہتر فیصلہ دینے والا)" ۶؎

پس حضرت ابن عباس نے الٓمّٓصٓ میں ص سے مراد خدا تعالیٰ کی صفت اَفصل لی ہے۔ یعنی وہ خدا جو ہر بات میں بہتر فیصلہ دینے والا ہے۔

حضرت مولوی نورالدین خلیفۃ المسیح الاولؓ نے الٓمّٓصٓ کے معنی مندرجہ ذیل کئے ہیں۔

"انا اللہ اعلم: صادق القول۔ صادق الوعد۔

صٓ کے معنی اُفَصِّلُ۔ اُصَوِّرُ۔ اس سورۃ میں نظائر کے ذریعہ دلائلِ نبوت دیئے" ۷؎

پس حضورالٓمٓصٓ میں انااللہ اعلم کے علاوہ ص سے مراد صادق لیاہے۔اور اس کی تشریح یہ کی ہے کہ اللہ تعالیٰ صادق القول ہے یعنی بات کرنے میں سچاہے وہ ہمیشہ سچ بات کرتاہے اور اسی وجہ سے وہ صادق الوعد بھی ہے یعنی وعدوں کا سچاہے۔جو بات کہے گا وہ پورا بھی کرے گا۔اس کے علاوہ آپ نے ص سے مراد اُفَصِّلُ۔اُصَوِّرُ لیاہے۔

حضرت مرزابشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے بھی الٓمٓصٓ کے معنی انااللہ اعلم وصادق کے لئے ہیں۔چنانچہ تفسیر صغیر میں الٓمٓصٓ کے معنی لکھتے ہیں کہ ' 'میں اللہ سب سے زیادہ جاننے والا اور صادق ہوں' ' اس آیت کے فٹ نوٹ میں لکھاہے کہ ''الٓمٓ قائم مقام ہے اَنااللہ اعلم کا جس کے معنے ہیں ''میں اللہ سب سے زیادہ جاننے والا ہوں'' اور ص قائم مقام ہے صادق کا،یعنی میں صادق ہوں۔جو تعلیم میری طرف سے آئے وہ سچ پر مشتمل ہوتی ہے''۸؎

اس حوالے سے یہ ظاہر ہے کہ انااللہ اعلم کے علاوہ ص سے مراد خداتعالیٰ کی صفت صادق لی ہے۔
اسی طرح حضرت مرزاطاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابعؒ الٓمٓصٓ کے معنے کئے ہیں کہ

اَنَا اللّٰہُ اَعْلَمُ ، صَادِقُ القَولِ: میں اللہ سب سے زیادہ جاننے والا ہوں، قول کا سچاہوں۔۹؎

پس حضورؒ نے بھی انااللہ اعلم کے علاوہ ص سے مراد صادق القول لیاہے۔آپ سورۃ الاعراف کے تعارف میں لکھتے ہیں

''اس سے پہلے دو سورتوں یعنی سورۃ البقرۃ اور سورۃ آل عمران کا آغاز مقطعاتِ قرآنی الٓمٓ سے ہوا تھا۔اِس سورت میں الٓمٓ پرصٓ کا اضافہ ہے جس سے معلوم ہوتاہے کہ جو مضامین پہلے سورتوں میں گزرچکے ہیں ان پر بعض اَور مضامین کا اضافہ ہونے والاہے جو اللہ کے صادق ہونے سے تعلق رکھتے ہیں۔
اس میں صٓ سے مراد صَادِقُ القَولِ بھی لیاجاتاہے لیکن اس کی آیت نمبر 3 میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ مبارک کا ذکر صدر کے لفظ سے ملتاہے جس سے معلوم ہوتاہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو الٓمٓ سے شروع ہونے والی سورتوں کے مضامین اوران کے اللہ کی طرف سے ہونے پر کامل شرح صدر حاصل تھا''۱۰؎

اس تعارف میں حضورؒ نے جس آیت کاذکر کیاہے وہ یہ ہے
كِتٰبٌ اُنْزِلَ اِلَيْكَ فَلَا يَكُنْ فِيْ صَدْرِكَ حَرَجٌ مِّنْهُ لِتُنْذِرَ بِهٖ وَذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ
(یہ) ایک عظیم کتاب ہے جو تیری طرف اتاری گئی ہے۔پس تیرے سینے میں اس سے کوئی تنگی محسوس نہ ہو کہ

تو اس کے ذریعہ اِنذار کرے۔ اور مومنوں کے لئے یہ ایک بڑی نصیحت ہے۔ ۱۱ے

گویا یہ قرآن اللہ تعالیٰ کا ایسا سچا قول ہے کہ اس کی وجہ سے ہر گز ہر گز سینہ میں کوئی تنگی محسوس نہیں ہونی چاہئے اور نہ ہی گھبرانا چاہئے بلکہ کامل یقین اور ایمان کے ساتھ انذار کرنا چاہئے۔ اس آیت کریمہ میں بظاہر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم مخاطب ہیں مگر درحقیقت یہ پیغام مومنوں کے لئے ہے۔ اسی لئے آیت کریمہ کے آخر پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مومنوں کے لئے یہ ایک بڑی نصیحت ہے۔

پس ان تمام حوالہ جات کی روشنی میں یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ الٓمٓ میں خاص طور خدا تعالیٰ کی صفت علیم بتائی گئی ہے۔ سب سے پہلے سورۃ البقرۃ اور سورۃ آل عمران میں الٓمٓ آیا ہے اس کے بعد والی سورتوں میں کوئی حروف مقطعات نہیں آئے گویا وہ سورتیں بھی اسی صفت کے تابع ہیں۔ پھر سورۃ الاعراف میں الٓمٓ کے ساتھ صٓ بھی آگیا ہے۔ یہاں پر صفت علیم کے ساتھ صادقیت پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔ پھر سورۃ توبہ تک کوئی حروف مقطعات نہیں آئے گویا وہ بھی اس کے تابع ہیں۔ پس سورۃ بقرۃ سے سورۃ توبہ ایک خاص مضمون تھا جس کی وجہ سے خدا تعالیٰ کی صفت علیم آئی ہے۔ اس بارے میں حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ لکھتے ہیں کہ

"بقرہ سے لے کر توبہ تک تو علمی نقطہ نگاہ سے بحث کی گئی تھی" ۱۲ے

الٓمٓ کچھ وقفہ کے بعد دوبارہ سورۃ العنکبوت میں آتے ہیں اور سورۃ السجدہ تک کی سورتوں میں آتے ہیں۔ گویا اِن سورتوں میں بھی خدا تعالیٰ کی صفت علیم ظاہر کرنا مقصود ہے۔ مگر پہلی سورتوں اور بعد والی سورتوں میں کیا فرق ہے۔ اس بارے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ لکھتے ہیں کہ

"اگر کوئی کہے کہ الٓمٓ دوبارہ کیوں لایا گیا ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ سورہ بقرہ سے الٓمٓ کے مخاطب کفار تھے اور یہاں (سورہ العنکبوت) سے الٓمٓ کے مخاطب مومن ہیں"۔ ۱۳ے

الٓرٰ اور الٓمّٓرٰ کی تشریح

الٓرٰ قرآن کریم میں پانچ مرتبہ آیا ہے اور ایک مرتبہ یہ میم کے ساتھ یعنی الٓمّٓرٰ کے ساتھ آیا ہے۔ سورۃ یونس۔ سورۃ ہود۔ سورۃ یوسف۔ سورۃ ابراہیم۔ اور سورۃ الحجر میں الٓرٰ آیا ہے۔ جبکہ سورۃ الرعد میں الٓمّٓرٰ آیا ہے۔

تفسیر مظہری میں لکھا ہے کہ

”اسی طرح الٓرٰ کے معنی ہیں انا اللہ اَرٰی (یعنی میں خدا ہوں ہر چیز کو دیکھتا) اور المٓرٰ سے انا اللہ اَعْلَمُ واَرٰی مراد ہے (یعنی میں خدا ہوں جانتا ہوں اور دیکھتا ہوں)“۔[1]

گویا اس میں صفت رویئت کو ظاہر کرنا مقصود ہے۔

اس بارے حضرت مولوی نور الدین خلیفۃ المسیح الاولؓ سورہ یونس کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

”الٓرٰ: اَنَا اللہ اَرٰی۔ کیا دیکھتا ہوں؟ اَرٰی اَعْمَالَکُمْ! یعنی جو کچھ تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سلوک کر رہے ہو اور جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تمہارے تعلقات ہیں۔ وہ سب میں دیکھ رہا ہوں“۔[2]

مزید آپ سورہ ہود کی تفسیر کرتے ہیں کہ

”انا اللہ اَرٰی: اللہ تعالیٰ جل شانہٗ فرماتا ہے بتوں کے حامی جو کچھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرتے رہتے ہیں۔ وہ میں دیکھ رہا ہوں (جس کے معنے یہ ہیں کہ ہمیں انکی شرارتوں کا علم ہے اس کے مطابق بازپُرس ہوگی۔ اس سورۃ میں دشمنانِ رسالت مآب کی شرارتوں کا بیان ہے“۔[3]

پھر سورہ یوسف کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں

”الٓرٰ: انا اللہ ارٰی۔ میں اللہ دیکھتا ہوں کہ جو کچھ تم حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ کرتے ہو۔ جس طرح تم اس رسول کے ساتھ برتاؤ کرتے ہو۔ اسی طرح یوسفؑ کے ساتھ اسکے بھائیوں نے کیا تھا۔ تمہارا بھی اس رسول کے سامنے وہی حال ہوگا جو یوسفؑ کے سامنے یوسفؑ کے بھائیوں کا ہوا تھا“۔[4]

آپ نے سورۃ رعد کی تفسیر کرتے ہوئے لکھا ہے

المٓرٰ: اَنَا اللہ اَعْلَمُ وَ اَرٰی [5]

اسی طرح سورہ الحجر کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ

”الٓرٰ: انا اللہ اَرٰی۔

دیکھنا خدا کی وہ صفت ہے جس کا ظاہری امور کے ساتھ تعلق ہے اور علم وہ صفت ہے جس کا باطنی امور کے ساتھ تعلق ہے۔ یہ عام ہے۔۔۔ خدا تعالیٰ اس سورۃ میں ان شوخیوں اور شرارتوں کا ذکر فرماتا ہے جو کفار نے رُسل

اوران کی جماعت سے کیں اور فرماتا ہے کہ میں ان شرارتوں کو دیکھتا ہوں‘‘٦

پس ان تمام حوالہ جات کو پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں دشمنوں کو بتایا ہے کہ تم جو کچھ میرے رسول کے ساتھ کر رہے ہو وہ میں دیکھ رہا ہے۔ گویا دشمنوں کو خبردار کر رہا ہے کہ اگر تم اپنی حرکات سے باز نہ آئے تو خدا تعالیٰ تمہیں نہیں چھوڑے گا۔ اور اس طرح رسول اور اس کی جماعت کو بھی تسلی ہو جاتی ہے کہ ہمارا رب وہ ہے جو ہر وقت ہماری حالت کو دیکھ رہا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ ہم کس پرسان حال میں ہیں۔ وہ دیکھ رہا ہے کہ ہم پر کیا کیا ظلم ڈھائے جا رہے ہیں پر ہم صرف اُسی کی رضا کی خاطر چپ ہیں۔

اسی طرح اس بارے میں حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ لکھتے ہیں کہ

’’سورۃ یونس سے الٓمٓ کی بجائے الٓرٰ شروع ہو گیا ہے۔ الٓ تو وہی رہا اور مٓ کو بدل کر رٰ کر دیا ہے۔ پس یہاں مضمون بدل گیا۔ اور فرق یہ ہوا کہ بقرہ سے لے کر توبہ تک تو علمی نقطہ نگاہ سے بحث کی گئی تھی اور سورۃ یونس سے لے کر سورہ کہف تک واقعات کی بحث کی گئی ہے۔ اور واقعات کے نتائج پر بحث کو منحصر رکھا گیا ہے۔ اس لئے فرمایا کہ الٓرٰ یعنی انا اللہ اریٰ۔ میں اللہ ہوں جو سب کچھ دیکھتا ہوں۔ اور تمام دنیا کی تاریخوں پر نظر رکھتے ہوئے اس کلام کو تمہارے سامنے رکھتا ہوں۔ غرض ان سورتوں میں رؤیت کی صفت پر زیادہ بحث کی گئی ہے اور پہلی سورتوں میں علم کی صفت پر زیادہ بحث تھی‘‘۔ ٧

آپ مزید اس کی تشریح میں لکھتے ہیں

’’اب میں الٓرٰ کو لیتا ہوں۔ ان حروف سے جو سورتیں شروع ہوتی ہیں۔ اگر ان پر غور کیا جائے۔ تو وہ بھی ایک ہی مضمون سے شروع ہوتی ہیں۔ سورۂ یونس۔۔۔ پھر سورہ ہود۔۔۔ پھر سورہ یوسف۔۔۔ پھر سورہ رعد۔۔۔ پھر سورۂ ابراہیم۔۔۔ پھر سورۂ حجر۔۔۔ ان سب مقامات پر مجموعی نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان میں دو مضامین پر زور دیا گیا ہے ایک پرانی تاریخ پر۔ جس میں خاص طور پر شریروں کو سزا ملنے کے مضمون کو منتخب کر لیا گیا ہے اور دوسرے پیدائش عالم کے مضمون پر سورۂ یونس میں استفہام انکاری کے استعمال سے بتایا گیا ہے۔ کہ نذیر و بشیر انبیا ہمیشہ ہی آتے رہے ہیں۔ سورہ ہود میں اول تو یہ قاعدہ بتایا ہے کہ کوئی قوم ایک ہی حالت پر قائم نہیں رہتی۔ بلکہ ایک دائرہ کے اندر چکر لگاتی ہے۔ اور پیدائش عالم کا ذکر کر کے بتایا کہ دنیا کی ترقی قانون ارتقا کے ماتحت ہے۔ اس کے بعد سورۂ یوسف میں صاف الفاظ میں تاریخ عالم کی طرف اشارہ کیا ہے۔ سورۂ رعد میں چونکہ میم زائد تھا۔ اس میں الٓمٓ اور الٓرٰ دونوں مضمونوں کو جمع کر دیا ہے اور پہلے تو میم کی مناسبت سے ایک یقینی کلام کی طرف اشارہ کیا ہے

اور اس کے بعد پیدائش عالم کا مطالعہ کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ سورہ ابراہیم میں پھر قانونِ قدرت کا مطالعہ کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اور بتایا ہے کہ اسے دیکھو اس میں تمہیں ایک بیدار آقا کا ہاتھ نظر آئیگا۔ سورۂ حجر میں پھر پچھلی تاریخ کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اب یہ امر ظاہر ہے کہ واقعات اور قانون کا تعلق دیکھنے سے ہے۔ حقیقت تک وہی پہنچ سکتا ہے جس کی آنکھوں کے سامنے کوئی قانون ظاہر ہو رہا ہو پس ان سورتوں کا رویہّ کے ساتھ تعلق ہے۔ الٓرٰ میں یہی دعویٰ کیا گیا ہے۔ کہ میں اللہ دیکھتا ہوں۔ نہ تو پرانی تاریخ میری نظر سے پوشیدہ ہے اور نہ قانونِ قدرت کا اجرا یا پیدائش عالم میری نگہ سے مخفی ہے۔ پس رویئت سے تعلق رکھنے والے امور میں بھی میری ہی ہدایت کافی ہو سکتی ہے"۔ ۸

اسی طرح سورہ رعد کی تفسیر میں حضور لکھتے ہیں

"(الٓمّٓرٰ) پہلی تینوں سورتوں کے شروع میں الٓرٰ تھا۔ اس سورۃ کے شروع میں ان تینوں حروف میں میم زائد کر دیا گیا۔ جس سے اس طرف اشارہ ہے کہ اس کا مضمون پہلی تین سورتوں سے کسی قدر مختلف ہو گیا ہے۔ جیسا کہ سورہ یونس کے شروع میں حروف مقطعات کی بحث میں بتایا گیا ہے۔ م اعلم کا قائم مقام ہے۔ پس ان حروف کے معنے یہ ہوئے میں اللہ سب سے زیادہ جاننے والا اور دیکھنے والا ہوں۔ گویا دیکھنے کی صفت کے ساتھ علم کی صفت کو شامل کر دیا گیا ہے"۔ ۹

اسی طرح حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے بھی الٓرٰ کا ترجمہ کیا ہے

انا اللہ اریٰ: میں اللہ ہوں۔ میں دیکھتا ہوں۔ ۱۰

سورۃ یونس کے تعارف میں حضورؒ لکھتے ہیں کہ

"سورۃ البقرۃ اور سورۃ آلِ عمران میں الٓمّٓ کے مقطعات مذکور ہیں جبکہ اِس سورت میں میم کی بجائے را فرمایا گیا ہے۔ گویا سابقہ ترجمہ کی طرز کو اختیار کرتے ہوئے اس کا یہ ترجمہ کیا جاسکتا ہے کہ انا اللہ اریٰ کہ میں اللہ ہوں، میں دیکھتا ہوں"۔ ۱۱

الٓمّٓرٰ کا ترجمہ حضورؒ نے اس طرح کیا ہے۔ "اَنَا اللّٰہُ اَعْلَمُ وَ اَرٰی: میں اللہ ہوں۔ سب سے زیادہ جاننے والا ہوں" ۱۲

سورۃ الرعد کے تعارف میں حضور لکھتے ہیں کہ

”یہاں الٓمّٓ کے علاوہ حرف ’ر‘ آتا ہے اور الٓمّٓرٰ کا مطلب ہے انا اللہ اعلم اور اریٰ یعنی میں اللہ سب سے زیادہ جاننے والا ہوں اور دیکھتا ہوں“۱۳؎

اس کے علاوہ حضرت مسیح موعودؑ نے ایک اور معنی بھی بیان فرمائے ہیں جو عمومی معنوں سے ہٹ کر ہیں۔ آپ لکھتے ہیں کہ

”الف سے مراد اللہ اور لٓ سے مراد جبرائیل اور راء سے مراد رُسل ہیں چونکہ اس میں یہی قصہ ہے کہ کونسی چیزیں انسانوں کو ضروری ہیں اس لئے فرمایا کتاب اُحکمت۔ یہ کتاب ایسی ہے کہ اُس کی آیات پکی اور استوار ہیں“۱۴؎

کٓھٰیٰعٓصٓ کی تشریح

کٓھٰیٰعٓصٓ قرآن کریم میں صرف ایک مرتبہ سورۃ مریم میں آیا ہے۔ اس کے معنی خاص طور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمائے ہیں۔ حضرت اُم ہانیؓ فرماتی ہیں کہ آپؐ نے سورۃ مریم میں بیان شدہ مقطعات کٓھٰیٰعٓصٓ کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ اس کے معنی کَافٍ۔ ھَادٍ۔ عَالِمٌ اَوْ عَلِیْمٌ اور صَادِقٌ کے ہیں۔۱؎

اسی طرح صحابہ کرام نے بھی اس کی تشریح فرمائی ہے۔ حضرت علیؓ بھی اس کو صفاتِ الٰہی ہی سمجھتے تھے۔ تفسیر مظہری میں لکھا ہے کہ ”حضرت علی کرم اللہ وجہ اپنی دعا میں فرمایا کرتے تھے یَاکٓھٰیٰعٓصٓ اِغْفِرْلِیْ ۲؎

یعنی اے کٓھٰیٰعٓصٓ مجھے معاف کردے۔

اس حدیث کے بارے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ فرماتے ہیں کہ۔

”اور چونکہ دعا کا صفاتِ الٰہیہ سے خاص تعلق ہوتا ہے اس لئے یہ روایت بتاتی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی کٓھٰیٰعٓصٓ کو صفاتِ الٰہیہ کا قائم مقام سمجھتے تھے“۔۳؎

اسی طرح حضرت ابن عباسؓ اور ابن مسعودؓ نے بھی اس کی تشریح کی ہے۔ لکھا ہے کہ

”حضرت ابن عباسؓ نے بھی ان حروفِ مقطعات سے صفاتِ الٰہی ہی مراد لی ہیں۔ مگر انہوں نے اُم ہانیؓ والی روایت سے کچھ اختلاف کیا ہے وہ کہتے ہیں ک کبیر کا ہے۔ ھاء ھادٍ کی ہے یاء امینٌ کی ہے۔ ع سے عزیز مراد ہے اور ص سے صادق مراد ہے۔۔۔

ابن مسعودؓ اور بعض اور صحابہؓ کہتے ہیں کہ ک سے الملک مراد ہے۔ ھاء سے الالہ مراد ہے یاء اور ع سے العزیز مراد ہے اور ص سے المصور مراد ہے۔"[۴]

حضرت مولوی نورالدین خلیفۃ المسیح الاولؓ نے بھی اس کی تشریح میں لکھا ہے کہ

"کٓھٰیٰعٓصٓ : میں اسماء الٰہی کی طرف اشارہ ہے۔ کبیر۔ المتعال۔ کافی۔ ھادی۔ یُجِیْرُ وَلَا یُجَارُ عَلَیْہِ۔ عالم۔ عزیز۔ صادق۔ اگر صحابہؓ و تابعین ان کے معنے نہ کرتے تو میں کبھی نہ کرتا۔

اسمائے الٰہی کریم۔ ہادی۔ یُجِیْرُ وَلَا یُجَارُ عَلَیْہِ۔ (المومنون:89) (عالم۔ عزیز۔ عادل) کی طرف ان حروف میں اشارہ ہے۔ صادق الوعد (مریم:55) نیز ان آیات میں ان انبیاء کا ذکر ہے۔ زکریا۔ ہود۔ ادریس۔ اسماعیل اور صٓ سے مراد صداقتِ انبیاء ہے۔ عراق عجم۔ عراق عرب۔ عرب اور شام کے انبیاء کا تذکرہ ہے"[۵]

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ خلیفۃ المسیح الثانی نے وہی معنی کئے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کئے تھے۔ اس بارے میں آپ لکھتے ہیں کہ۔

"سورۃ کے مقطعات کے معنے خود رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں۔ اور اُم ہانیؓ کہتی ہیں کہ میں نے یہ معنے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے سنے ہیں۔۔۔

یعنی ک کے معنے کافی کے ہیں۔ ھ کے معنے ہادی کے ہیں۔ ع کے معنے عالمؐ یا علیمؐ کے ہیں اور ص کے معنے صادقؐ کے ہیں۔ اور میرے نزدیک یہی معنے اس سورۃ کی کنجی ہیں"[٦]

چونکہ آپ کے مطابق یہ صفاتِ الٰہی سورۃ مریم کے مضمون کی کنجی ہیں اس لئے آپ اس نکتے کی مزید تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

"ان معنوں کے مطابق اللہ تعالےٰ کی صفات کافی اور ہادی جو ظہور میں عالم یا علیم اور صادق کا وہ مسیحیت اور اسلام میں فیصلہ کن ہیں۔ کیونکہ جب ہم یہ کہیں کہ اے ع اور ص تم کاف اور ہاء ہو۔ تو اس کے صاف معنے یہ ہوں گے کہ ع اور ص منبع ہیں کاف اور ہاء کا۔۔۔

بعض صفات ابتدائی اور منبع کے طور پر ہوتی ہیں اور بعض تابع ہوتی ہیں۔ یہاں ک اور ھاء کی صفات تابع ہیں اور ع

اور ص کی صفات منبع کے طور پر ہیں اور کٓھٰیٰعٓصٓ کے یہی معنے ہیں کہ یَا عَلِیْمُ یَا صَادِقُ اَنْتَ کَافٍ وَ اَنْتَ ھَادٍ۔ اے علیم اور صادق خدا تو کافی اور ہادی ہے۔ گویا کافی اور ہادی تابع صفات ہیں اور علیم اور صادق اصل صفات ہیں یعنی خدا تعالیٰ کے علیم اور صادق ہونے کا یہ لازمی نتیجہ ہے کہ خدا کافی بھی ہو اور خدا ہادی بھی ہو"۔ ۷

یہ ثابت کر لینے کے بعد حضور نے انہی صفات کے ساتھ یہ ثابت بھی کیا ہے کہ ایسے خدا کے ہوتے ہوئے جو ایسی صفات کا مالک ہو۔ انسان کو نہ کفارے کی ضرورت ہے۔ نہ حضرت عیسیٰؑ کو خدا مانا جاسکتا ہے۔ اس بارے حضورؓ لکھتے ہیں کہ

"غرض کٓھٰیٰعٓصٓ میں اللہ تعالیٰ نے عیسائیت کے مقابلہ کے لئے ایک بنیادی اصول بیان فرمادیا ہے اور بتایا ہے کہ عیسائیوں سے صفاتِ الٰہیہ کو مدِ نظر رکھ کر بحث کیا کرو۔ اس کے نتیجہ میں اُن کے تمام عقائد باطل ثابت ہو جائیں گے۔ اگر خدا کافی ہے تو پھر یہ کہنا کہ شریعت میں انسان خود راستہ تجویز کر سکتا ہے یا شریعت لعنت ہے۔ بیوقوفی کی بات ہے۔ جو کافی ہے وہ رحمت ہے اور جو غیر کافی ہے وہ لعنت ہے۔ اسی طرح جو صادق ہے اور جس کے اندر تمام سچائیاں پائی جاتی ہیں اگر اس کا وجود نجات نہیں دلا سکتا ہے۔ تو پھر کسی غیر صادق کا وجود کس طرح نجات نہیں دلا سکتا ہے۔ نجات تو وہی دلائے گا جو صادق ہو گا۔ جیسے حضرت داوٗدؑ نے کہا کہ "اے خداوند سچائی کے خدا تو نے مجھے مخلصی دی ہے۔" (زبور باب 31۔ آیت 5) غرض کٓھٰیٰعٓصٓ میں عیسائیت اور اسلام کے مباحثات کا صحیح طریق بتایا گیا ہے"۔ ۸

حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے کٓھٰیٰعٓصٓ کا بھی یہی ترجمہ کیا ہے۔

اَنْتَ کَافٍ وَھَادٍ یَا عَالِمُ یَاصَادِقُ: تو کافی ہے اور ہادی ہے، اے جاننے والے، اے صادق۔ ۹

طٰهٰ کی تشریح

طٰهٰ قرآن کریم میں ایک مرتبہ آیا ہے۔ جس سورۃ میں آیا ہے اس کا نام بھی سورۃ طٰهٰ ہی ہے۔

طٰهٰ کے بارے اختلاف پایا جاتا ہے۔ اس بارے تفسیر فتح البیان میں لکھا ہے کہ

"والثانی: أَنَّهَا بِمَعْنیٰ یَا رَجُلُ فِیْ لُغَۃِ عُکْلٍ وَ فِیْ لُغَۃِ عَکٍّ قَالَ الْکَلْبِیُّ لَوْ قُلْتَ لِرَجُلٍ مِّنْ عَکٍّ یَا رَجُلُ لَمْ یُجِبْ حَتّٰی تَقُوْلَ طٰهٰ، وقیل انها فی لُغَۃِ عک بمعنی یا حبیبی۔ وَقَالَ قُطْرُبُ ھِیَ کَذٰلِکَ فِیْ لُغَۃِ طَیٍّءٍ، أی بمعنی یا رجل۔۔۔

الثالث: أنها اسم من أسماءالله سبحانه۔

الرابع: أنها اسم للنبی صلی الله علیہ وسلم''۔[1]

ترجمہ: اور دوسرا یہ کہ عکل اور عک (عرب قبائل) کی زبان میں یارجل کے معنے دیتا ہے۔ کلبی کہتے ہیں کہ عک میں یارجل کہیں گے تو جواب نہیں ملے گا جب تک کہ طٰہٰ کر کے نہ پکارا جائے۔ اور کہا گیا ہے کہ عک کی زبان میں یہ یاحبیبی کے معنے دیتا ہے۔ اور قطرب کہتے ہیں کہ اسی طرح طیء کی زبان میں یہ یارجل کے معنے دیتا ہے۔

تیسرا یہ ایک نام ہے اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے۔

چوتھا یہ ایک نام ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہے۔

پس اس حوالہ میں اگرچہ انہوں نے اسے اللہ تعالیٰ کا نام بھی قرار دیا ہے مگر زیادہ رجحان اُن کا اس طرف تھا کہ اس سے مراد صرف زبان کے مطابق یارجل ہی ہے۔ حضرت مولوی نورالدین خلیفۃ المسیح الاولؓ لکھتے ہیں کہ

''طٰہٰ: عربی زبان میں اس شخص کو کہتے ہیں جس کو کسی بات کی دَھت لگ رہی ہو۔۔۔

عربی لٹریچر میں محبوبوں کے حسن وجمال۔ اپنے اظہارِ خیال۔ جتھے کی طاقت۔ دشمن کی ہلاکت کی نسبت بہت کچھ پایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں اللہ کی عظمت۔ اللہ کی جبروت۔ اللہ کے عجائباتِ قدرت کا بیان ہوتا ہے۔۔۔

طٰہٰ: او بڑے آدمی۔ او حریص''۔[2]

پس اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضورؓ نے بھی اس سے مراد صفاتِ الٰہی نہیں لی بلکہ عام محاورہ لیا ہے۔ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ خلیفۃ المسیح الثانی تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں کہ

''ہم نے سورۃ یونس کی تفسیر کے ابتداء میں قرآنی مقطعات پر بحث کرتے ہوئے لکھا تھا کہ طٰہٰ بھی حروف مقطعات میں سے ہے لیکن بعد میں لغت اور مفسرین کے اقوال پر اور اس سورۃ کے مضامین پر مزید غور سے معلوم ہوا کہ چونکہ حروف مقطعات کی طرح طاء اس جگہ کسی مستقل لفظ کا قائم مقام نہیں اور نہ ھاء اس جگہ کسی اور مستقل لفظ کی قائم مقام ہے بلکہ ھاء طاء کے ساتھ مل کر ایک مستقل معنے دیتی ہے اور وہ معنی یَارَجُلُ کے ہیں اس لئے اسے ایک مستقل لفظ قرار دینا چاہئے۔ حروف مقطعات میں سے نہیں سمجھنا چاہئے۔۔۔

لسان العرب میں بھی اس استعمال کا ذکر کیا گیا ہے۔ پس طٰہٰ کے معنے عرب کے مختلف قبیلوں میں چونکہ ''اے مرد کامل القویٰ'' کے پائے جاتے ہیں۔ اس لئے ہم نے طٰہٰ کا ترجمہ اسی نظریہ کے ماتحت کیا ہے''۔[3]

پھر اس کی مزید تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں

"کامل قوتوں والے مرد سے اس طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ مردانگی کی تمام اعلیٰ صفات یعنی شجاعت اور سخاوت اور بدی کا مقابلہ وغیرہ کامل طور پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں پائی جاتی ہیں اور اسی وجہ سے تمام عالمِ انسانی میں صرف آپ ہی کامل انسان کہلانے کے مستحق ہیں"۔[3]

پس حضورؓ نے بھی طٰہٰ کو حروف مقطعات نہیں سمجھا بلکہ اس کے وہی معنے کئے ہیں جو لغت میں سمجھے جاتے ہیں۔ اور اس کو خصوصیت کے ساتھ آنحضرت ﷺ کی صفات کے طور پر پیش کیا ہے۔

حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے طٰہٰ کو حروف مقطعات ہی سمجھا ہے اور اس کے معنے اس طرح کئے ہیں؛ طیب۔ ھادی: اے پاک (رسول) اور ہادیٔ کامل! اور اس سورۃ کے تعارف میں حضور لکھتے ہیں

"یہ طٰہٰ کے حروفِ مقطعات سے شروع ہوتی ہے اور یہ مقطعات کسی اَور سورت کے آغاز میں بیان نہیں ہوئے۔ اس کے معانی ہیں: اے پاک رسول اور ہادیٔ کامل"۔[4]

پس اس سے معلوم ہوا کہ حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع نے طٰہٰ کو حروف مقطعات ہی سمجھا ہے مگر اس سے مراد اللہ تعالیٰ کے اسماء کی بجائے آنحضرت ﷺ کے اسماء اور صفات لی ہیں۔

طٰسٓ اور طٰسٓمٓ کی تشریح

طٰسٓ سورۃ النمل میں ایک دفعہ آیا ہے۔ طٰسٓمٓ سورۃ الشعرا اور سورۃ القصص میں دو مرتبہ آیا ہے۔

حضرت مولوی نورالدین خلیفۃ المسیح الاولؓ لکھتے ہیں

"طٰسٓ: طٰ کے معنے صحابہؓ نے لطیف کئے ہیں۔ اور سٓ کے معنے سمیع۔۔۔
طٰسٓ۔ طٰ سے اسمِ الٰہی لطیف اور سمیع مراد ہے۔ یعنی یہ آیات قرآن اور کتاب کھول کر سنانے والی کی ہیں۔ جو اللہ لطیف سمیع کے حضور سے نازل ہوئی۔ جیسے فرامین کے سر پر لکھا جاتا ہے اجلاس فلاں حاکم سے یہ حکم جاری ہوا ہے۔ اسی طرح اس سورۃ کے سرے پر فرمایا گیا"۔[1]

اسی طرح آپ طٰسٓمٓ کے بارے لکھتے ہیں "طٰسٓمٓ: لطیف۔ سمیع۔ مجید خدا"۔[2]

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے ط کو طاہر اور لطیف کے قائم مقام، س کو سمیع کے قائم مقام، م کو مجید اور مالک کے قائم مقام قرار دیا ہے۔ چونکہ یہ دونوں مقطعات تین مختلف سورتوں میں آئی ہیں اس لئے اس کی تشریح بھی سورتوں کی ترتیب سے کی جائے گی۔ سب سے پہلے سورۃ الشعراء آتی ہے جس کا حروف مقطعات طٰسٓمٓ ہے۔ اس تشریح میں حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ لکھتے ہیں۔

”طٰسٓمٓ جو حروفِ مقطعات میں سے ہیں اِن میں سے ط لطیف کا س سمیع کا م مجید کا قائم مقام ہے۔ گویا اِس سورۃ اور اِس کی تابع سورتوں میں اللہ تعالیٰ نے محسنِ عظیم ہونے اُس کے مخفی سے مخفی رازوں سے واقف ہونے، اپنے بندوں کی دعائیں سننے اور اُس کے مجید ہونے پر یعنی اُن قوانین پر جن سے اُس کی اعلیٰ اور بلند شان ظاہر ہوتی ہے ظلم اور جبر ثابت نہیں ہوتا روشنی ڈالی گئی ہے۔ اور اس کے دلائل دیئے گئے ہیں“[۴۳]

اس سورۃ کے بعد سورۃ النمل آتی ہے اس سورۃ میں طٰسٓ حروف آئے ہیں۔ اس کی تشریح میں حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ لکھتے ہیں۔

”اِس سورۃ سے پہلے بھی حروفِ مقطعات طٰسٓ آئے ہیں جیسا کہ ہم پہلے بتا چکے ہیں طٓ اللطیف کا قائم مقام ہے اور سٓ سمیع کا۔ پہلی سورۃ اور اِس سورۃ میں یہ فرق ہے کہ پہلی سورۃ کے آخر میں میم بھی آتا تھا جو مجید کا قائم مقام تھا۔ مگر اس سورۃ میں اُسے اڑا دیا گیا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ پہلی سورۃ میں خدا تعالیٰ کی مجد اور بزرگی پر زیادہ زور دیا گیا تھا۔ اور اس سورۃ میں مضمون تو مشترک ہے لیکن خدا تعالیٰ کے مجید ہونے پر اس میں اتنا زور نہیں دیا گیا جتنا پچھلی سورۃ میں دیا گیا تھا اور اس کی ظاہری دلیل یہ ہے کہ پہلی سورۃ میں محمد رسول اللہ ﷺ کا ذکر زیادہ کیا گیا تھا اور خدا تعالیٰ کی مجد اور اُس کی بزرگی زیادہ تر محمد رسول اللہ ﷺ سے ہی ظاہر ہوئی ہے اور اِس سورۃ میں موسیٰؑ اور داؤدؑ اور سلیمانؑ کا ذکر کیا گیا ہے جن کے وجود سے اللہ تعالیٰ کے واقفِ اسرار روحانیہ ہونیکا ثبوت تو ضرور ملتا ہے۔ اِسی طرح اُس کے سمیع ہونے کا بھی ثبوت ملتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے مجید ہونے کا ثبوت جتنا رسول کریم ﷺ اور آپ کے صحابہؓ کی زندگی سے ملتا ہے اتنا ثبوت حضرت موسیٰؑ حضرت داؤدؑ اور حضرت سلیمانؑ یا اُن کے ساتھیوں کی زندگی سے نہیں ملتا“[۴۴]

سورۃ النمل کے بعد سورۃ القصص آتی ہے جس میں طٰسٓمٓ آتا ہے اس کی تشریح میں حضور لکھتے ہیں۔

”اس سورۃ کے ابتداء میں حروف مقطعات طٰسٓمٓ رکھے گئے ہیں۔ جو لطیف۔ سمیع اور مالک یا مجید کے قائم مقام

ہیں۔ اور اس کے معنے یہ ہیں کہ خدا لطیف ہے اور وہ لطف اور مہربانی سے کام لیتا ہے جبر اور سختی سے کام نہیں لیتا۔ وہ سَمِیع ہے۔ جب دنیا ہدایت سے محروم ہوئی اور اُن کے دلوں میں سے خدا تعالیٰ کی طرف پکار اُٹھی کہ ہمیں ہدایت دے تو اُس نے یہ قرآن بھیج دیا۔ وہ مالکؔ ہے مخلوق کا اس لئے وہ اپنے بندوں کو یونہی نہیں چھوڑ سکتا تھا۔ یا میم مجیدؔ کا قائم مقام ہے۔ اس صورت میں اس کے یہ معنے ہیں کہ خدا بڑی بزرگی والا ہے۔ پس یہ اُس کی شان کے خلاف تھا کہ اُس کے کمزور بندے ہدایت سے محروم ہوتے۔ اور وہ ان کی خبر نہ لیتا۔ اور چونکہ اِنہی صفات کو سورۂ شعراء کے ابتداء میں بھی بیان کیا گیا ہے اس لئے مغزِ مضمون کے لحاظ سے اِن دونوں صورتوں کا مضمون آپس میں ملتا جُلتا ہے۔۔۔

سورۂ شعراء سے پہلے بھی طٰسٓمٓ حروف مقطعات کے طور پر رکھے گئے ہیں۔ اور سورۂ قصص سے پہلے بھی طٰسٓمٓ حروف مقطعات کے طور پر رکھے گئے ہیں۔ اور سورۂ شعراء میں بھی اِن حروف کے بعد یہ آیت ہے کہ تِلْکَ اٰیٰتُ الْکِتٰبِ الْمُبِیْنِ۔ اور اِس سورۃ میں بھی طٰسٓمٓ کے بعد یہ آیت تِلْکَ اٰیٰتُ الْکِتٰبِ الْمُبِیْنِ ۔ اِس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حروفِ مقطعات کسی خاص غرض کے لئے ہوتے ہیں۔ اور ایک جیسے حروف مقطعات ایک ہی قسم کے مضمون پر دلالت کرتے ہیں۔

ہم نے سورۂ نمل کے تفسیری نوٹوں میں بتایا تھا کہ سورۂ نمل کو طٰسٓمٓ کی بجائے جو شعراء سے پہلے رکھے گئے ہیں صرف طٰسٓ سے شروع کیا گیا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کا مجد اور اس کی بزرگی جتنی کہ رسول کریم ﷺ کے وجود سے ظاہر ہوئی ہے جن کا سورۂ شعراء میں ذکر آتا ہے اتنی بزرگی موسیٰ اور سلیمان علیہم السلام کے وجود سے ظاہر نہیں ہوئی جن کا ذکر سورۂ نمل میں آتا ہے۔ اَب اس سورۃ میں پھر طٰسٓ کے بعد میم بڑھا دیا گیا ہے۔ کیونکہ اِس سورۃ میں بھی رسول کریم ﷺ کا خاص طور پر ذکر کیا گیا ہے۔ خصوصاً فتح مکہ کا۔ جس سے اللہ تعالےٰ کی بزرگی ظاہر ہوئی"۔۵

حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے بھی طٰسٓمٓ سے صفاتِ الٰہی مراد لی ہیں۔ آپ لکھتے ہیں

"طٰسٓمٓ: طیب سمیع علیم۔ پاک، بہت سننے وال، بہت جاننے والا"۶

سورۃ الشعراء کے تعارف میں حضور لکھتے ہیں

"اس سورت کا آغاز ایک دفعہ پھر بعض مقطعات سے کیا گیا ہے اور اس میں لفظ "س" بطور حرف مقطعہ پہلی بار نازل فرمایا گیا ہے۔ اس کے مختلف معانی ہو سکتے ہیں اور ہیں لیکن بعض اہل علم ان مقطعات کی تشریح اس طرح

کرتے ہیں کہ "ط" سے مراد طیب اور "س" سے مراد سمیع اور "میم" سے مراد علیم ہے" ۶

اسی طرح طٰسٓ کا مطلب طیب سمیع یعنی پاک، بہت سننے والا۔ کیا ہے۔ سورۃ النمل کے تعارف میں لکھتے ہیں

"اس سورت کا آغاز طٰسٓ کے حروف مقطعات سے ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرح حضرت محمد رسول اللہ ﷺ بھی طیب ہیں اور طیب پر شیاطین نہیں اُترا کرتے۔ اس لئے لازماً یہ ایسے طیب خدا کا کلام ہے جو بہت حکمت والا ہے اور جس نے اپنے طیب بندے پر طیب اور پر حکمت وحی نازل فرمائی ہے" ۷

یٰسٓ کی تشریح

یٰسٓ قرآن کریم میں ایک مرتبہ سورۃ یٰسٓ میں آیا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ نے یٰسٓ کا ترجمہ "اے سردار" کیا ہے ۱۔

پس اس سے معلوم ہوا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے اس سے صفاتِ الٰہی کی بجائے آنحضرت ﷺ کی صفت مراد لی ہے۔ گویا یہ آنحضرت ﷺ کی صفات کے مخفف ہیں۔ اسی طرح حضرت مولوی نورالدین خلیفۃ المسیح الاولؓ نے بھی اس کی تشریح یہ کی ہے کہ۔

"یٰسٓ: اے انسانِ کامل! اے سردار! کامل انسان جو بات کہتا ہے وہ سچی ہوتی ہے۔ بڑے بڑے سردار بھی جھوٹ نہیں بولتے" ۲

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے بھی یٰسٓ کا ترجمہ "اے سیّد!" ۳ کیا ہے۔ اس کے حاشیہ میں آپ لکھتے ہیں۔

"س سیّدؐ کا قائم مقام ہے۔ اگلی آیتوں میں رسول کریم ﷺ کے سیّد ہونے کی دلیل دی ہے۔ اور وہ دلیل قرآن حکیم ہے" ۴

حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اس کا ترجمہ "یَا سَیِّدُ: اے سردار!" کیا ہے۔ ۵

پس یٰسٓ سے کسی نے بھی اللہ تعالیٰ کی صفات مراد نہیں لی۔ اس کی بجائے آنحضرت ﷺ کی صفات مراد لی گئی ہیں۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کے بعد میں آنے والی آیات اس بات کو تقویت دیتی ہے کہ اس مقطعہ سے مراد آنحضرت ﷺ ہے نہ کہ اللہ تعالیٰ۔ مثلاً تیسری آیت کہ ہے۔ اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ یعنی یقیناً تُو رسولوں میں سے ہے۔ ۶

صٓ کی تشریح

صٓ قرآن کریم میں ایک مرتبہ سورۃ صٓ میں آیا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی صفت کا مخفف ہے۔
حضرت مولوی نور الدین خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں کہ۔

"صٓ: اللہ تعالیٰ کا نام ہے"۔ اور "صٓ: صادق"۔[1]

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ تفسیر صغیر میں اس کا ترجمہ یہ لکھا ہے۔

"اس قرآن کو صادق خدا نے اُتارا ہے"۔ اس کے حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ " صٓ کے معنے صادق کے ہیں۔ یعنی اس قرآن کو صادق خدا نے اتارا ہے"۔[2]

حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے صٓ سے مراد "صَادِقُ الْقَوْلِ: قول کا سچا" لیا ہے [3]
اور سورۃ صٓ کے تعارف میں لکھتے ہیں کہ۔

"اس سورتِ کریمہ کا آغاز بھی حروفِ مقطعات میں سے ایک حرف ص سے فرمایا گیا ہے۔ جس کی ایک تشریح مفسرین یہ بیان کرتے ہیں کہ صٓ سے مراد "صَادِقُ الْقَوْل" ہے یعنی وہ اللہ جس کی باتیں ضرور پوری ہو کر رہیں گی۔ اور قرآن کو جو عظیم نصیحتوں پر مشتمل ہے اس بات پر گواہ ٹھہرایا گیا ہے کہ اس قرآن کا انکار محض جھوٹی عزت کے نتیجہ میں پیدا ہونے والی مخالفت کی وجہ سے ہے"[4]

پس صٓ سے مراد اللہ تعالیٰ کی صفات کا مخفف لیا گیا ہے۔

حٰمٓ اور حٰمٓ عٓسٓقٓ کی تشریح

حٰمٓ قرآن کریم میں سات مرتبہ آیا ہے اور ایک مرتبہ یہ عٓسٓقٓ کے ساتھ آیا ہے۔ یہ سورۃ المومن۔ سورۃ حٰمٓ السجدہ۔ سورۃ الشوریٰ۔ سورۃ الزخرف۔ سورۃ الدّخان۔ سورۃ الجاثیۃ۔ سورۃ الاحقاف میں آئیں ہیں۔ سورۃ الشوریٰ میں یہ عٓسٓقٓ کے ساتھ آیا ہے۔ یہ حروف اللہ تعالیٰ کی صفات کے مخفف ہیں۔
حضرت مولوی نور الدین خلیفۃ المسیح الاولؓ سورۃ المومن کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ

"حٰمٓ: حمید۔ مجید۔ بادشاہ۔ حیّ کی طرف سے یہ کتاب آئی ہے"۔ اسی طرح ایک اور جگہ لکھتے ہیں۔ "حٰمٓ: حمید، مجید، حیّ و مالک"[1]

اسی طرح آپ سورۃ حٰمٓ السجدۃ کی تفسیر میں حٰمٓ کی تفسیر یہ کرتے ہیں۔ "رحمٰن ورحیم کی جانب سے اترا ہوا" ۲؎
سورۃ الشوریٰ کی تفسیر میں حٰمٓ عٓسٓقٓ کے بارے لکھتے ہیں "حمید۔ مجید۔ علی وعظیم۔ سمیع وقادر و قوی ہوں" ۳؎
سورۃ الزخرف کی تشریح میں لکھا ہے حٰمٓ: حمید و مجید و حیّ" ۴؎

پس اس سے یہ ثابت ہوا کہ حضرت مولوی نور الدین خلیفۃ المسیح الاولؓ نے حٰمٓ سے صفاتِ الٰہی مراد لی ہے۔ اور اس سے حمید، مجید، حیّ، مالک، رحمٰن اور رحیم مراد لئے ہیں۔

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے بھی ان حروف سے مراد خدا تعالیٰ کی صفات ہی لی ہیں۔ آپ تفسیر صغیر سورۃ المومن میں ان کا مطلب لکھتے ہیں کہ "یہ سورۃ خدا کی حمد اور اس کی بزرگی کو ثابت کرتی ہے"۔ اس کے حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ
"حٰمٓ۔ حاء حَمِید کا قائم مقام ہے اور میم مَجِید کا" ۵؎
سورۃ الشوریٰ میں حٰمٓ کے ساتھ عٓسٓقٓ بھی آیا ہے۔ اس کا ترجمہ تفسیر صغیر میں اس طرح کیا گیا ہے۔ "(یہ سورۃ) حمید (و) مجید۔ علیم، سمیع (اور) قدیر (خدا نے اُتاری ہے)"۔ اس کے حاشیہ میں حضور لکھتے ہیں کہ۔

"حٰمٓ۔ عٓسٓقٓ مقطعات میں سے ہیں اور حا حَمِید کا قائم مقام ہے۔ میم مجید کا۔ عٓسٓقٓ سے خدا تعالیٰ کی عَلِیم۔ سَمِیع۔ اور قَدِیر کی صفات مراد ہیں" ۶؎

اسی طرح باقی ماندہ سورتوں میں آئے ہوئے حروف حٰمٓ سے مراد حمید و مجید ہی لئے ہیں۔
حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے بھی حٰمٓ سے مراد "حَمِیدٌ مَجِیدٌ: صاحبِ حمد، صاحبِ مجد"۔ ہی لیا ہے۔ سورۃ المومن کے تعارف میں آپ لکھتے ہیں کہ

"اس سورت کا آغاز حٰمٓ کے مقطعات سے ہوتا ہے اور اس کے بعد کی چھ سورتوں کا آغاز بھی انہی مقطعات سے ہوتا ہے۔ گویا اس کے سمیت کُل سات سورتیں ہیں جن کا آغاز حٰمٓ سے ہوتا ہے۔ اللہ بہتر جانتا ہے کہ ان سورتوں کا سورۃ الفاتحہ کی ساتھ آیتوں سے کوئی تعلق ہے تو کیا ہے" ۷؎

اس میں حضورؒ نے ایک انوکھی بات فرمائی ہے کہ یہ سات حروف حٰمٓ سورۃ فاتحہ کے ساتھ ایک تعلق رکھتے ہیں۔ اس کی تشریح حضور نے خود نہیں فرمائی مگر ہمارے لئے تحقیق کا دروازہ دیکھا گئے ہیں۔
اسی طرح سورۃ الشوریٰ میں عٓسٓقٓ سے مراد "عَلِیمٌ سَمِیعٌ قَدِیرٌ: بہت جاننے والا، بہت سننے والا، کامل قدرت رکھنے والا" لیا ہے ۸؎

قٓ کی تشریح

حرف قٓ قرآن کریم میں سورۃ قٓ میں ایک مرتبہ آیا ہے۔

حضرت مولوی نورالدین خلیفۃ المسیح الاول نے آیت قٓ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ کا ترجمہ یہ کیا ہے "قٓ: قیامت ہے اور اس کا شاہد قرآن مجید ہے کہ تم بعد الموت مبعوث ہو گے"۔ [1]

پس حضور نے قٓ سے مراد اللہ تعالیٰ کی صفت نہیں لی بلکہ اسے قیامت کا قائم مقام سمجھا ہے۔

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے تفسیر صغیر میں آیت کا ترجمہ یہ کیا ہے۔

" قادر خدا اس سورۃ کو اتارنے والا ہے۔ ہم اس بزرگی والے قرآن کو (اس سورۃ کی سچائی) کی شہادت کے طور پر پیش کرتے ہیں"۔ [2]

پس تفسیر صغیر میں حضور نے قٓ سے مراد خدا تعالیٰ کی صفت قادریت لی ہے۔

حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابعؒ اس آیت کا ترجمہ کچھ یوں کرتے ہیں "قَدِیرٌ: کامل قدرت رکھنے والا۔ عزت والے قرآن کی قَسم!"۔ اس سورۃ کے تعارف میں حضورؒ لکھتے ہیں کہ

> "یہ سورت مقطعات میں سے حرف 'ق' سے شروع ہوتی ہے۔ "ق" کے متعلق جیّد علماء کا خیال ہے کہ لفظ قدیر کا اختصار ہے۔ اور اس کے بعد پہلا لفظ قرآن آیا ہے جو 'ق' ہی سے شروع ہوتا ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی قدرت کا انکار کرنے والوں کا یہ بیان مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ میں یہ قدرت کہاں سے آگئی کہ ہمیں مر کر مٹی ہو جانے کے بعد ایک دفعہ پھر قیامت کے دن اکٹھا کرے۔ ان کے نزدیک یہ ایک بہت دور کی بات ہے یعنی بعید از عقل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہمیں معلوم ہے کہ زمین ان میں سے کیا کچھ کم کرتی چلی جارہی ہے لیکن اس کے باوجود ہم یہ قدرت رکھتے ہیں کہ ان کے منتشر ذرّات کو اکٹھا کر دیں۔ ان کی توجہ آسمان کی وسعتوں کی طرف پھیری گئی ہے کہ اتنی عظیم الشان کائنات میں کوئی ایک نقص بھی وہ نہیں دکھا سکتے، پھر اس کے پیدا کرنے والے کی قدرتوں کا وہ کیسے انکار کر سکتے ہیں"۔ [3]

نٓ کی تشریح

نٓ قرآن کریم میں ایک مرتبہ سورۃ القلم میں آیا ہے۔ اس کا لغت میں ایک مطلب دوات بھی ہے۔

حضرت مولوی نورالدین خلیفۃ المسیح الاولؓ نے نٓ سے دوات ہی مراد لی ہے [1]

اسی طرح حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے بھی ن سے مراد دوات کا مطلب ہی لیا ہے ۲؎
حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے سورۃ القلم کے تعارف میں یہ لکھا ہے کہ۔

"یہ سورت حروفِ مقطعات سے شروع ہونے والی آخری سورت ہے۔ یہ سورت لفظ "ن" سے شروع ہوتی ہے جس کا ایک معنی دوات کا ہے اور قلم سے لکھنے والے تمام اس کے محتاج رہتے ہیں۔ اور انسان کی تمام ترقیات کا دور قلم کی بادشاہی سے شروع ہوتا ہے۔ اگر انسانی ترقی میں سے تحریر کو نکال دیا جائے تو انسان جہالتوں کی طرف لَوٹ جائے اور پھر کبھی اسے کوئی علمی ترقی نصیب نہیں ہو سکتی۔

دوسرا ن سے مراد اللہ تعالیٰ کے وہ نبی ہیں جنہیں "ذوالنون" کہا جاتا ہے یعنی حضرت یونس علیہ السلام ان کا بھی اسی سورت میں ذکر ملتا ہے کہ وہ کیا واقعہ گزرا تھا۔۔۔

اس سورت میں حرف ن کا تکرار کے ساتھ ذکر ہے جو اس سورت کے مضامین سے کامل مطابقت رکھتا ہے۔ اور ایک جگہ بھی مضمون اور حرفِ ن میں کوئی بے جوڑی دکھائی نہیں دیتی"۳؎

باب چہارم

باب حروف مقطعات اور حساب ابجد

حروف مقطعات کا حساب ابجد سے گہرا تعلق ہے۔ اس تعلق کی بنیاد ایک حدیث شریف ہے۔ تفسیر اتقان میں ہے

" اور کہا گیا ہے کہ یہ حروف مقطعہ ابجد کے حساب ہیں اور ان کی غرض یہ ہے کہ امت محمدی ﷺ کی مُدت قیام پر دلالت کریں۔ ابن ابی اسحاق نے کلبی سے اُس نے ابی صالح سے 'ابی صالح' نے ابن عباس سے اور ابن عباسؓ نے جابرؓ سے اور جابرؓ نے عبد اللہ بن رباب سے یہ روایت کی ہے کہ اُس نے کہا۔" ابو یاسر بن اخطب یہودی کے چند معزز لوگوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی طرف ہو کر نکلا۔ اُس وقت آنحضرت ﷺ سورۃ البقرۃ کا آغاز الٓمّ ذٰلک الکتاب لا ریب فیہ تلاوت فرمارہے تھے۔ ابو یاسر اس کو سُن کر اپنے ساتھی یہودیوں سمیت اپنے بھائی حَیَیّ بن اخطب کے پاس گیا۔ اور اُس سے کہنے لگے 'تم لوگ جان رکھو۔ واللہ میں نے محمد (ﷺ) کو اُس چیز میں جو اُن پر نازل کی گئی ہے الٓمّ ذٰلک الکتاب پڑھتے ہوئے سنا ہے'۔ حیّی اس بات کو سن کر کہنے لگا۔ 'تم نے اپنے کانوں سے سنا ہے؟' ابو یاسر نے جواب دیا 'بے شک' اس کے بعد حیّی بن اخطب کئی ایک بڑے بڑے یہودیوں کو جو پہلے سے وہیں موجود تھے ساتھ لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا۔ اور اُن سب لوگوں نے آپ سے دریافت کیا۔ 'کیا آپ کو یاد ہے کہ اُس کتاب میں آپ جو کہ آپ پر نازل ہوئی ہے۔ الٓمّ ذٰلک الکتاب کی تلاوت کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ہاں یاد ہے۔ یہودیوں کی جماعت نے کہا۔ 'خدا تعالیٰ نے آپ سے قبل بہت نبی مبعوث فرمائے۔ مگر ہم کو یہ نہیں معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ نے اُن میں سے کسی نبی پر اُس کے ملک (حکومت) کی مدت بیان (واضح) کر دی ہو۔ اور یہ بتا دیا ہو۔ کہ اُس نبی کی امت کس معیاد تک قائم رہے گی مگر آپ سے یہ بات بتا دی گئی ہے۔ الٓمّ میں الف کا ایک لام کے تیس اور میم کے چالیس عدد ہیں جو مجموعی طور پر اکہتر ۷۱ سال ہوتے ہیں۔ پس کیا ہم ایسے نبی کے دین میں داخل ہوں۔ جس کے ملک کی مدت اور جس کی اُمت کا زمانہ صرف اکہتر سال ہے؟' پھر اُس نے کہا 'یا محمد (ﷺ) آیا اس کلمہ کے ساتھ کا کوئی دوسرا کلمہ اور بھی ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا 'ہاں ہے'۔ 'الٓمّص' حیّی بن اخطب نے کہا 'یہ اُس سے زیادہ ثقیل اور طویل ہے۔ الف ایک، لام کے تیس، میم کے چالیس اور صاد کے نوّے عدد ہیں۔ جس کا مجموعہ ایک سو اکسٹھ ۱۶۱ سال ہوا۔ اور کیا اس کے ساتھ کوئی اور کلمہ بھی ہے؟' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ 'ہاں۔ الٓرٰ ہے'۔ حیّی نے کہا۔ 'یہ دونوں سے بڑھ کر ثقیل تر اور طویل تر ہے۔ الف کا ایک لام کے تیس میم کے چالیس اور رے کے دو سو جملہ دو سو اکہتر ۲۷۱ سال ہوئے'۔ پھر اس نے کہا 'اس میں شک نہیں کہ آپ کا معاملہ ہم کو اُلجھن میں ڈال رہا ہے جس کی وجہ سے ہمیں یہ

نہیں معلوم ہو سکتا۔ کہ آیا آپ کو تھوڑی مدت دی گئی ہے۔ یا بہت بڑی'۔ اور اپنی قوم سے مخاطب ہو کر کہا 'چلو ان کے پاس سے اُٹھ چلو اور اس کے بعد ابو یاسر نے اپنے بھائی حَیّی اور اُس کے ساتھ والے اپنے ہم قوم لوگوں سے کہا 'تمہیں کیا معلوم ہے کہ شاید خدا تعالیٰ نے یہ سب مدتیں محمد (ﷺ) کے لیے جمع فرما دی ہوں۔ اکہتر ۷۱۔ ایک سو اکسٹھ ۱۶۱۔ اور دو سو اکہتر ۲۷۱ کہ ان کا مجموعہ سات سو چونتیس ۷۳۴ سال ہوتا ہے۔' اُس کی قوم کے لوگوں نے جواب دیا 'ہم پر اُس کا معاملہ متشابہ ہو گیا ہے'[۱]

اب اس حدیث سے یہ بات واضح طور پر معلوم ہو جاتی ہے کہ حروف مقطعات کی تشریح حساب ابجد کی روشنی میں بھی کی جا سکتی ہے۔ کیونکہ اگر ایسا کرنا غلط ہوتا تو حضور ﷺ ضرور اس کی اصلاح فرما دیتے اور خاموشی اختیار نہ کرتے۔ حضرت مصلح موعودؓ تفسیر کبیر میں اس حدیث کی تشریح میں لکھتے ہیں۔

" میں نے ایک معنی ان حروف (حروف مقطعات) کے یہ بتائے تھے کہ ان عدد کے مطابق سالوں کے واقعات کی طرف ان کے بعد کی سورۃ میں اشارہ کیا گیا ہے۔ یہ معنی ایک یہودی عالم نے کئے تھے اور رسول کریم ﷺ کے سامنے اس نے ان کو دہرایا آپؐ نے اس کی تردید نہیں کی بلکہ ایک رنگ میں تصدیق کی۔ اس لیے یہ معنی بھی قابلِ غور ضرور ہیں اور تدبر کرنے والوں کے لیے اس تفسیر سے کئی نئے مطالب کی راہ کھل جاتی ہے"[۲]

پس حضرت مصلح موعودؓ نے حروف مقطعات کی تشریح حساب ابجد کی رو سے درست تسلیم کی ہے۔ ہاں جو نتیجہ وہ یہودی نکالتا تھا اس کو ہرگز درست نہیں مانا۔ چنانچہ اس زاویہ سے حروف مقطعات کا جائزہ لیا جائے گا۔

اس حدیث میں چند ایک باتوں کی طرف توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں۔ ایک یہودیوں نے ایک بہانہ بنایا کہ کیا ہم اس نبی کو مانے جس کی مدت ۷۱ سال ہے؟ پھر جب اعداد بڑھتے گئے تو وہ خود ہی چپ کر گیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس کے دل میں چور تھا تبھی دوبارہ نہیں بولا۔ بعد میں اس کے بھائی ابو یاسر نے بھی ایک بات کی کہ " تمہیں کیا معلوم ہے کہ شاید خدا تعالیٰ نے یہ سب مدتیں محمد (ﷺ) کے لیے جمع فرما دی ہوں"۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہود کے دلوں میں یہ بات بیٹھ چکی تھی کہ یہ 'وہ' نبی ہی ہے اور ایک سچا نبی ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں بھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ[۳] والی بات ہے۔ لیکن چونکہ انہوں نے سچ کھل جانے کے باوجود اُس نبی کو نہیں ماننا تھا اور اُن کے دل زیغ ہو چکے تھے۔ اس لیے انہوں نے متشابہات کی پیروی کی۔ جیسا کہ اللہ نے فرمایا فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِىْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَ ابْتِغَآءَ تَاْوِيْلِهٖ[۴] پس خدا تعالیٰ نے یہودیوں پہ اپنی حجت تمام کر دی تھی لیکن انہوں نے اپنی کجی کے باعث اس کا بھی انکار کر دیا۔

اسی حدیث کے بارے میں مولانا ظفر محمد ظفرؔ صاحب سابق پروفیسر جامعہ احمدیہ ربوہ نے اپنی کتاب معجزات القرآن میں لکھا ہے کہ

"یہ روایت باختلاف الفاظ متعدد کتب تفسیر میں موجود ہے۔ بعض میں لکھا ہے کہ حیی بن اخطب اپنے ساتھیوں سمیت نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچا تو اس نے آپؐ سے کہا کہ میں آپؐ کو خدا کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا آپؐ پر الٓمّٓ کے حروف نازل ہوئے ہیں اور بعض میں لکھا ہے کہ حیی نے جب یہ کہا کہ آپؐ کی امت اور سلطنت کے کل ۷۱ سال ہیں تو اس پر حضور ﷺ مسکرا دیئے اور بعض میں بجائے مسکرانے کے ہنسنے کا لفظ آیا ہے۔ اس روایت سے یہود کی قلبی کیفیت کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔ وہ الٓمّٓ کے حروف سن کر بے حد خوش ہوئے اور سمجھا کہ آج محمد (ﷺ) ہمارے قابو میں آگئے ہیں۔ آج ہم ان پر اتمام حجت کر کے چھوڑیں گے اور انہیں بتادیں گے کہ تمہارے سلسلے کی کوئی اہمیت نہیں۔ صرف ۷۱ سال کے اندر اس کا خاتمہ ہو جائیگا۔
یہی وجہ ہے کہ ابویاسر الٓمّٓ کے حروف سن کر اپنے کام کو چھوڑ کر واپس اپنے بھائی کی طرف جو اس زیادہ عالم تھا دوڑا دوڑا پہنچا اور اس کو جا کر خوشخبری دی کہ محمد (ﷺ) پر الٓمّٓ کے حروف نازل ہوئے ہیں۔ اُس کا بھائی حیی بن اخطب یہ بات سن کر حیرت میں پڑ گیا۔ یہی وجہ ہے کہ اس نے ابویاسر سے پوچھا۔ کہ کیا تم نے اپنے کانوں سے سنا ہے۔ ابویاسر نے جب ہاں میں جواب دیا تو پھر وہ اکیلا نہیں بلکہ اپنے ساتھیوں سمیت حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور جاتے ہی خدا کا واسطہ دے کر پوچھا کہ کیا آپ کو یاد ہے کہ آپ الٓمّٓ پڑھ رہے تھے۔ یہ سوال اس نے اس لئے کیا تا کہ حضورؐ کو ان کے موقف پر قائم رکھ سکے۔ اس ساری کیفیت سے ظاہر ہے کہ یہود قوم کے نزدیک حروفِ مقطعات کی حقیقت اس کے سوا کچھ نہ تھی کہ یہ حروف امتِ محمدیہ کی اجل دکھانے کے لئے نازل ہوئے ہیں لیکن جب حضور ﷺ نے یکے بعد دیگرے حروفِ مقطعات گنوائے تو پھر وہ شرمندہ اور نادم ہو کر واپس چلے گئے اور باہم کہا کہ وہ امت محمدیہ کی اجل معلوم کرانے کے لئے حروف مقطعات کو مجموعی طور پر شمار کرانا چاہتے ہیں" ۵؎

تعارف حساب ابجد

حروف مقطعات اور حساب ابجد کے تعلق پر مزید بحث کرنے سے قبل حساب ابجد پر بحث کرنا ضروری امر ہے۔ اس ضمن میں چند ایک اہم سوالات پیدا ہوتے ہیں۔ مثلاً علم حساب ابجد کیا ہے؟ اس علم کی کیا حقیقت ہے؟ اس کا آغاز کب ہوا تھا؟ اس علم کا موجد

کون ہے؟ان چند سوالات کے جوابات کے علاوہ اس علم پر ایک سیر حاصل بحث کی جائے گی۔

حساب ابجد کو انگلش زبان میں Numerology کہتے ہیں جبکہ اردو زبان میں علم الاعداد کہا جاتا ہے۔اس کا دوسرا نام حساب ابجد اور حساب جُمّل بھی ہے اور یہ نام عربی زبان میں بھی استعمال ہوتے ہیں۔اس علم کے مطابق ہر حرف کو ایک عدد مخصوص کر دیا جاتا ہے۔اعداد کے لحاظ سے حساب ابجد کے تمام حروف کو تقسیم کیا جاتا ہے۔تمام حروف کے اعداد مندرجہ ذیل ہیں۔

حساب ابجد کا چارٹ

حروف	ا	ب	ج	د	ہ	و	ز	ح	ط
اعداد	1	2	3	4	5	6	7	8	9
حروف	ی	ک	ل	م	ن	س	ع	ف	ص
اعداد	10	20	30	40	50	60	70	80	90
حروف	ق	ر	ش	ت	ث	خ	ذ	ض	ظ
اعداد	100	200	300	400	500	600	700	800	900
حروف	غ								
اعداد	1000								

اس تقسیم کی وجہ سے جب حروف کو مختلف گروپس میں تقسیم کیا جائے تو یہ چند الفاظ بن جاتے ہیں۔جو یہ ہیں۔
اَبْجَد۔ ہَوّز۔ حُطّی۔ کَلِمَنْ۔ سَعْفَص۔ قَرَشَتْ۔ ثَخَذْ۔ ضَظَّغْ

اس کا تعارف مہذب اللغات جلد اول میں ابجد کے تحت یہ دیا ہے

”اہل علم نے حروف عربی جن کی تعداد اٹھائیس ہے، آٹھ کلموں میں جمع کر کے اُن کے اعداد مقرر کیے ہیں۔وہ یہ ہیں:۔
اَبْجَد۔ ہَوّز۔ حُطّی۔ کَلِمَنْ۔ سَعْفَص۔ قَرِشَتْ۔ ثَخَذْ۔ ضَظَّغْ

ہر حرف کے اعداد مختلف ہیں۔

(حروف اور اعداد کا چارٹ اُوپر دیا گیا ہے)

ہر کلمہ کے معنے علیحدہ علیحدہ ہیں۔

ابجد۔ شروع کیا

ہوز۔ ملا

حطی۔ واقف ہوا

کلمن۔ بات کی

سعفص۔ جلدی پڑھا

قرشت۔ ترتیب دی

ثخذ۔ دل میں پکڑا

ضظغ۔ تمام کی"٦ے

ابجد پر مزید بحث کرتے ہوئے وہ لکھتے ہیں کہ

"سوال یہ ہے کہ شروع میں حروف سے اعداد کیوں منسوب کیے گئے؟ تحقیق سے پتہ چلتا ہے کہ حروف سے اعداد کا منسوب ہونا اس لئے ہے کہ حروف اعداد سے ماخوذ ہیں یا یہ الفاظ دیگر اعداد کو حروف بنالیا گیا۔ عربی حروف اور ان سے منسوب کیے جانے والے اعداد کا بغور مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ (الف) جس سے ایک کا عدد منسوب کیا گیا ہے اس کے لیے ایک ہی لکیر کھینچی گئی ہے (ہ) جس کی طرف پانچ کا عدد منسوب کیا گیا ہے وہی شکل ہے جو پانچ کے لیے بنائی جاتی ہے۔ اور (و) جس سے چھ کا عدد منسوب کیا جاتا ہے پانچ اور ایک کے نشان کو ملانے سے بنا ہے۔

و=ا+ہ

پھر انگریزی کا چھ بھی الٹا ہوا (و) ہے علاوہ ازیں حمری (جنوب عرب کی لکھائی) براہمی (ہند قدیم کی لکھائی) اور ناگری میں (و) کے لیے جو نشان پایا جاتا ہے وہ بھی پانچ اور ایک کے نشان کو ملانے سے بنا ہے۔

انگریزی	عربی	ناگری	براہمی	حمری
6	3			Ø

عربی حروف کی موجودہ ترتیب کا اوپر ذکر کیا گیا ہے (ابجد ہوز حطی الیٰ آخرہ) ان کو کلمات ابجد بھی کہتے ہیں ان کا خاص منشاء آسانی یاداشت تھی"۷

اسی طرح مولوی سید احمد دہلوی ابجد کے بارے لکھتے ہیں:

"ابجدیں دو ہیں ایک حضرت آدم علیہ السلام کی ترتیب دی ہوئی۔ دوسری حضرت ادریس علیہ السلام کی۔ چنانچہ آج کل ادریس ہی کی ابجد جاری ہے۔۔۔ ابجد ادریس کے آٹھوں کلمے یہ ہیں۔

ابجد۔ ہوز۔ حطی۔ کلمن۔ سعفص۔ قرشت۔ ثخذ۔ ضظغ۔

معانی کلماتِ بالا

۱۔ یعنی میرا باپ جو آدم تھا گنہگار پایا گیا یعنی اُس سے گناہ صادر ہوا۔

۲۔ یعنی اپنی خواہشِ نفسانی کی پیروی کی۔

۳۔ یعنی اُس کے گناہ اُس کی توبہ واستغفار سے کھو دیئے گئے۔

۴۔ یعنی زبان پر کلمۂ حق لایا۔ اس سے اُس کی توبہ قبول ہوئی۔

۵۔ یعنی دنیا اسکے اُوپر تنگ ہو گئی پس بہادے گئی۔

۶۔ یعنی اپنے گناہوں کا اقرار کیا جس سے کرامت کا شرف حاصل ہوا۔

۷۔ یعنی خدا تعالیٰ نے اُسے قوت دی۔

۸۔ یعنی شیطان کا جھگڑا کلمۂ حق و توحید کی برکت سے مِٹ گیا۔

بعض لوگوں نے لکھا ہے کہ آباجاد ایک بادشاہ کا نام تھا۔ جس کا مخفف ابجد ہے۔ اور باقی سات کلمے اُس کے سات بیٹوں کے نام ہیں۔ چنانچہ صراح وغیرہ میں اسکی تشریح کی گئی ہے۔ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ مرامر ایک شخص کا نام تھا لکھنے کا طریقہ اُسی کا ایجاد ہے۔ اور یہ آٹھوں کلمے اُس کے آٹھوں بیٹوں کے نام ہیں"۸

تاریخ ابجد

ابجد کی ایجاد یا آغاز کے بارے میں بہت سی روایات ہیں۔ اس بارے میں اردو دائرہ معارفِ اسلامیہ لکھتا ہے کہ۔

”عربی حروف کی یہ ابجدی ترتیب صوتی یا صُوری اعتبار سے کسی خاص چیز سے واقعۃً مطابقت نہیں رکھتی، اگرچہ وہ یقیناً بہت قدیم ہے۔ جہاں تک پہلے بائیس حروف کا تعلق ہے یہ ترتیب ایک قدیم لوح میں بھی موجود ہے۔۔۔ لہذا اس ابجدی ترتیب کا کم از کم کنعانی الاصل ہونا یقینی ہے۔ لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ عبرانی اور آرامی حروف ہجا میں بھی یہ ترتیب قائم رکھی گئی اور بلاشبہ عربوں نے مؤخر الذکر حروف کے ساتھ ہی یہ ترتیب بھی اختیار کر لی ہو گی، لیکن عرب چونکہ دوسری سامی زبانوں سے ناواقف تھے اور علاوہ ازیں بہت سے خصوصی میلانات رکھتے تھے، جو ان کی قوی خود شعوری اور حسّ ِافتخارِ قومی کا نتیجہ تھے، لہذا وہ ان مُمِدِّ حفظ کلمات، یعنی 'ابجد' وغیرہ کی، جو انہیں روایۃً ملے تھے اور ان کے لیے ناقابل فہم تھے، دوسری توجیہات تلاش کرتے رہے۔ انہوں نے اس موضوع پر جو کچھ کہا ہے وہ کتنا ہی دلچسپ کیوں نہ ہو محض افسانہ ہے۔ ایک بیان یہ ہے کہ مَدیَن کے چھے بادشاہوں نے عربی حروف کو اپنے ناموں کے مطابق ترتیب دیا تھا؛ ایک اَور روایت یہ ہے کہ ترتیب ابجدی کے پہلے چھے کلمے چھے دیووں کے نام ہیں؛ ایک تیسری روایت میں ان کی توجیہ یوں کی گئی ہے کہ وہ ہفتے کے دنوں کے نام ہیں۔ سِلوَستَر دَساسی نے اس امر کو قابل توجہ سمجھا ہے کہ ان روایات میں صرف پہلے چھے کلمات استعمال ہوئے ہیں، نیز یہ کہ مثلاً جمعے کو ثَخَذ (جو ترتیب ابجدی میں ساتواں کلمہ ہے) نہیں بلکہ عُرُوبۃ کہا گیا ہے، تاہم ایسی مبہم روایتوں کی بنا پر یہ نتیجہ نکالنا کہ عربی کے حروف ہجا ابتدا میں صرف بائیس تھے قابلِ قبول نہیں ہے“[9]

پس اس حوالہ سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ حتمی طور پر نہیں کہا جا سکتا کہ ابجد کی ترتیب کی بنیاد کس طرح پڑی۔ مہذب اللغات نے اس مضمون پر ایک لمبی بحث کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ

”کلمات ابجد کی ایجاد میں مختلف روایتیں ہیں۔ ایک روایت کے مطابق عربی حروف کے موجد مُرامِر ابن مُرا کے آٹھ لڑکوں کے نام ہیں۔ دوسری روایت یہ ہے کہ شاہان مدین کے نام ہیں۔ تیسری روایت ہے کہ شیطانوں کے نام ہیں۔ یہ متحقق ہے کہ عرب ایسے نام نہیں رکھتے تھے اور مرامر عربی حروف کا موجد نہیں تھا۔ شاہان مدین کے ناموں کے متعلق روایت ضعیف ہے۔ لیکن شیطانوں کے نام کے متعلق روایت ایک خاص بنا پر ہے۔ کیونکہ شیطان مصری زبان کا لفظ ہے۔ جس کے معنے خداوندِ (اَن) شیطیا (صاحب ہفت) کے ہیں جس سے دُب اکبر مراد ہے۔ اس کے سات تاروں کو اہل، ہنود ”سپت رش“ (ہفت زاہد) کہتے ہیں۔ جن کا تعلق اشاعتِ علم سے

ہے۔ چنانچہ ویدوں کی ترویج انہیں سے منسوب کی جاتی ہے۔ جب اہلِ عرب کو اس بات کا علم ہوا تو اپنے حروف کی ایجاد "زاہدانِ فلک" سے منسوب کر دی جنہیں وہ شیطان کہتے تھے۔

بعض لغات میں الفاظ ابجد کے معنے موجود ہیں جن کا اوپر ذکر کیا جا چکا ہے۔ یہ فرضی ہیں۔ اس لیے کہ ابتداءً ہر حرف کو الگ الگ پڑھا جاتا تھا۔ جب الفاظ کا وجود نہ تھا تو معنے کہاں سے ہوتے (ابجد) چونکہ کلمات کا پہلا لفظ ہے اس لیے اس کے معنی (شروع) کے قرار دیے (ضظغ) آخری لفظ تھا لہٰذا معنے (تمام) کے ہوگئے، کلِمن کلام سے ملتا ہے اس کے معنی (بات کرنے) کے ہوگئے۔ الفاظ ابجد کے معنے جو اوپر نقل کئے گئے۔ اردو کے مقتدر جریدہ (زمانہ) دسمبر ۱۹۰۸ء کے مضمون (ابجد کی ایجاد) سے ماخوذ ہیں۔ جس کے لکھنے والے میر کرامت اللہ نامے کوئی بزرگ ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ نظام ابجد ابو ادریس احمد بن کوفی (یہ حضرت علیؓ کے شاگرد تھے) نے پہلی صدی ہجری میں ایجاد کیا۔ آخر مضمون میں اس امر کا انکشاف کیا ہے کہ (ادریس کے لفظ نے بعض آدمیوں کو ایسا دھوکہ دیا کہ حضرت ادریس نبیؑ کو اس ابجد کا موجد۔۔۔ ادریس کوفی تھے۔ نہ کہ حضرت ادریسؑ نبیؑ نبیؑ.) میر کرامت اللہ صاحب کے مضمون کا ماخذ عربی کی کوئی پرانی غیر معتبر کتاب ہے

حقیقتاً ابجد یعنے حروف کی خاص ترتیب اور ان سے اعداد کا انتساب حضرت عیسیٰؑ سے ہزاروں سال پہلے سے ہے۔ میر صاحب موصوف نے عربوں کے اقوال و تحریرات پر عمل کیا۔ درانحالیکہ عرب غلط روایات کے اکثر موجد ہوتے ہیں۔ ہمارے ہندوستانی پڑھے لکھے ان کے روایات کو قبول کرنے یا نقل کرنے میں بہت مشاق مثلاً علامہ شبلی نعمانی فتوح البلدان بلاذری کے حوالہ سے تحریر کرتے ہیں (عرب میں شعر و شاعری اور انساب کا چرچا نہایت قدیم زمانے سے تھا۔ مگر تحریر کا مطلق رواج نہ تھا۔ سب سے پہلے جس نے اس فن کی بنیاد ڈالی وہ قبیلہ طے کے تین شخص تھے۔ مرامر۔ اسلم۔ عامر۔ ان لوگوں نے ایک جا جمع ہو کر حرفوں کی شکل اور وضع قرار دی) از رسائل شبلی

مولانا سید سلیمان ندوی لکھتے ہیں:۔ (اہل عرب کا صریحی بیان ہے کہ انہوں نے (۹۷۱) تک حسابی رقم (ہندسہ) لکھے۔ طریقہ ہندوؤں سے سیکھا۔ اسی لیے اہلِ عرب اس کو حساب ہندی یا ارقام ہندی کہتے ہیں)۔ (از عرب و ہند کے تعلقات۔ صفحہ ۱۳۱)۔

مختصر یہ کہ حروف و اعداد کی ایجاد کے بارے میں عربوں نے جو کچھ لکھا ہے۔ ۹۹ فیصدی غلط ہے۔ ایسی حالت میں ادریس کوفی کو ابجد کا موجد ٹھہرانا درست نہیں، فی الحقیقت ابجد کے موجد حضرت ادریس علیہ السلام پیغمبر ہی تھے۔۔۔

حروف کی صرفی ونحوی تعریف یہ ہے کہ (سادہ آواز کا حامل نشان) گویا حرف کی ایجاد کے لیے دو چیزوں کی ضرورت ہے۔ ایک تو اُن ساری آوازوں کا پتہ لگانا جن سے زبان انسانی مرکب ہے۔ دوسرے ان کے نشانات وضع کرنا۔

پہلے کارنامے کو ابوالبشر حضرت آدمؑ نے انجام دیا۔ دوسرے کو حضرت ادریسؑ نے۔ حضرت ادریسؑ کا تذکرہ کلام مجید میں ہے۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ ان پر تیس صحیفے نازل ہونے اور یہ فن کتابت کے موجد تھے۔ اور نجوم و حساب کو بھی ان کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ کپڑے کا سینا بھی انہیں نے ایجاد کیا۔ حضرت ادریسؑ جناب نوح علیہ السلام کے پر دادا تھے۔ ان کا اصلی نام (اخنوخ) ہے، درس و تدریس کی وجہ سے ادریس کہلانے لگے۔ جناب نوحؑ کا نسب ان تک اس طرح پہونچتا ہے۔ (نوح بن ملک بن منوشلخ بن اخنوخ۔ یعنے ادریس۔ اب اگر یہ صحیح ہے تو اس کے معنے یہ ہوئے کہ حروف و اعداد طوفان نوحؑ سے بہت پہلے کی ایجاد ہے'' ۱۰

چنانچہ مولوی سید احمد دہلوی صاحب اس کی تاریخ کے بارے فرماتے ہیں کہ

'' چنانچہ آج کل ادریس ہی کی ابجد جاری ہے اُنھوں نے اُسی ابجد کو ترتیب دے کر آٹھ بامعنی کلمے بنائے۔ اور ابجد ادریس اُس کا نام رکھا۔ اس ابجد میں عربی کے تمام حروف آگئے ہیں۔ اگر اُنہیں علیحدہ کر کے ترتیب دیا جائے تو پوری الف بے تے بن جائے۔ اِن حرفوں کے اعداد بھی مقرر کئے ہیں جنہیں حسابِ جمل کہتے ہیں'' ۱۱

ابجد کی تاریخ پر مولوی سید احمد دہلوی مزید لکھتے ہیں کہ

''ابجدی آٹھ کلموں کی نسبت بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ اعداد یا حسابی جملے حضرت شیث پیغمبر پر نازل ہوئے۔ اور ترتیب ہارون رشید کے زمانے میں دئے گئے۔ لیکن لفظ ہندسہ ظاہر کرتا ہے کہ اعداد کا حساب ہند سے نکلا ہے۔ اور اِسی وجہ سے اہلِ عرب نے علم حساب کا نام ہندسہ رکھا'' ۱۲

حساب ابجد کی حقیقت یا اصلیت

مندرجہ بالا حوالہ جات کی روشنی میں یہ بات تو واضح ہو جاتی ہے کہ۔ علم ابجد ایک قدیم اور الہامی علم ہے۔ جو خدا تعالیٰ نے اپنے انبیاء کے ذریعہ دنیا کو سکھایا ہے۔ پہلے حضرت آدم علیہ السلام کو پھر حضرت ادریس علیہ السلام کو۔ موجودہ شکل میں حساب ابجد حضرت ادریسؑ کی بتائی ہوئی ہے۔

یہ بات تو ثابت شدہ ہے کہ علم لسان خدا تعالیٰ نے عربی کی شکل میں انسان کو سکھائی ہے۔ زبان سکھانے کے علاوہ دیگر علوم بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ ہیں۔ یہ علوم براہ راست انبیاء پر نازل ہوتے ہیں اور بعض دفعہ انبیاء کی برکت سے، انتشار نور کی بدولت، اس دور کے لوگ نئے علوم اخذ کر لیتے ہیں۔ اسی وجہ سے یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ آغاز میں جب انسان کو زبان سکھائی گئی تب ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے حساب ابجد بھی انسان کو سکھا دیا۔ اور یہ 'حساب' کی بنیاد پڑ گئی۔

حساب ابجد کا الہامی علم ہونا ثابت کرنا مشکل امر نہیں ہے۔ کیونکہ اس زمانہ کے حکم عدل حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے کئی بار وحی خفی یا وحی جلی سے حساب ابجد کو استعمال کروایا ہے۔ اس کی مزید وضاحت حضور کے اکتسابات کو دیکھنے سے ہو سکتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حساب ابجد

حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی کتب میں حساب ابجد کو متعدد مرتبہ استعمال فرمایا ہے۔ حضورؑ اس ضمن میں فرماتے ہیں کہ

"اس عاجز کے ساتھ اکثر یہ عادت اللہ جاری ہے کہ وہ سبحانہ بعض اسرار اعداد حروف تہجی میں میرے پر ظاہر کر دیتا ہے" [۱۳]

حساب ابجد کے ضمن میں دس ۱۰ مختلف مثالیں ہیں۔ جن میں حضورؑ نے حساب ابجد کا استعمال کیا ہے۔ بنیادی طور پر تمام حوالہ جات کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ ایک وہ تمام مثالیں جن کا قرآن کریم کی آیات سے تعلق ہے۔ دوسری وہ جن کا الہام یا کشف سے تعلق ہے۔ اولاً تمام مثالیں حوالہ جات کی صورت میں پیش کی جائیں گی۔ پھر ان کو حل کیا جائے گا۔ پھر اُن سے بعض نتائج اور اصول وضع کئے جائیں گے۔ کوئی اس جگہ غلطی نہ کھائے اور یہ سمجھ لے کہ ان حوالوں کا مقصد اُن کے مضمون کا ثبوت دینا ہے۔ نہیں، یہاں ان حوالوں کا صرف یہ مقصد ہے کہ ایک حساب ابجد کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی استعمال کیا ہے۔ دوسرا یہ کہ حضورؑ نے کوئی ذوقی نکات نہیں پیش کئے بلکہ واضح خدائی اشارے اور الہام کی بنیاد پر اس علم کا استعمال کیا ہے۔ اس سے حساب ابجد کے علم کی اہمیت اور اُس کی حقیقت واضح ہو جاتی ہے۔ علم الاعداد کی دنیا میں آجکل بہت سے مختلف طریق اور حساب رائج ہیں۔ مگر اس مقالہ میں صرف اور صرف وہ حساب بیان کیا جا رہا ہے جس کا ذکر حدیث اور حضرت مسیح موعودؑ کی کتب میں پایا جاتا ہے۔

آیات قرآنی اور حساب ابجد کا تعلق

حضرت مسیح موعودؑ نے دو آیاتِ قرآن اور ایک سورۃ کے ابجدی اعداد سے اپنی صداقت کے دلائل دیئے ہیں۔

اول آیت کریمہ اِنَّا عَلٰی ذَهَابٍ بِهٖ لَقَادِرُوْنَ کے بارے حضورؑ لکھتے ہیں

" آیت اِنَّا عَلٰی ذَهَابٍ بِهٖ لَقَادِرُوْنَ میں ۱۸۵۷ءکی طرف اشارہ ہے جس میں ہندوستان میں ایک مفسدہ عظیم ہو کر آثار باقیہ اسلامی سلطنت کے ملک ہند سے ناپدید ہو گئے تھے کیونکہ اس آیت کے اعداد بحساب جمل ۱۲۷۴ ہیں اور ۱۲۷۴ کے زمانہ کو جب عیسوی تاریخ میں دیکھنا چاہیں تو ۱۸۵۷ءہو تا ہے۔ سو در حقیقت ضعف اسلام کا زمانہ ابتدائی یہی ۱۸۵۷ءہے جس کی نسبت خدائے تعالےٰ آیت موصوفہ بالا میں فرماتا ہے کہ جب وہ زمانہ آئیگا تو قرآن زمین پر سے اٹھالیا جائیگا۔ سو ایسا ہی ۱۸۵۷ءمیں مسلمانوں کی حالت ہو گئی تھی کہ بجُز بد چلنی اور فسق وفجور کے اسلام کے رئیسوں کو اور کچھ یاد نہ تھا جس کا اثر عوام پر بھی بہت پڑ گیا تھا" ۱۴

آیت وَاِنَّا عَلٰی ذَهَابٍ بِهٖ لَقَادِرُوْنَ سورۃ المومنون کی ۱۹ آیت ہے۔ اس کا حل حساب ابجد کے مطابق:۔

ا	ھ	ذ	ی	ل	ع	ا	ن	ا	و
1	5	700	10	30	70	1	50	1	6
ن	و	ر	د	ا	ق	ل	ہ	ب	ب
50	6	200	4	1	100	30	5	2	2

کل ہوئے ۱۲۷۴۔ اگرچہ حضورؑ نے آیت کا آغاز انّا سے کیا ہے مگر اصل میں اس کا آغاز 'و' سے ہوتا ہے۔ اس طرح تمام حروف کی جمع بالکل درست معلوم ہوتی ہے۔

دوئم اور سوئم مثال ایک آیت کریمہ اٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْابِهِمْ اور ایک حدیث کے بارے ہے۔ حضورؑ لکھتے ہیں کہ

"اور جیسا کہ عیسیٰ عند منارۃ دمشق کے لفظوں سے چودہ سو کا عدد مفہوم ہوتا ہے وہ مسیح موعود چودھویں صدی کے سرپر آیا اور جیسا کہ اٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْابِهِمْ کے عدد سے ۱۲۷۵ نکلتے ہیں اِسی زمانہ میں وہ اصلاح خلق کے لئے طیار کیا گیا" ۱۵

اس حوالہ میں آپ نے ایک حدیث اور آیت کریمہ کا ذکر کیا جن کے اعداد آپ کی بعثت کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

آیت کریمہ وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْابِهِمْ سورۃ الجمعہ کی ۴ آیت ہے۔اس کا حل حساب ابجد کی رو سے یہ ہے۔

و	ا	خ	ر	ی	ن	م	ن	ھ	م	ل	م
6	1	600	200	10	50	40	50	5	40	30	40
ا	ی	ل	ح	ق	و	ا	ب	ھ	م		
1	10	30	8	100	6	1	2	5	40		

ان تمام اعداد کو جمع کرنے سے ۱۲۷۵ کے اعداد نکلتے ہیں۔اس حوالہ میں بھی حضرت مسیح موعودؑ نے ’و‘ سے آیت کا آغاز نہیں فرمایا لیکن اصل میں اس کو شامل کیا جیسا کہ اعداد کو جمع کرنے سے یہ ثابت ہوتا ہے۔اس حوالے میں ایک حدیث شریف عیسیٰ عند منارة دمشق کا بھی ذکر آیا ہے۔اس کا حل حساب ابجد کی رو سے یہ ہے۔

ع	ی	س	ا	ع	ن	د	م	ن	ا
70	10	60	1	70	50	4	40	50	1
ر	ۃ	د	م	ش	ق				
200	400	4	40	300	100				

اس طرح اس کو جمع کرنے سے کل ۱۴۰۰ کے اعداد نکلتے ہیں۔اور اگر عیسیٰ کی ی کے ۱۰ عدد لیے جائیں تو یہ کل ۱۴۰۹ کے اعداد دیتے ہیں۔چونکہ حضرت مسیح موعودؑ نے اس کے اعداد خود نہیں نکالے اس لئے یہ وثوق سے نہیں کہا جاسکتا کہ حضورؑ کے نزدیک زیادہ بہتر کون سے اعداد ہیں۔فرہنگ آصفیہ اس بارے میں یہ کہتے ہیں کہ

”الفِ مقصورہ بصورتِ یاء تحتانی کے ۱۰ اعدد لئے جاتے ہیں جیسے عقبیٰ۔عیسےٰ۔موسےٰ۔اعلیٰ۔وغیرہ۔ہمزہ حرف مشتبہ ہے۔جو لوگ اس کے قائل نہیں ہیں وہ اس کا عدد بھی نہیں لیتے۔جو مانتے ہیں وہ ایک لگا لیتے ہیں“[۱۶]

چہارم،سورۃ العصر کے اعداد کا آپ نے متعدد بار ذکر فرمایا ہے۔آپ ایک جگہ اس بارے میں فرماتے ہیں۔

”اور یاد رہے کہ اگرچہ قرآن شریف کے ظاہر الفاظ میں عمر دنیا کی نسبت کچھ ذکر نہیں۔لیکن قرآن میں بہت سے ایسے اشارات بھرے پڑے ہیں جن سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ عمر دنیا یعنی دَور آدم کا زمانہ سات ہزار سال ہے۔چنانچہ منجملہ ان اشارات قرآنی کے ایک یہ بھی ہے کہ خدا تعالیٰ نے مجھے ایک کشف کے ذریعہ سے اطلاع دی ہے کہ سورۃ العصر کے اعداد سے بحساب ابجد معلوم ہوتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے آنحضرت ﷺ

کے مبارک عصر تک جو عہد نبوت ہے یعنی تیئیس ۲۳ برس کا تمام و کامل زمانہ یہ کل مدت گذشتہ زمانہ کے ساتھ ملا کر ۴۷۳۹ برس ابتدائے دنیا سے آنحضرت ﷺ کے روز وفات تک قمری حساب سے ہیں''۱۷

سورۃ العصر کا حساب ابجد سے حل مندرجہ ذیل ہے۔

و	ا	ل	ع	ص	ر	ا	ن	ا	ل	ا	ن	س	ن	ل
6	1	30	70	90	200	1	50	1	30	1	50	60	50	30
ف	ی	خ	س	ر	ا	ل	ا	ل	ذ	ی	ن	ا	م	ن
80	10	600	60	200	1	30	1	30	700	10	50	1	40	50
و	ا	و	ع	م	ل	و	ا	ا	ل	ص	ل	ح	ت	و
6	1	6	70	40	30	6	1	1	30	90	30	8	400	6
ت	و	ا	ص	و	ا	ب	ا	ل	ص	ب	ر			
200	6	1	90	6	1	2	1	30	90	2	200			

اس طرح اس کا کل مجموعہ ۴۷۳۹ بنتا ہے۔ سورہ العصر کے اعداد نکالتے ہوئے دو باتوں کا دھیان رکھنا پڑا ہے۔ ایک یہ کہ اس میں بسم اللہ شامل نہیں کی گئی۔ دوسری بات یہ ہے کہ 'انسٰن'، 'امنوا'، اور 'الصّٰلحٰت' کی کھڑی الف کو گنتی میں شامل نہیں کیا۔ اگر ان کو شامل کیا جائے تو اعداد ۴۷۴۳ بنتی ہے۔ اگرچہ ایک جگہ حضرت مسیح موعودؑ نے صرف ۴۷۴۰ کے اعداد بھی بتائے ہیں۔ اُس صورت میں صرف اٰمنوا اور الصّٰلحٰت کی کھڑی الف کو شمار کرنے کی ضرورت نہیں۔ 'انسان' کی الف کو شمار سے ۴۷۴۰ کے اعداد ہی بنتے ہیں۔

الہام یا کشف اور حساب ابجد کی مثالیں

سب سے پہلی اور مشہور مثال حضورؑ کے اپنے نام کی ہے۔ حضورؑ اس بارے لکھتے ہیں کہ۔

''ہاں تیرہویں صدی کے اختتام پر مسیح موعود کا آنا ایک اجمالی عقیدہ معلوم ہوتا ہے۔۔۔ لطیفہ چند روز کا ذکر ہے کہ اس عاجز نے اس طرف توجہ کی کہ کیا اس حدیث کا جو الآیات بعد المائتین ہے ایک یہ بھی منشاء ہے کہ تیرہویں

صدی کے آواخر میں مسیح موعود کا ظہور ہوگا اور کیا اس حدیث کے مفہوم میں بھی یہ عاجز داخل ہے تو مجھے کشفی طور پر اس مندرجہ ذیل نام کے اعداد حروف کی طرف توجہ دلائی گئی کہ دیکھ یہی مسیح ہے کہ جو تیرھویں صدی کے پورے ہونے پر ظاہر ہونے والا تھا پہلے سے یہی تاریخ ہم نے نام میں مقرر کر رکھی تھی اور وہ یہ نام ہے غلام احمد قادیانی اس نام کے عدد پورے تیرہ ۱۳۰۰ سو ہیں اور اس قصبہ قادیان میں بجز اس عاجز کے اور کسی شخص کا 'غلام احمد' نام نہیں بلکہ میرے دل میں ڈالا گیا ہے کہ اِس وقت بجز اس عاجز کے تمام دنیا میں غلام احمد قادیانی کسی کا بھی نام نہیں"۱۸؎

حضورؑ کا نام 'غلام احمد قادیانی' کے اعداد کا حل۔

ا	ق	د	م	ح	ا	م	ا	ل	غ
1	100	4	40	8	1	40	1	30	1000
					ی	ن	ا	ی	د
					10	50	1	10	4

اس طرح اس کا مجموعہ ۱۳۰۰ بنتا ہے۔

دوسری مثال میں مسجد کی تاریخ کا ذکر ہے۔ حضورؑ لکھتے ہیں کہ

"ایک مرتبہ میں نے اس مسجد (مسجد مبارک۔ ناقل) کی تاریخ جس کے ساتھ میرا مکان ملحق ہے الہامی طور پر معلوم کرنی چاہی تو مجھے الہام ہوا مبارک و مبارِک و کل امر مبارک یجعل فیہ"۱۹؎

اس الہام کے اعداد کا حل۔

مبارک و مبارِک و کل امر مبارک یجعل فیہ

ر	ا	ب	م	و	ک	ر	ا	ب	م
200	1	2	40	6	20	200	1	2	40
ا	ب	م	ر	م	ا	ل	ک	و	ک
1	2	40	200	40	1	30	20	6	20

	ہ	ی	ف	ل	ع	ج	ی	ک	ر
	5	10	80	30	70	3	10	20	200

اس کا بھی کل مجموعہ ۱۳۰۰ بنتا ہے۔ اگرچہ حضورؑ نے اس کے اعداد نہیں نکالے تھے۔ پس مسجد مبارک کی تاریخ ۱۳۰۰ ہے۔

تیسری مثال میں حضورؑ ایک اور الہام کا ذکر فرماتے ہیں۔

”اور ابھی چند روز کا ذکر ہے کہ ایک شخص کی موت کی نسبت خدائے تعالیٰ نے اعداد تہجی میں مجھے خبر دی جس کا ماحصل یہ ہے کہ کلب یموت علیٰ کلب یعنی وہ کُتا ہے اور کُتے کے عدد پر مرے گا جو باون ۵۲ سال پر دلالت کر رہے ہیں۔ یعنی اُس کی عمر باون ۵۲ سال سے تجاوز نہیں کرے گی جب باون ۵۲ سال کے اندر قدم دھرے گا تب اُسی سال کے اندر اندر راہی ملک بقا ہو گا“ [۲۰]

ب	ل	ک
2	30	20

پس اس کے کل اعداد ۵۲ بنتے ہیں۔

چوتھی مثال میں ایک دشمن احمدیت نذیر حسین دہلوی کی نسبت بھی ایک الہام ہوا۔ حضورؑ تحریر فرماتے ہیں

”وکذالک صار نذیر حسین الدھلوی دریّۃ و حی اللہ ”تخرج الصدور اِلی القبور“ فاِنہ کان أوّل من کفّر نی وآذانی و فرّ من النور۔ و کانت سنۃ و فاتہ: ”ماتَ ضالٌّ ھائماً“ بحساب الجُمل، و مات ناقصا و لم یُصِبْ حظاً من الکُمّل“ [۲۱]

ترجمہ از خود:۔ اسی طرح نذیر حسین دہلوی اس وحی کا نشانہ بنا۔ ’تخرج الصدور الی القبور‘۔ پس وہ پہلا شخص ہے جس نے مجھے کافر قرار دیا اور مجھے تکلیف دی اور نور سے بھاگا ہے۔ اور اس کی تاریخ وفات ’ماتَ ضالٌّ ھائماً‘ بحساب جمل (۱۳۲۰) ہے۔ اور وہ ناقص حالت میں مرا اور کاملوں میں سے حصہ نہ پایا۔

ماتَ ضالٌّ ھائماً کا اعداد کا حل

ا	م	ا	ا	ھ	ل	ا	ض	ت	ا	م
1	40	1	1	4	30	1	800	400	1	40

اس کا مجموعہ ۱۳۲۰ کے اعداد نکلتے ہیں۔

پانچویں مثال: عبد اللہ آتھم کے بارے بھی آپ کو ایک الہام ہوا۔ آپ لکھتے ہیں کہ

"ومات "آتھم" بعد مرور نصفٍ من الأشهر المسیحیۃ، و ما نفعہ فرارہ من البلدۃاِلی،البلدۃ،واِن شئت فافھَمْ زمان و فاتہ من ھٰذہ الفقرۃ۔ھوَی دجّالٌ بَبٌّ فی عذاب الھاویۃ المھلکۃ۔(۱۸۹۶ السنۃالعیسویہ) وھٰذہ آیۃمن آیات حضرۃالعزۃ، فاِنہ ما ترکہ حیًّا اِذا ترک سبل الدیانۃ، بل أخفاہ تحت التربۃ، اِذاما أخفیٰ سرّ الحقیقۃ"۲۲

ترجمہ از خود:۔ اور آتھم چند عیسوی مہینوں کے بعد مر گیا۔ اور اس کے ایک شہر سے دوسرے شہر میں بھاگنا سے اسے کوئی فائدہ نہ ہوا۔ اور اگر تو چاہے تو اس کی موت کا وقت اس فقرہ سے سمجھ سکتا ہے۔ ھوی دجّالٌ بَبٌّ فی عذاب الھاویۃ المھلکۃ۔(یعنی ۱۸۹۶ عیسوی سال) اور یہ نشان خدا تعالیٰ کے نشانوں میں سے ہے۔ پس جب اس نے دین کے راستے کو چھوڑ دیا تو خدا نے اسے زندہ نہ چھوڑا۔ بلکہ زمین کے نیچے چھپا دیا جب اس نے سچ کے راز کو چھپایا۔

ف	ب	ب	ل	ا	ج	د	ا	و	ہ
80	2	2	30	1	3	4	1	6	5
و	ا	ھ	ل	ا	ب	ا	ذ	ع	ی
6	1	5	30	1	2	1	700	70	10
	ۃ	ک	ل	ھ	م	ل	ا	ۃ	ی
	200	20	30	5	40	30	1	200	10

اس طرح اس کا کل مجموعہ ۱۸۹۶ بنتا ہے اور یہی سال ہے جس میں آتھم مرا تھا۔

چھٹی مثال میں اگرچہ حضورؑ کا حوالہ ہے پر یہ شاہ ولی اللہ صاحب محدّث دہلوی کشف ہے۔ حضورؑ لکھتے ہیں

" پھر بعد اس کے شاہ ولی اللہ صاحب محدّث دہلوی کا ایک کشف لکھتے ہیں کہ ان کو تاریخ ظہور مہدی کشفی طور پر چراغ دین کے لفظ میں بحساب جمل منجانب اللہ معلوم ہوئے تھے یعنی ۱۲۶۸"۲۳

حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلویؒ کا اصل حوالہ پیش خدمت ہے۔

"گویند شاہ ولی اللہ محدّث دہلویؒ تاریخ ظہورِ اُو در لفظ چراغ دین یافتہ و بحساب جمل عددِ وے یک ہزار دو صد شصت و ہشت می شود"۲۴ے

یعنی حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے اُس (مسیح موعودؑ) کی تاریخ ظہور لفظ چراغ دین میں پائی ہے جس کے اعداد حساب جمل سے ایک ہزار دوس اڑسٹھ ۱۲۶۸ھ ہیں۔

چراغ دین کا حساب ابجد سے حل

چ	ر	ا	غ	د	ی	ن
3	200	1	1000	4	10	50

اس طرح اس کا مجموعہ ۱۲۶۸ بنتا ہے۔

اولیاء اللہ کی اور بھی مثالیں ہیں جس میں یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے الہاماً یا کشفاً خبر پا کر حساب ابجد کی مدد سے مسیح موعودؑ کی تاریخ ظہور بیان فرمائی ہے۔

اولیاء اللہ کی مثالیں

اولیاء اللہ میں بھی ایسی مثالیں ہیں جنہوں نے خدا تعالیٰ سے مختلف خبریں پائیں اور اُن میں حساب ابجد کا استعمال بھی ہوا ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی مثال حضرت مسیح موعودؑ نے بھی دی ہے اور وہ بیان کی جا چکی ہے۔ اس کے علاوہ مندرجہ ذیل مثالیں بھی ہیں جو کتاب چودھویں صدی ہجری کا اختتام اور ظہور امام مہدی سے لی گئی ہیں۔

"امام مہدیؑ کے نشان چاند و سورج گرہن کے متعلق ضلع ملتان کے ایک بزرگ عالم حضرت شیخ عبد العزیز پہاوری کا مشہور شعر ہے۔

در سن غاشی دو قران خواہد بود

از پئے مہدی و دجال دو نشاں خواہد بود

کہ 'غاشی' کے عدد یعنی ۱۳۱۱ھ ہجری میں یہ دو گرہن ہوں گے جو مہدی اور دجال کے ظہور کا نشان ہوں گے"

۲۵؎

غاشی کا حساب ابجد کا حل

غ	ا	ش	ی
1000	1	300	10

اس طرح اس کا مجموعہ ۱۳۱۱ بنتا ہے۔

”حضرت شیخ محی الدین ابن عربیؒ المتوفی ۶۲۸ھ نے فرمایا:۔ ”وَيَكُوْنُ ظُهُوْرُهٗ بَعْدَ مَضِيّ خ ف ج بَعْدَ الْهِجْرَةِ“ ۲۶؎

یعنی امام مہدیؑ کا ظہور ہجرت کے بعد خ ف ج کے گزرنے پر ہو گا۔ ہجرت کے حروف

ھ	ج	ر	ت
5	3	200	400

کی مقدار ۶۰۸ اور خ ف ج

خ	ف	ج
600	80	3

کی مقدار ۶۸۳ بنتی ہے۔ گویا مہدیؑ کا ظہور ۶۰۸ + ۶۸۳ یعنی ۱۲۹۱ھ میں ہو گا“ ۲۷؎

”الشیخ علی اصغر البروجروی جنہیں بڑے بڑے خطاب دیئے گئے ہیں اور جو بہت سی کتب کے مصنف ہیں، اپنی کتاب ”نور الانوار“ میں ”کیفیاتِ مہدی علیہ السلام“ کے عنوان سے لکھتے ہیں:۔

اندر صرغی اگر بمانی زندہ
ملک وملت ودیں بر گردد

(صفحہ ۲۱۵)

کہ سال صرغی میں اگر تو زندہ رہا تو ملک، بادشاہت اور ملک و دین میں انقلاب آجائے گا۔ صرغی کے اعداد بحساب ابجد ۱۲۹۰ھ ہوتے ہیں۔(امام مہدی کا ظہور صفحہ ۴۱۷)“ ۲۸؎

ی	غ	ر	ص
10	1000	200	90

کل اعداد ۱۳۰۰ بنتے ہیں جو کہ حوالہ سے مختلف ہیں۔ لیکن اصل میں زیادہ اصح ہیں۔ کیونکہ حضرت مسیح موعودؑ کا ظہور ۱۳۰۰ھ ہی میں ہوا ہے۔ اور حضرت مسیح موعودؑ کے اپنے نام کے اعداد سے بھی یہی نکلتا ہے۔

اسی طرح ایک حوالہ یہ بھی ہے۔

”نواحِ دہلی میں قریباً آٹھ سو سال پہلے ایک باکمال اور صاحبِ کشف و کرامات بزرگ نعمت اللہ ولیؒ گزرے ہیں۔ اُن کے مشہور فارسی قصیدہ میں آخری زمانے کے حالات مذکور ہیں۔ اُنہوں نے ”غ۔ر“ یعنی بارہ سو ۱۲۰۰ سال ہجری کے بعد اہم واقعات رونما ہونے کا ذکر کرے فرمایا ہے۔

مہدیٔ وقت و عیسیٰؑ دوراں

ہر دو را شہسوارے مے بینم

کہ مہدیٔ وقت اور عیسیٰؑ دوراں کو میں شہسوار دیکھتا ہوں۔ (اربعین فی احوال المہدیین مطبوعہ ۱۲۶۸ھ۔ حضرت نعمت اللہ ولیؒ کا اصلی قصیدہ مکتبہ پاکستان لاہور)“ ۲۹

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور اولیاء کرام کے حوالہ جات سے ایک بات ثابت ہوتی ہے کہ حساب ابجد ایک حقیقی علم ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے اپنے نبی کی صداقت کے دلائل اس علم کو استعمال میں لاتے ہوئے دیئے ہیں۔ جن کا ذکر حضورؑ کی اپنی کتابوں اور اولیاء کے حوالہ جات میں روزِ روشن کی طرح ظاہر ہے۔

دوسری یہ بات ہے کہ علم الاعداد یا حساب ابجد میں صرف ابجدِ ادریسی استعمال ہوئی ہے نہ کوئی اور علم۔

حساب ابجد کے اصول

حضرت مسیح موعودؑ اور اولیاء کرام کے حوالہ جات حساب ابجد کے اصول معین کرنے میں مدد دے سکتے ہیں۔ اگرچہ کچھ اصول کتابوں میں بیان ہو چکے ہیں۔ مثلاً فرہنگ آصفیہ میں مولوی سید احمد دہلوی صاحب نے اس کے کچھ اصول لکھے ہیں۔ آپ لکھتے ہیں کہ

”ہندی اور فارسی حروف کے اعداد اُن کے ہم تلفظ اور قریب المخرج ہونے کے سبب عربی اعداد کے موافق مانے

گئے۔ مثلاً ب پ۔ ت ٹ۔ ج چ۔ دڈ۔ رڑ۔ زژ۔ ک گ۔ وغیرہ۔ چونکہ اس حساب میں مکتوبی حروف کے اعداد لئے جاتے ہیں اس سبب سے حرف مشدد کو ایک ہی مانا جاتا ہے۔ اِسی وجہ سے لفظ اللہ کے ۳۶ عدد لئے جاتے ہیں البتہ ضرورتاً بعض اوقات حرف مشدد کے دو حرف لے لئے گئے ہیں۔ جیسے حضرت سودا نے نوّاب کی واوٴ کے دوہرے عدد یعنی ۱۲ لئے ہیں۔ علیٰ ہذا الف ممدودہ کی نسبت اختلاف ہے۔ اگرچہ تمام تاریخ گویوں نے اس کا ایک ہی عدد مانا ہے۔ مگر بعض نے دو بھی شمار کئے ہیں۔ اُن کا بیان ہے کہ مدّ در حقیقت الف مقصورہ اور ہمزہ سے مرکب ہے۔ پس اس کے دو عدد کیوں نہ مانے جائیں۔ چنانچہ مرزا طالب کلیم نے اسی پر عمل کرکے عالمگیر کے پیدا ہونے کی تاریخ میں آفتاب کے الف ممدودہ کو دو الف (لا) کر تخرجہ کیا ہے۔

صلوٰت کی تاءِ نوقانی کو مدورہائے ہوّز سے لکھو یا مطوّل سے۔ دونوں صورتوں میں اس کے چار سو ۴۰۰ عدد مانے جاتے ہیں۔ مگر اہلِ عرب نے اس کے پانچ عدد لئے ہیں۔ جیسے جَعَلَ الْجنّۃ مشواۂ۔ مرزا قطب الدین کی تاریخِ وفات میں تاءِ جنت کی چار سو عدد لے کر خزانۂ عامرہ کا اعتراض دور کر دیا ہے۔

الفِ مقصورہ بصورتِ یاء تحتانی کے ۱۰ عدد لئے جاتے ہیں جیسے عقبیٰ۔ عیسےٰ۔ موسےٰ۔ اعلیٰ۔ وغیرہ۔ ہمزہ حرف مشتبہ ہے۔ جو لوگ اس کے قائل نہیں ہیں وہ اس کا عدد بھی نہیں لیتے۔ جو مانتے ہیں وہ ایک لگا لیتے ہیں۔ صاحبِ منتخب التّواریخ محمد عادل عرف عدلی کے ذکر میں لکھتا ہے کہ اضافت کے ہمزہ کا ایک عدد شمار کر لیا جاتا ہے۔ جب ہمزہ حرف علّت کی صورت میں ہو تو اُس کی شکل کے موافق اُسی کے عدد لے لو۔ پورا کاف کلمہ کے اول یا وسط یا آخر میں آئے جیسے۔ کبیر مگز کلک تو اُس کے ۲۰ عدد شمار کرو۔ اور اگر بصورت کاف بیانیہ یا علّت یا مفاجات مخلوط بہائے ہوّز ہو یا بصورتِ ذیل آئے جیسے غرضکہ۔ ازبسکہ بلکہ وغیرہ اس حالت میں کاف کے ۲۵ عدد لئے جائینگے کیونکہ اس میں ہائے ہوّز شامل ہے یہ ہائے ہوّز محض اظہارِ حرکت کے واسطے بڑھائی گئی ہے۔ جیسے چِہ بِہ وغیر ہیں"۳۰؎

حساب ابجد کا استعمال

حساب ابجد کا پرانا اور اصل استعمال تاریخ معلوم کرنے سے متعلق ہی آیا ہے۔ اگرچہ موجودہ علم الاعداد میں اس کا استعمال بہت وسیع پیمانہ پر کیا جاتا ہے۔ جس کی تفصیل میں جانے کی یہاں ضرورت نہیں کیونکہ وہ حقیقت سے بہت دور چلا جاتا ہے۔ لیکن قدیم اور اصل علم صرف تاریخیں معلوم کرنے تک ہی محدود تھا۔ اس کا ثبوت ہمیں حضرت مسیح موعودؑ کی بیان فرمودہ مثالوں میں بھی ملتا ہے۔

اسی طرح مولوی سید احمد دہلوی صاحب حساب ابجد کے استعمال کے بارے لکھتے ہیں کہ

" اُن کی یادداشت عربی۔ فارسی۔ اُردو کی تاریخہائے سنینِ تعمیر و سنینِ اسماء اور مُعمّوں میں بڑی مدد دیتی ہے۔ بعض لوگ بچوں کے نام بھی اِسی قاعدہ سے ایسے رکھتے ہیں کہ جس سے اُن کی پیدائش کا برس نکلتا ہے۔ چنانچہ ہمارے فرزندِ جگر بند سعید احمد عرف دربار احمد منصبدار حضورِ نظام کا تاریخی نام بھی سیّد مظہر علی ہے۔ جس سے اُس کی پیدائش کا سنہ یعنی ۱۳۲۹ھ برآمد ہوتا ہے"۔

آگے مزید لکھتے ہیں کہ

"گزشتہ زمانہ میں اکثر تاریخیں صُوَری لکھی جایا کرتی تھیں۔ جیسے سعدی گلستاں کی تاریخ میں لکھتے ہیں۔

دراں مدت کہ مارا وقت خوش بود
ہجرت شش صد و پنجاہ و شش بود

یا

ز شش صد فزوں بود پنجاہ و پنج
کہ پر دُر شد ایں نامہ پردازِ گنج

نیز تاریخِ وفات غزالی مشہدی صُوَری و معنوی

قدوہ قطم غزالی کہ سخن همہ از طبعِ خداداد نوشت
نامہ زندگی اُو ناگاہ آسماں بر ورقِ باد نوشت
عقل تاریخِ وفاتش بدو طور سنہ نہصد و ہشتاد نوشت (۹۸۰ھ)۔

اِس قسم کی تاریخیں یہودیوں میں بھی مروج تھیں۔ مگر اہل نصاریٰ میں اس کا پتہ نہیں چلا۔ نہ سنسکرت میں البتہ اردو اور بھاشا میں موجود ہے"[۳۱]

پس مندرجہ بالا حوالہ جات سے یہ ثابت ہوا کہ حساب ابجد کا قدیم اور اصل استعمال تاریخ سے ہی متعلق تھا۔ اور حضرت مسیح موعودؑ اور اولیاء اللہ نے بھی حساب ابجد کا اسی طرز پر استعمال کیا ہے۔

اب اصل مضمون کی طرف آتے ہیں۔ اور دیکھتے ہیں کہ حروف مقطعات کی تشریح حساب ابجد کی روشنی میں کس طرح کی جاسکتی

ہے۔سب سے پہلے اس بارے میں حضرت مصلح موعودؓ نے جو تفسیر لکھی ہے اس کا خلاصہ پیش خدمت ہے۔ آپؓ نے نہ صرف حساب ابجد کی روشنی میں حروف مقطعات کی تشریح کو درست مانا ہے بلکہ ایک نئے زاویے سے اس کی تفسیر فرمائی ہے۔اس بارے آپ لکھتے ہیں کہ

"یہ حروف اپنی عددی قیمت کے لحاظ سے اس زمانہ کی طرف اشارہ کرتے ہیں جس کے واقعات خاص طور پر اس سورۃ میں بیان کیے گئے ہیں جس کی ابتدا میں وہ حروف آئے ہیں" ۳۲

پس حضرت مصلح موعودؓ نے حساب ابجد پر بنیاد رکھتے ہوئے ایک نیا پہلو لیا ہے۔اور اس پہلو کو سامنے رکھتے ہوئے آپ نے تین حروف مقطعات کا حل بھی پیش کیا ہے۔ایک سورۃ البقرہ کے مقطعات الٓمّٓ دوسرا سورۃ الرعد کے مقطعات الٓمّٓرٰ اور تیسرا سورۃ مریم کے مقطعات کٓھٰیٰعٓصٓ کے بارے تحقیق پیش کی ہے۔اب ان تینوں کا خلاصہ پیش خدمت ہے۔

الٓمّٓ کی ابجدی تشریح

الٓمّٓ کے حساب ابجد کی رو سے ۷۱ کے اعداد بنتے ہیں۔پس حضورؓ فرماتے ہیں کہ ان اعداد سے مراد اگر اسلامی سال لیں تو اس میں ضرور کوئی خاص بات چھپی ہوئی ہوگی۔چنانچہ جب آپ نے تاریخ کا مطالعہ کیا تو معلوم ہوا کہ ۶۰ ہجری میں حضرت معاویہؓ کی وفات ہوئی۔اور اگر ۷۱ میں سے ۱۳ سال نبوی زمانہ کے جمع کر دیئے جائیں تو ۶۰ ہجری گویا ۷۳ ہجری بن گیا۔اور حضرت معاویہؓ نے اپنی وفات سے دو سال قبل یعنی ۵۸ھ میں اپنے بیٹے یزید کی بیعت لوگوں سے لی تھی۔پس گویا ۷۱ سالوں بعد واقعی میں اسلام کو نقصان پہنچا ہے۔

الٓمّٓرٰ کی ابجدی تشریح

الٓمّٓرٰ کے حساب ابجد کی رو سے ۲۷۱ کے اعداد بنتے ہیں۔ان اعداد کی تشریح کرتے ہوئے حضورؓ نے الٓمّٓ کی تشریح کی طرح ابتدائی ۱۳ سال جو زمانہ نبوی پر مشتمل ہیں نہیں شامل کئے۔بلکہ صرف سن ۲۷۱ ہجری کی تاریخ کا مطالعہ کیا ہے اور اس بارے آپ لکھتے ہیں کہ

"عین ۲۷۱ھ میں سپین کے بادشاہ نے پوپ سے معاہدہ کیا کہ وہ بغدادی حکومت کو تباہ کرنے کے لئے اس کا ساتھ دے گا۔گویا ایک مسلمان بادشاہ نے ایک عیسائی بادشاہ سے معاہدہ کیا کہ وہ اُس کے ساتھ مل کر اسلامی

بادشاہ کا مقابلہ کرے گا اور اس کی حکومت کو تباہ کرے گا۔۔۔ ۲۲۷ھ یا ۲۳۷ھ میں بغداد کی حکومت نے قیصر روم سے معاہدہ کیا کہ وہ اس کے ساتھ ملک کر سپین کی حکومت کو تباہ کرے گا۔ یہ دو واقعات ایسے خطرناک ہوئے جنہوں نے اسلام کی طاقت کو ہمیشہ کے لئے کمزور کر دیا اور اسلامی ترقی کا دور اپنی شان اور عظمت کو کھو بیٹھا"۳۳؎

کٓھٰیٰعٓصٓ کی ابجدی تشریح

کٓھٰیٰعٓصٓ کے حساب ابجد کی رو سے ۱۹۵ کے اعداد بنتے ہیں۔ اس بارے میں حضورؓ لکھتے ہیں کہ

"سورۃ مریم میں مسیحیت کی ترقی کا ذکر ہے اور خصوصاً دوسری ترقی کا جو اسلامی ترقی کے بعد ہونی تھی۔ تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سال سے مسیحیت نے دوبارہ سر نکالا ہے۔ یہی سال ہے جس میں اسلامی تاریخ میں پہلی دفعہ کوشش کی گئی کہ جس وقت معتصم باللہ مسیحی رومی حکومت کے خلاف لڑ رہا تھا اسے معزول کر کے عباس بن مامون کو خلیفہ مقرر کر دیا جائے اور اس طرح مسیحیوں کے مقابل پر اسلام کو ضعف پہنچایا جائے"۳۴؎

پس ان تین حروف مقطعات کا حل ایک نئے انداز سے حضرت مصلح موعودؓ نے ہمارے سامنے پیش کیا ہے۔ پس یہ بھی ایک زاویہ ہے جس سے تمام حروف مقطعات کو اسلامی تاریخ کی روشنی میں پرکھا جا سکتا ہے۔

قرآنی مقطعات کے ابجدی اعداد کا ایک ذوقی نکتہ

قرآنی مقطعات اور حساب ابجد کے تعلق پر آنحضرت ﷺ کی تائیدانہ خاموشی اور پھر حضرت مصلح موعودؓ کی تائیدانہ تحریرات کے بعد ہمارے لئے تحقیق کا دروازہ کھلا ہے۔ اور اگر ساری زندگی بھی تحقیق کی جائے تو کوئی نہ کوئی نیا نکتہ ملتا جائے گا۔ خاکسار نے بھی کچھ تحقیق کی ہے جو پیش خدمت ہے۔ ابو یاسر کے اس گمان پر

"تمہیں کیا معلوم کہ شاید اللہ تعالیٰ نے سب مدّتیں محمد (ﷺ) کے لیے جمع فرما دی ہوں"۳۵؎ اور آپؐ کی تائیدانہ خاموشی پر اس تحقیق کو دوہرایا ہے۔ اور حساب ابجد کے ذریعہ حروف مقطعات کے اعداد نکالے ہیں اور پھر ان اعداد کا حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ سے جانچ پڑتال کی ہے۔

قرآن کریم میں بلا تکرار ۱۴ مقطعات آتے ہیں۔ جو مندرجہ ذیل ہیں۔

الٓمّٓ۔ الٓمّٓصٓ۔ الٓرٰ۔ الٓمّٓرٰ۔ کٓھٰیٰعٓصٓ۔ طٰہٰ۔ طٰسٓمّٓ۔ طٰسٓ۔ یٰسٓ۔ صٓ۔ حٰمٓ۔ عٓسٓقٓ۔ قٓ۔ نٓ۔

ان ۱۴ مقطعات کی بنیاد بھی ۱۴ حروف پر ہے۔

ا۔ر۔ح۔س۔ص۔ط۔ع۔ق۔ک۔ل۔م۔ن۔ہ۔ی

حروف مقطعات اور اُن کے بنیادی حروف جن سے حروفِ مقطعات بنے ہیں، ان دونوں کی تعداد ۱۴ ہے۔ پس اس سے میرا ذہن حضرت مسیح موعودؑ کے ظہور کے وقت کی طرف گیا۔ ۱۴ کا عدد حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ یعنی چودھویں صدی کی طرف۔ اس لئے حروف مقطعات اور حضرت مسیح موعودؑ کا آپس میں ایک تعلق معلوم ہوتا ہے۔ حساب ابجد کی مدد سے حروف مقطعات کی عددی قیمت نکالنے پر یہ تعلق یقینی نظر آتا ہے۔ جب ان تمام قرآنی مقطعات کا حساب ابجد سے عددی نمبر نکالا جائے تو اس سے ۱۷۰۹ کے اعداد بنتے ہیں۔ حروف مقطعات کا حساب ابجد درج ذیل ہے۔

71	الٓمّٓ
161	الٓمّٓصٓ
231	الٓرٰ
271	الٓمّٓرٰ
195	كٓهٰيٰعٓصٓ
14	طٰهٰ
109	طٰسٓمّٓ
69	طٰسٓ
70	يٰسٓ
90	صٓ
48	حٰمٓ
230	عٓسٓقٓ
100	قٓ
50	نٓ

1709	کل اعداد

پس قرآن کریم میں بیان شدہ ۱۴ حروف مقطعات (بلا تکرار) کے اعداد ۱۷۰۹ بنتے ہیں۔ جب ان اعداد کو حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ کے ساتھ دیکھا جائے تو اس سے ایک نیا نکتہ پیدا ہوتا ہے۔"۱۷۰۹" میں سے چودہ صدیاں نکال لی جائیں یعنی ۱۴۰۰ کا عدد ۱۷۰۹ سے منہا کریں تو ۳۰۹ کا عدد بچتا ہے۔ پس ان اعداد میں یہ بات چھپی ہوئی ہے کہ چودھویں صدی میں حضرت مسیح موعودؑ کا ظہور ہوا، باقی ۳۰۹ سال کی مدت ان کی فتح کا زمانہ ہو گا۔

جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود فرمایا ہے کہ تین سو سال کے عرصہ میں میری جماعت کو فتح حاصل ہو جائے گی۔

حضور علیہ السلام لکھتے ہیں کہ

"اور ابھی تیسری صدی آج کے دن سے پوری نہیں ہو گی کہ عیسیٰؑ کا انتظار کرنے والے کیا مسلمان اور کیا عیسائی سخت نومید اور بد ظن ہو کر اِس جھوٹے عقیدہ کو چھوڑ ینگے اور دنیا میں ایک ہی مذہب ہو گا اور ایک ہی پیشوا"۳۶

پس حضورؑ نے فرمایا کہ احمدیت کا غلبہ تقریباً تین سو سال میں ہو جائے گا۔ اس بات کی مزید تصدیق قرآن کریم کی ایک آیت کریمہ سے بھی ہوتی ہے۔ یہ آیت اگرچہ حضرت مسیح ناصری کی جماعت کے بارے میں ہے مگر دلچسپ بات یہ ہے کہ مسیح محمدی کی جماعت کے لئے بھی یہی آیت چسپاں ہوتی ہے۔ کیونکہ جس طرح مسیح محمدیؑ مسیح ناصری کی کامل مشابہت میں آئے ہیں اسی طرح اِن دونوں نبیوں کی جماعتوں میں بھی مشابہت ہو گی۔ پس قرآن کریم میں آیا ہے کہ۔

وَلَبِثُوا فِيْ كَهْفِهِمْ ثَلٰثَ مِاءَةٍ سِنِيْنَ وَازْدَادُوْا تِسْعًا۔

ترجمہ:۔ اور وہ اپنی غار میں تین سو سال کے دوران گنتی کے چند سال رہے اور اس پر انہوں نے مزید نو کا اضافہ کیا ۳۷

اس آیت کریمہ میں بتایا ہے کہ مسیح ناصری کا غلبہ ۳۰۹ سال میں ہوا۔ چونکہ مسیح ناصری اور مسیح محمدی کا زمانہ مشابہت رکھتا ہے اس لئے ضرور ہے کہ مسیح محمدی کا بھی کامل غلبہ ۳۰۹ سال میں ہونا چاہئے اور حروف مقطعات کے اعداد سے بھی یہی بات معلوم ہوتی ہے۔

اس آیت کی تشریح میں حضرت مصلح موعودؓ تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں۔

"اس آیت میں قدیم اصحاب کہف کی مصیبتوں کا زمانہ بتایا ہے جس زمانہ تک کہ ان پر ظلم ہوتے رہے اور ان کو بار بار غاروں میں جا کر چھپنا پڑا۔ (اللہ) فرماتا ہے کہ وہ تین سو نو سال کا زمانہ ہے۔ تاریخ سے اس امر کی تصدیق

ہوتی ہے۔ کیونکہ یہ مصائب کا زمانہ حضرت مسیحؑ کے صلیب پانے کے وقت سے شروع ہوتا ہے اور پورا امن کانسٹنٹائن (بانی قسطنطنیہ) کے عیسائی ہو جانے کے وقت حاصل ہوا ہے“۳۸؎

اس آیت کی مزید تفسیر کرتے ہوئے حضورؓ جماعت احمدیہ کو نصیحت فرماتے ہیں کہ

”اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ لمبے مصائب سے گھبرانا نہیں چاہئے۔ ہم سے پہلے مسیحی جماعت کو تین سو نو (۳۰۹) سال تک دُکھ دئے گئے۔ لیکن انہوں نے صبر سے کام لیا اور آخر اس صبر کا نہایت شیریں پھل کھایا۔ پس تم کو جلدی نہیں کرنی چاہئے“۳۹؎

پس اس تشریح سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیت کریمہ نہ صرف مسیح ناصری کی جماعت کی فتح کا عرصہ بتاتی ہے بلکہ مسیح محمدی کے ساتھ کامل مشابہت ہونے کی وجہ سے احمدیت کی فتح کا عرصہ بھی ۳۰۹ سال ظاہر کرتی ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے یہ فرمایا تھا کہ میری جماعت تقریباً ۳۰۰ سال میں مکمل غلبہ پائے گی۔ جبکہ قرآنی آیت اور حروف مقطعات کا حساب ابجد احمدیت کا غلبہ ۳۰۹ سال بتاتے ہیں۔ در حقیقت قرآن کریم میں پہلے ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِيْنَ یعنی تین سو سال کا ذکر آیا ہے پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وَازْدَادُوْا تِسْعًا اور اس پر نو سال انہوں نے بڑھائے تھے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے ۳۰۰ سال کا عرصہ جو بتایا ہے وہ شمسی کیلنڈر کے مطابق بتایا ہے۔ اگر انہیں قمری کیلنڈر میں تبدیل کیا جائے تو یہ ۳۰۹ سال ہی بنتے ہیں۔ کیونکہ قمری اور شمسی کیلنڈر میں دس ۱۰ دن کا فرق ہے۔ اور اس فرق کی وجہ سے اگر ایک سو ۱۰۰ سال شمسی کے ہوں تو ایک سو تین ۱۰۳ سال قمری کے بنتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ۲۰۰۵ء میں جماعت احمدیہ کے قمری سو سال پورے ہوتے ہیں۔ اور جب شمسی سو سال پورے ہونگے تو قمری ایک سو تین ۱۰۳ سال ہو جائیں گے۔

حضرت مولانا ظفر محمد ظفرؔ صاحب نے اس اصول کا ذکر اپنی کتاب معجزات القرآن میں کیا ہے۔ آپ لکھتے ہیں کہ

”عددی حساب میں شمسی، قمری حساب کو بھی سامنے رکھنا پڑتا ہے۔ اس کا اصول ہمیں قرآن شریف نے یہ بتایا ہے کہ ہر شمسی صدی پر اگر تین سال کا اضافہ کر دیا جائے تو وہ قمری میں تبدیل ہو جاتی ہے جیسے کہ فرمایا اصحاب کہف نو اوپر تین سو سال کہف میں رہے۔ ان کلمات میں اشارہ یہ ہے کہ شمسی حساب سے وہ پورے تین سو سال رہے اور قمری حساب سے تین صدیوں پر نو ۹ سال کا اضافہ ہو گیا“۴۰؎

اس طرح حضرت مسیح موعودؑ کے بیان، قرآن کی آیت اور حروف مقطعات کے حساب ابجد سے اخذ شدہ نتیجے میں کوئی تضاد باقی

نہیں رہتا۔

بنیادی حروف / حروف مقطعات	حروف مقطعات کا حساب ابجد	حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت اور احمدیت کی فتح
14	1709	309+1400

حضرت مسیح کی جماعت کا غلبہ	حضرت عیسیٰ کی جماعت کا غلبہ
309	309
شمسی کیلنڈر	قمری کیلنڈر
شمسی سال 300	قمری کیلنڈر 309

پس قرآنی مقطعات کی تعداد میں حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت اور اُس کی عددی قیمت میں احمدیت کی فتح کے سال پوشیدہ ہیں۔ اور یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور احمدیت کی صداقت کا ایک زبردست نشان ہے، جو قرآنی مقطعات اور حساب ابجد کے ذریعہ سے بھی ثابت ہوتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

باب پنجم

حروف مقطعات کی دیگر تشریحات

اب تک دو قسم کی تشریحات بیان کی جا چکی ہیں۔ ایک حروف مقطعات کی تشریح صفات الہٰی کی روشنی میں اور دوسری حساب ابجد سے تاریخوں کی روشنی میں۔ اس باب میں متفرقات تشریحات بیان کی جائیں گی۔ جو مختلف بزرگوں نے حروف مقطعات کی کی ہیں۔ ان میں سے سب سے پہلے حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیلؓ کی تشریح بیان کی جاتی ہے۔

سورۃ فاتحہ کے مخفف

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیلؓ نے اپنے مضمون مقطعاتِ قرآنی میں حروف مقطعات کے معانی بالکل نئے انداز سے پیش کئے ہیں۔ آپ نے اس مضمون کو سمجھنے کے لئے بہت دعائیں کیں۔ جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے یہ نیا مضمون آپ کو سمجھایا۔ آپ اس بارے لکھتے ہیں کہ

"اور یہی دعا رہی کہ خدایا تو اپنے فضل سے ان کا حقیقی حل سمجھا۔ اور ان کی اصلیت کو منکشف فرما۔ آخر قریباً دو سال ہوئے کہ اسی ادھیڑ بُن میں یکدم بجلی کی روشنی کی ایک کرن نے راستہ سمجھا دیا۔ بلکہ روشن کر دیا۔ اور حروفِ مقطعات کی متعدد توجیہات میں سے ایک حقیقت اور کیفیت مجھ پر ظاہر کر دی۔ اس فوری القاء کے بعد اس کی روشنی میں مَیں نے بطور خود راستہ آگے نکالنا چاہا اور کئی باتیں خدا تعالیٰ کے فضل سے اس کی تائید میں پیدا ہو گئیں"۔[1]

پس یہ نئے معانی آپ کو اللہ تعالیٰ نے دعا کی نتیجہ میں خود سکھائے ہیں۔ لیکن ان نئے معانی کے باوجود آپ یہ فرماتے ہیں کہ

"پس میں جو اَب ایک نئے معنی مقطعات کے بیان کرنے لگا ہوں۔ اس کے لئے بھی ضروری نہیں کہ گزشتہ معانی منسوخ سمجھے جائیں بلکہ یہ ایک نیا قدم ہے اور نئے معنی ہیں جو پہلے لوگوں کے معانی کو منسوخ نہیں کرتے بلکہ صرف اتنی بات ہے کہ میرے نزدیک یہ توجیہہ گزشتہ توجیہات سے زیادہ نمایاں، زیادہ بہتر اور زیادہ قرین قیاس ہے۔ ورنہ کلامِ الہٰی تو ایک لا انتہا سمندر رہے۔۔۔ پس مقطعات کی نئی توجیہہ کرنے میں کسی سابقہ بزرگ کی یا صحابی کی نعوذ باللہ توہین نہیں کرنا چاہتا۔ نہ یہ کہتا ہوں کہ ان کے معنی غلط ہیں۔ ہاں یہ کہتا ہوں کہ یہ ایک نئے معنے ہیں اور غور کرنے کے لائق ہیں اور میرے نزدیک گزشتہ لوگوں کی توجیہات سے زیادہ وسیع اور زیادہ قرین قیاس ہیں اور بس"۔[2]

یہ بتانے کے بعد آپ نے مقطعات کا تعارف کروایا ہے۔ اس تعارف میں آپ نے مقطعات کی جماعت بندی بھی کی ہے۔ آپ لکھتے

ہیں کہ

''ا۔ایک کلاس الف کی ہے۔ جس میں الٓمّٓصٓ بھی شامل ہے۔ ۲۔ دوسری کلاس الٓرٰ کی ہے جس میں الٓمّٓرٰ بھی شامل ہے۔ ۳۔ تیسری کلاس ط کی ہے جس میں طٰہٰ۔ طٰسٓمّٓ۔ طٰسٓ داخل ہیں۔ ۴۔ چوتھی کلاس حٰمٓ کی ہے جس میں حٰمٓ عٓسٓقٓ بھی شامل ہے۔ ۵۔یٰسٓ۔ ۶۔ صرف حرف صٓ۔ ۷۔ صرف حرف قٓ۔

گو اس کلاس بندی میں اور طرح بھی ترمیم ہو سکتی ہے مگر یہ صحیح ہے کہ قرآنی ترتیب کے مطابق۔الٓمّٓرٰ۔ الرٰ کی کلاس میں داخل ہے۔ نہ کہ الٓمّٓ کی کلاس میں''۳؎

آپ کے نزدیک مقطعات کی اصلیت یہ ہے کہ یہ تمام قرآنی مقطعات سورۃ فاتحہ کے مخفف حروف ہیں۔ آپ لکھتے ہیں کہ

''یہ محض خدا تعالیٰ کا فضل اور اس کا رحم تھا۔ کہ کچھ مدت گزری کہ ایک دن بجلی کی طرح بلا کسی وقتِ غور و خوض کے یہ ایک بالکل نئی بات میرے دل میں پڑی کہ قرآنی مقطعات دراصل سورۃ فاتحہ کے ہی ٹکڑے ہیں اور ان کی یہی اصلیت ہے۔۔۔ تو اس طرح سے فاتحہ کی آیات یا الفاظ مختصر کر کے قرآن مجید کی بہت سی سورتوں پر لکھے گئے ہیں تاکہ پڑھنے والا یہ سمجھ لے کہ فاتحہ کی فلاں آیت کی تفسیر اس سورت میں بیان کی گئی ہے۔ سو یہ ہے اصلیت ان مقطعات کی''۴؎

اس نیاز اویہ نکتہ نظر کو ثابت کرنے کے لئے آپ نے کئی دلائل اور قرائن پیش کئے ہیں۔ **پہلا قرینہ** یہ بتایا ہے کہ پہلے جتنے بھی معنی کئے ہیں وہ مبہم اور بلا دلیل ہیں اور سب پر چسپاں نہیں ہوتے۔ جبکہ یہ نئے معنی غیر مبہم اور با دلیل ہیں اور ایک روشن اصل ہاتھ میں آگئی ہے۔ اور ایک کنجی مل گئی ہے جس سے تمام مقطعات حل ہو سکتے ہیں۔

دوسرا قرینہ یہ ہے کہ تمام حروفِ مقطعات بلا استثناء سورۃ فاتحہ میں موجود ہیں۔ اس بارے آپ لکھتے ہیں کہ

''حروف فاتحہ:۔ ا ب ت ح د ذ ر س ص ض ط ع غ ق ک ل م ن و ی۔ ۳۰ حروف

حروفِ مقطعات:۔ ا ح ر س ص ط ع ق ک ل م ہ ی۔ ۱۳ حروف

اس فہرست سے یہ معلوم ہو گیا کہ تمام کے تمام حروفِ مقطعات فاتحہ میں موجود ہیں۔ نیز یہ کہ سات حروفِ تہجی ایسے ہیں جو سورۃ فاتحہ میں موجود نہیں ہیں۔ یعنی ث ج خ ز ش ظ ف۔ اگر خدانخواستہ ان حروف میں سے ایک حرف بھی حروفِ مقطعات میں آجاتا تو میرا سارا دعویٰ ہی باطل اور تہس نہس ہو کر رہ جاتا''۵؎

تیسرا قرینہ طریق مصنف ہے۔ اس بارے آپ لکھتے ہیں کہ

''تیسرا قرینہ ان مقطعات کے فاتحہ کی آیات ہونے کا یہ ہے کہ ہر مفسر کا قاعدہ ہے کہ وہ جب کسی آیت یا شعر یا

عبارت کی تفسیر کرتا ہے۔ تو اس کو بطور متن کے ضرور پہلے لکھ دیتا ہے۔ پھر آگے اس کی تعبیر یا تفسیر مفصل کر کے لکھتا ہے۔ یہی طریقہ مفسرین والا اللہ تعالیٰ نے بھی سورتوں میں اختیار کیا ہے یعنی پہلے بظاہر ایک بے معنی لفظ لکھا ہے۔ پھر اس کے بعد ایک سورۃ بطور تفسیر اُس لفظ کے بیان کی ہے۔ پس بظاہر حالات ہر سورۃ جس پر مقطعات آئے ہیں۔ اس مقطعہ کی تفسیر ہے جو اس کے سر پر لکھا گیا ہے۔ اور یہی دنیا کے جُملہ مصنفوں کا طریقہ ہے۔ خواہ کسی زبان اور کسی مضمون کے ہوں۔ گویا مقطعات وہ ہیڈنگ یا سُرخیاں ہیں۔ جن کی تفصیل یا تفسیر ان سورتوں میں بیان ہوئی ہے۔۔۔ لیکن یہ بات کہ یہ سرخیاں الحمد (یعنی سورۃ فاتحہ) کے ہی اجزاء ہیں۔ اس طرح ثابت ہے کہ خود قرآن کے فرمودہ اور آنحضرت ﷺ اور حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات کے ماتحت سارا قرآن مجید خود سورۂ فاتحہ کی تفسیر ہے۔ اور دوسری طرف بموجب مروجہ طریقہ مفسرین بظاہر یہ بے معنی الفاظ اکثر سورتوں سے پہلے اس طرح لکھے ہیں۔ کہ گویا وہ سورتیں انہی الفاظ کی تفسیر ہیں۔ پس ایک طرف قرآن فاتحہ کی تفسیر ہے۔ دوسری طرف نظر آتا ہے کہ قرآنی سورتیں ان مقطعات کی تفسیر ہیں۔ لہٰذا نتیجہ یہ نکلا کہ یہ مقطعات ہی فاتحہ ہیں"۔[٦]

قرآن کریم سورۃ فاتحہ کی ایک تفسیر ہے اس بات کو مزید تقویت اس طرح دیتے ہیں کہ

"آنحضرت ﷺ نے بھی یہی فرمایا ہے کہ فاتحہ اُم الکتاب ہے یا اُم القرآن ہے اور صحابہ میں ام القرآن کا لفظ فاتحہ کے لئے بکثرت رائج تھا۔ اور یہ بات احادیث کی کتابوں سے ثابت ہے۔ پس جب اس سورۃ کو قرآن کی ماں کہا گیا۔ تو اس کے دوسرے معنے یہ ہوئے کہ قرآن اس کی تفسیر ہے اور یہ قرآن کا متن ہے۔

علاوہ اس کے خود قرآن بھی فاتحہ کو متنِ قرآن کہتا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ

اور ہم نے یقیناً تجھے سات دہرائی جانے والی (آیات) اور (بہت بڑی) عظمت والا قرآن دیا ہے۔

اس آیت کی تفسیر جو خود آنحضرت ﷺ نے فرمائی ہے اس میں یہ ذکر نہیں ہے کہ ہم نے تجھے سات آیتیں مکررات ذاتی والی عنایت کی ہیں۔ اور قرآن عظیم عطا فرمایا ہے۔ بلکہ حضور ﷺ نے اس آیت کی تفسیر یہ فرمائی ہے کہ فاتحہ ہی سبعاً من المثانی ہے اور یہی قرآن عظیم ہے"۔[٧]

چوتھا قرینہ یہ ہے کہ مقطعات اور سورۃ فاتحہ کو بظاہر دیکھنے سے ہی لگے گا کہ مقطعات سورۃ فاتحہ کے مخفف ہیں۔ اس بارے آپ لکھتے ہیں کہ

"خدا تعالیٰ نے صرف ظاہری نظر سے بھی کچھ تھوڑی سی پہچان یہاں ایسی رکھ دی ہے کہ معمولی سمجھ کا انسان

بھی بعض مقطعہ کو دیکھتے ہی بول پڑے گا کہ یہ تو فاتحہ کی فلاں آیت کا اختصار معلوم ہوتا ہے۔ اس کے سوا اور طرف اس کا ذہن نہیں جائے گا۔ مثلاً الٓمٓ۔ کٓھٰیٰعٓصٓ۔ قٓ۔صٓ۔الٓرٰ وغیرہ کو دیکھ کر ناواقف آدمی کہہ دے گا کہ مجھے معلوم نہیں ان کا کیا مطلب ہے۔ مگر طٰسٓمٓ کی بابت اس کو اگر پوچھا جائے کہ بھلا یہ کس قرآنی آیت کا اختصار ہو سکتا ہے تو فوراً وہ کہہ دے گا یہ مقطعہ تو صراط مستقیم سے بہت ملتا جلتا ہے"۔[۸]

پانچواں قرینہ آپ نے سورۃ فاتحہ کا نام سبعاً من المثانی قرار دیا ہے۔ مثانی کے معنوں پر بحث کرتے ہوئے آپ لکھتے ہیں

"مثانی کے معنی لوگوں نے عجیب عجیب کئے ہیں یعنی سورۂ فاتحہ بار بار پڑھی جاتی ہے اس لئے مثانی ہے۔ میں پوچھتا ہوں۔ کیا قرآن کی اور آیات اور درود اور تسبیح اور دعائیں یہ سب بار بار نہیں پڑھے جاتے۔ پس یہ کوئی ایسا امتیاز نہیں ہے۔ دوسرے معنی یہ کئے ہیں کہ یہ سورۃ مکہ میں ایک دفعہ نازل ہوئی اور دوسری دفعہ مدینہ میں۔ یہ توجیہہ بھی قابل اعتنا نہیں ممکن ہے یہ درست ہو۔ مگر دو دفعہ صرف فاتحہ کی آیات ہی نازل نہیں ہوئیں۔ بلکہ قرآن میں بہت سی آیات ہیں جو دو دو تین تین سات سات۔ دس دس دفعہ نازل ہوئیں۔ اور آیت فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ تو اکتیس دفعہ نازل ہوتی ہے۔ سو یہ کوئی خصوصیت فاتحہ ہی کی نہیں۔ بلکہ اور بہت سی آیات کی بھی ہے۔ پس صرف دہرایا جانا یا ایک دفعہ سے زیادہ نازل ہونا کوئی خاص خصوصیت فاتحہ کی نہیں۔ اب ہم لغت کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ جس کی طرف عربی دان خود رجوع کریں۔ مجھے تو یہ معلوم ہوا ہے کہ مثانی مثنیٰ کی جمع ہے۔ (تسہیل العربیہ) یعنی اس کی سب آیتیں دو دو مرتبہ نازل ہوئی ہیں۔ اور مفرداتِ راغب میں بھی اس کے معنے مکرر کے لکھے ہیں اور مثانی ان چیزوں کو کہتے ہیں جو مابعد الاول ہوں یعنی ایک دفعہ کے بعد مکرر آئیں اور بخاری کتاب التفسیر میں بھی یہی ذکر ہے کہ فاتحہ دوبارہ نازل ہوئی ہے۔ اور مثانی کا ترجمہ وہاں مولوی وحید الزماں صاحب نے بھی یہی کیا ہے کہ "جو دوبارہ پڑھی جاتی ہیں" پس خلاصہ کلام یہ ہوا کہ سورۂ فاتحہ سات آیتوں والی وہ سورت ہے۔ جو ساری کی ساری مکرّر یعنی دو دفعہ نازل ہوئی ہے۔ دوسری طرف جب ہم قرآنِ مجید کا رویہ دیکھتے ہیں تو وہ یہ ہے کہ جو آیت بھی اس میں دوسری تیسری یا زیادہ دفعہ نازل ہوئی ہے وہ تحریر میں آگئی ہے اور قرآن میں موجود ہے۔ یہ نہیں کہ ایک آیت جب دوسری دفعہ نازل ہو تو اُسے تحریر میں نہ لایا جائے۔ جبکہ جتنی دفعہ وہ نازل ہوئی ہے۔ اتنی ہی دفعہ وہ تحریر قرآن میں موجود ہے۔ پس ضروری ہے کہ فاتحہ بھی جب مکرّر نازل ہوئی ہے تو قرآن میں کسی دوسری جگہ موجود ہو۔ ورنہ دعویٰ مثانی ہونے کا غلط ثابت ہوتا ہے۔ اب ہمیں سوائے اس کے چارہ نہ رہا کہ جب ایک فاتحہ موجود ہے تو دوسری فاتحہ کو تلاش کریں۔ مگر تلاش کرنے پر وہ ہمیں کہیں نہیں ملتی اب آیئے میں آپ کو بتاؤں کہ وہ کہاں ہے؟

سو دوسری فاتحہ یہی تو ہے جو مقطعات کی صورت میں نازل ہو کر سارے قرآن میں پھیلی پڑی ہے اور باوجود مثانی یعنی مکرّر تحریر ہو جانے کے بھی اب تک لوگوں کو نظر نہیں آئی"[9]

پس یہ دلائل اور قرینے ہیں جن سے حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیلؓ نے یہ ثابت کیا ہے کہ مقطعاتِ قرآنی دراصل سورۃ فاتحہ کے مخفف حروف ہیں۔

سورۃ فاتحہ کے مخفف کے اصول

چند اصول ڈاکٹر صاحبؓ نے بیان کئے ہیں۔ پہلی بات یہ کہ مقطعات کی ترتیب اور سورۃ فاتحہ کی ترتیب ایک جیسی ہونی ضروری نہیں۔ یعنی کہ الٓمّٓ میں الف سے مرادانعمتَ علیھم اور ل سے ضالین اور م سے مغضوب علیھم مراد ہیں۔ پس سورۃ فاتحہ کے مطابق تو مقطعات املٓ ہونے چاہئے تھے پر یہ الٓمّٓ ہیں۔ اس کی وجہ آپؓ یہ لکھتے ہیں کہ

"مگر چونکہ اس میں ترتیل اور روانی نہیں رہتی۔ اور چونکہ ہر حرف کسی لفظ یا آیت کا اختصار ہے۔ دوسرے حروف کا پابند نہیں ہے۔ اس لئے برعایت روانیٔ تلاوت و ترتیل و آگے پیچھے ہو سکتا ہے۔۔۔ پس یہ ضروری نہیں کہ یہ حروف آیات ہی کی ترتیب کے موافق ہوں۔ بلکہ وہ ترتیل اور قرأت کی سہولت کے مطابق ہوں گے"[10]

دوسری بات یہ کہ ایک مقطعہ یا ایک حرف مقطعہ ایک ہی آیت یا ایک ہی لفظ کے لئے مخصوص نہیں بلکہ کئی کے لئے ہو سکتا ہے۔ اسی طرح ایک آیت یا ایک لفظ کے بھی کئی مقطعات بن سکتے ہیں۔ اس بارے آپ لکھتے ہیں کہ

"اسی طرح یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ جس طرح ایک ہی مقطعہ دو مختلف معنی دے سکتا ہے۔ اُسی طرح ایک آیت یا ایک لفظ کے لئے موقع اور محل کے لحاظ سے الگ الگ کئی مقطعات بن سکتے ہیں۔۔۔

پس جس سورۃ پر یہ مقطعہ ہو گا ہم اس کے مضامین کو دیکھ کر فتوے دیں گے کہ اس سورۃ کے مضامین کے لحاظ سے یہ مقطعہ فاتحہ کی کس آیت یا کن آیات کے مجموعہ کا اختصار ہے۔ ہاں یہ ضروری ہے کہ مقطعہ کے حروف ان آیات میں موجود ہوں اور نہ صرف موجود ہوں بلکہ ضروری حصہ ان کا موجود ہو۔ مثلاً صراط کے حروف مقطعات یا صٓ یا ط ہو سکتے ہیں مگر ر اور الف نہیں ہو سکتے کیونکہ اختصار کے وقت ہمیشہ نمایاں حروف کو سامنے لایا جاتا ہے"[11]

آپ کے نزدیک حرف ن مقطعات میں سے نہیں ہے۔ اس کی آپ نے یہ دلیل دیتے ہیں کہ ن کا ایک مطلب دوات ہے۔ جو لغت میں پایا جاتا ہے۔ پس اس کو مقطعات میں شامل کرنے کی ضرورت نہیں۔ دوسری یہ بات ہے کہ ن سورۃ فاتحہ کے لفظ ضالین کا زیادہ سے زیادہ مخفف ہو سکتا ہے۔ لیکن یہ بھی درست نہیں کیونکہ ضال اصل لفظ ہے اور نون جمع کے لئے آیا ہے۔ پس ضالین کا حرف یا ض ہو گا یا ل نہ کہ نون۔

اسی طرح ایک اہم بات یہ بھی ہے ۱۳ مقطعات میں سے آٹھ ۸ ایسے مقطعات ہیں جن کے بعد آیت کا نشان ہے۔ یعنی وہ بذاتِ خود ایک آیت ہے۔

الٓمّٓ۔ الٓمّٓصٓ۔ کٓھٰیٰعٓصٓ۔ طٰہٰ۔ طٰسٓمّٓ۔ یٰسٓ۔حٰمٓ۔ عٓسٓقٓ۔ ان آٹھ کے بعد آیت کا نشان ہے۔

باقی پانچ مقطعات ایسے ہیں جن کے بعد آیت نشان تو نہیں ہے البتہ وقف کا نشان ہے۔

الٓرٰ قف ۔ الٓمّٓرٰ قف۔ طٰسٓ قف۔ صٓ قف۔ قٓ قف

ان پانچ مقطعات کے بعد صرف وقف کا نشان ہے آیت کا نشان نہیں۔

اس بارے آپ لکھتے ہیں کہ

"اس سے میں یہ استنباط کرتا ہوں کہ جن مقطعات کے بعد آیت کے نشان ہیں وہ خود پوری ایک آیت یا کئی آیات کے نمائندے ہیں۔ ورنہ ان کے آگے آیت کا نشان چہ معنی دارد (یعنی کیا معنے رکھتا ہے)۔ لیکن جمع مقطعات کے بعد صرف وقف کی علامت ہے اور آیت نہیں ہے۔ وہ پوری آیت یا زیادہ کے نمائندہ نہیں ہیں۔ بلکہ خاص لفظ یا الفاظ کے نمائندہ ہیں" ۱۲۔

مقطعات کی تعین کے قاعدہ کے بارے آپ لکھتے ہیں کہ

"پہلے اس مقطعہ کے حروف سے حسبِ فہرست مندرجہ بالا کے یہ معلوم کیا جاتا ہے کہ ان حروف سے کیا کیا آیتیں اور کیا کیا الفاظ فاتحہ کے بن سکتے ہیں۔ چنانچہ مثلاً الٓمّٓ سے کئی آیات یا الفاظ کی طرف اشارہ نکل سکتا ہے۔ اس کے بعد آپ کو وہ سورۃ یا سورتیں پڑھنی چاہئیں۔ جن کے سر پر الٓمّٓ لکھا ہو۔ پھر جو مضامین بکثرت اور مرکزی طور پر اس سورۃ میں بیان ہوں۔ ان کے مناسبِ حال آپ مقطعات کے حروف کے معنی لے کر کہہ سکتے ہیں کہ یہ مقطعہ فاتحہ کی فلاں آیت کا مقطعہ ہے۔ کیونکہ آیت میں اس کے حروف موجود ہیں اور سورۃ میں اس کے مطالب موجود ہیں" ۱۳۔

ان اصول و قواعد کو استعمال کرتے ہوئے آپ نے تمام حروف مقطعات کو سورۃ فاتحہ کے ساتھ جوڑ بنایا ہے۔ ذیل میں اس کا چارٹ ۱۴ دیا گیا ہے۔ یاد رہے۔ سورۃ فاتحہ کی بسم اللہ سمیت سات آیات ہیں۔ چارٹ میں اختصار کے لئے صرف آیت کا نمبر دے دیا گیا ہے۔

حروف مقطعات	ا	ح	ر	س	ص	ط	ع	ق	ک	ل	م	ہ	ی
نمبر آیت فاتحہ	2	2	2	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	2	2	ـ	ـ
	3	3	3	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	3	ـ	ـ
	4	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	4	4	4	ـ	ـ
	5	ـ	ـ	5	ـ	ـ	5	ـ	5	ـ	ـ	ـ	5
	6	6	6	6	6	6	ـ	6	ـ	6	6	6	6
	7	ـ	ـ	ـ	7	7	7	ـ	ـ	7	7	7	7

اسی طرح حروف مقطعات فاتحہ کے الفاظ کے بارے آپ لکھتے ہیں

"ان الفاظ کی مدد سے آپ مقطعات کے متعلق خود سوچ کر کوئی نتیجہ نکال سکیں گے۔

ا:۔ اللہ۔ الحمد۔ الرحمٰن۔ الرحیم۔ ایاک۔ اھدنا۔ انعمت علیھم

ل:۔ اللہ۔ مالک۔ ضالین

م:۔ملک۔ یوم الدین۔ مستقیم۔ انعمت علیھم۔ مغضوب علیھم

ص:۔ صراط المستقیم۔ صراط الذین الایۃ

ر:۔رحمٰن۔ رحیم۔ رب۔ غیر المغضوب علیھم

ک:۔ مالک۔ ایاک نعبد۔ ایا ک نستعین

ہ:۔ اھدنا ۔انعمت علیھم۔ مغضوب علیھم

ی:۔یوم الدین۔ ایاک نعبد۔ایاک نستعین۔ ضالین۔

ع:۔عالمین۔ ایاک نعبد۔ ایاک نستعین۔ انعمت علیھم۔ مغضوب علیھم۔

ط:۔ صراط المستقیم۔ صراط الذین

س:۔ ایاک نستعین۔ المستقیم

ح:۔الحمد۔ الرحمٰن۔ الرحیم

ق:۔مستقیم

۔۔۔مثلاً حٰمٓ کے حروف سے معلوم ہوا کہ یہ حروف الحمدللہ ۔رحمن۔ رحیم۔ مالک یوم الدین۔ مستقیم۔ انعمت علیھم ۔مغضوب علیھم میں پائے جاتے ہیں۔ پھر آپ حٰمٓ والی چھ سورتیں یعنی مومن، سجدہ، زخرف، دخان، جاثیہ، احقاف سب کو پڑھ جائیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ یہ سب سورتیں مکی ہیں اور اکثر حصہ ان کا توحید اور صفات واسماء وافعال الٰہی سے بھرا پڑا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ حٰمٓ کی سورتوں میں الحمد للہ رب العالمین۔ الرحمن الرحیم۔ مالک یوم الدین تک کا بیان اکثر ہے۔ باقی جو لفظ ہم نے جمع کئے تھے ان کا کوئی نمایاں ذکر نہیں ہے۔ پس حٰمٓ اختصار ہوا۔ سورۃ فاتحہ کی آیات نمبر ۲، ۳، ۴ کا اور بس۔ اسی طرح آہستہ آہستہ آپ سب کی حقیقت معلوم کر سکتے ہیں"[۱۵]

پس اس طرح آپ نے تمام مقطعات اور حروف مقطعات کو حل کیا ہے اور سورۃ فاتحہ کے اور مقطعات کے مضمون کے ساتھ تطبیق کی ہے۔ آپ آخر میں لکھتے ہیں کہ

"میں پھر یہی کہتا ہوں کہ ممکن ہے میرے مضمون میں کئی غلطیاں ہوں اور یہ آئندہ غور کرنے والوں کا کام ہے کہ وہ غلطی کو چھوڑ دیں۔ اور صحیح اور دل پسند چیز کو لے لیں اور عاجز کے حق میں دُعائے خیر کریں۔ میرے نزدیک یہ غلطیاں بعض مقطعات میں ہو سکتی ہیں۔ فاتحہ کا ان مقطعات کے اصل ہونے پر میں پختگی سے قائم رہوں گا۔ پس یہ خطا شاخوں میں ہو سکتی ہے۔ اصل دعوے میں نہیں"[۱۶]

اسی طرح ایک جگہ آپ یہ لکھتے ہیں کہ

"یہ بھی ممکن ہے کہ اس کی روشنی میں ایک اور نئی حقیقت اور نئی توجیہہ اور تفسیر انہی حروفِ مقطعات کی کسی دوست کو مل جائے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کا کلام بے حد وسیع ہے اور اس کے معانی طرح بطرح اور رنگ برنگ کے ہیں جو مختلف ذہنوں اور مختلف دماغوں کی مناسبت سے لوگوں پر کھولے جاتے ہیں"[۱۷]

حضرت مولانا ظفر محمد ظفر کی تشریح

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیلؓ کی دعوتِ تحقیق پر ایک بزرگ حضرت مولانا ظفر محمد ظفر سابق پروفیسر جامعہ احمدیہ نے اپنی کتاب معجزات القرآن میں نہ صرف حضرت ڈاکٹر صاحب کی تحقیق کی دلائل کے ساتھ تصدیق کی ہے بلکہ اس تحقیق کو آگے بڑھایا ہے۔ خلاصۃً یہ کہ حضرت مولانا ظفر محمد ظفر صاحب نے مقطعات کے اعداد اور سورۃ فاتحہ کے اعداد سے ایک یقینی تطبیق کر دیکھائی ہے۔

اب مولانا ظفر صاحب کی تحقیق کا خلاصہ پیش خدمت ہے۔

آپ نے حدیث اور حضرت مصلح موعودؓ کے بیان (یہ دونوں باتیں حساب ابجد کے باب میں بیان ہو چکی ہیں) پر بنیاد رکھتے ہوئے تمام مقطعات کے اعداد نکالے ہیں۔ اس طرح ۲۹ سورتوں میں بیان شدہ تمام مقطعات کے اعداد ۳۳۸۵ بنتے ہیں۔ لیکن صرف ان کے نمبروں سے آپ کسی نتیجہ پر نہ پہنچ سکے۔ حتی کہ ایک دن آپ کی نظروں سے حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیلؓ کا مضمون 'مقطعاتِ قرآنی' گزرا۔ جس نے آپ کی توجہ سورۃ فاتحہ کی طرف پھیر دی۔ جب سورۃ فاتحہ کے اعداد حساب ابجد کی مدد سے نکالے تو وہ کل ۱۰۱۸۳ بنے۔ پھر آپ لکھتے ہیں کہ

"طویل جدوجہد کے بعد ہم پر یہ حقیقت منکشف ہوئی کہ سورۃ فاتحہ کے مندرجہ ذیل کلمات حروفِ مقطعات کا ماخذ ہیں اور ان کی عددی قیمت بھی ۳۳۸۵ ہے وہ کلمات حسب ذیل ہیں:۔

الحمد للہ۔ ۱۷۹،

رب العلمین الرحمٰن الرحیم مالک یوم الدین ۱۲۹۷،

ایاک نعبدو و ایاک نستعین ۸۳۶،

اھدنا الصراط المستقیم ۱۰۷۳۔

میزان کل ۳۳۸۵

یہ سورۃ فاتحہ کا پہلا معجزہ ہے کہ اس نے حروفِ مقطعات کے ذریعے سارے قرآن شریف کو اپنے ضبط میں لے لیا ہے"[1]

پس سورۃ فاتحہ اور مقطعات کے اعداد کے کئی معجزات آپ نے حل کر کے دیکھائے۔ مثلاً ایک جگہ آپ لکھتے ہیں کہ

"اس کے علاوہ ایک دوسری کتاب میں چند ایسے کلمات لکھے جنہوں نے حروفِ مقطعات کے مسئلے کو پوری طرح حل کر دیا اور وہ الفاظ یہ ہیں:۔ "یہ ہمارے زمانے کی طرف ایماء ہے اس وقت صراط مستقیم یہی ہے جو ہماری راہ ہے۔"[2] یہ کلمات دیکھ کر مجھے خیال آیا کہ ہو سکتا ہے کہ حروفِ مقطعات کے اعداد جو ۳۳۸۵ ہیں اسلام کی دونوں نشاتوں اور نشأۃِ ثانیہ کی مدت کے جامع ہوں۔ اس لئے میں نے الصراط المستقیم کے اعداد کو جو ۱۰۱۲ ہیں اھدنا سے ماقبل کے اعداد کے متوازی رکھا پھر دیکھا کہ الحمد سے لے کر اھدنا تک کے کلمات کی مجموعی قیمت ۲۳۷۳ ہے اور اھدنا سے ماقبل کی قیمت ۲۳۱۲ ہے۔ جب الصراط المستقیم کے اعداد جو ۱۰۱۲ ہیں ۲۳۱۲ کے اعداد کے متوازی واقع ہوئے تو قدرت خداوندی کا ایک عجیب نظارہ آنکھوں کے سامنے آیا اور وہ یہ کہ ۲۳۷۳ کے اعداد میں سے ۱۳۰۰ الگ ہو گئے اور ۱۰۷۳ کے اعداد جو اھدنا الصراط المستقیم کے اعداد ہیں الگ ہو گئے۔ یہ کیفیت دیکھ کر مجھے

یقین ہو گیا کہ حروفِ مقطعات کے اعداد ملت اسلامیہ کی مجموعی عمر اور نشأۃِ ثانیہ کی انفرادی عمر کے جامع ہیں ملت کی مجموعی عمر ۲۳۷۳ سال ہے جو الحمد سے اھدنا تک کے کلمات میں پائی جاتی ہے‘‘۔[۳]

پس مولانا ظفر صاحب کی اس تحقیق سے ایک یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ مقطعات کا حساب ابجد سے گہرا تعلق ہے اور دوسرا یہ کہ حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیلؓ کا بیان فرمودہ نکتہ کہ مقطعات کا اصل سورۃ فاتحہ ہے بھی ثابت ہوتا ہے۔

مقطعات اور حضرت مصلح موعودؓ

مکرم مولوی عبد الطیف صاحب بہاولپوری فاضل نے ایک مضمون لکھا۔ جس میں آپ نے ثابت کیا کہ مقطعات کٓھٰیٰعٓصٓ میں حضرت مصلح موعودؓ کا ذکر موجود ہے۔ سب سے پہلے اس بات کا انکشاف حضرت مولانا شیر علی صاحبؓ کی ایک روایت سے ہوا جس میں حضورؓ نے فرمایا ’کٓھٰیٰعٓصٓ میں میرا ذکر ہے‘۔ اس پر آپ نے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کی کہ اس بات کی حقیقت مجھ پر کھول تا کہ اطمینانِ قلب حاصل ہو۔ آگے لکھتے ہیں کہ

’’بعد میں جب خاکسار نے الفاظ کٓھٰیٰعٓصٓ پر غور کرنا شروع کیا تو میرے دل میں ڈالا گیا کہ اس میں حضرت مصلح موعودؓ کے الہامی ناموں کا تذکرہ ہے۔ بایں طور کہ:۔

ک سے مراد کلمۃ اللہ۔ کلمۃ العزیز

ہ سے مراد ھٰذا یوم مبارک

ی سے مراد یحیٰ۔ یوسف۔ ان نبشرک بغلامٍ اسمہٗ یحیٰ۔ انظر الیٰ یوسف و اقبالہٗ

ع سے مراد عالم کباب۔ عمانوئیل

ص سے مراد صیّب من السماء

اس کے بعد جب میں نے ان حروف کے اعداد پر بحساب جمل ابجد غور کرنا شروع کیا تا کہ حضور کی زندگی کے واقعات کی طرف بھی کہیں اشارہ پا سکوں۔ ابھی دو ایک حروف مقطعات کو جمع کیا تھا کہ میں نے محسوس کیا کہ گویا میری دماغی رَو میں دو تین جھٹکے سے لگے ہیں جس طرح کہ بجلی کی رَو آگے کو چلتی ہوئی دھکا کھا کر کہیں پیچھے کو ہٹتی ہے۔ دو تین مرتبہ یہ کیفیت مجھ پر طاری ہوئی۔ پہلے تو میں اسے نہ سمجھ سکا مگر آخر غور کرنے پر یہ حقیقت کھلی کہ الٰہی مشیت یہی معلوم ہوتی ہے کہ میں ان حروف کو نہ صرف جمع ہی کروں بلکہ چند ایک مرتبہ تفریق کے ذریعہ گویا پیچھے بھی ہٹوں۔ اس طرح تفریق کا عمل کر کے مجھ پر بعض نئے سنین اور ان میں پیدا ہونیوالے واقعات کا بھی

انکشاف ہو۔ فالحمدللہ علیٰ ذالک۔ اب اس کا میں ایک خاکہ پیش کرتا ہوں جس سے ان حروف کے اعداد کے ذریعہ حضور کی عمر کے سال اور وہ واقعات جو ان سنوں میں پیش آئے یا آنے والے ہیں آپ جائزہ لے سکیں۔

مقطعہ	حضور کی عمر سال	سن عیسوی	پیش آنے والے واقعات
ک	20	1909ء	اس سن میں آپ کو رویا میں اپنی خلافت کے عہد میں اس پیش آنے والے فتنہ کا انجام دکھایا گیا کہ اس فتنہ کی آگ بھڑکنے سے (عمائدینِ جماعت میں سے) بعض شہتیر جل کر راکھ ہو گئے۔ (دیکھو الحکم خلافت جوبلی نمبر صفحہ ۲۹)۔
ک+ھ	25	1914ء	اس سن میں حضور سریر آرائے مسندِ خلافت ہوئے
ک+ھ+ی	35	1924ء	طلوع الشمس من المغرب کی پیشگوئی پوری ہوئی۔ مغربی اقوام کو حضور نے اسلام کا پیغام پہنچایا اور اسلامی قلعہ مسجد فضل کی بنیاد لندن میں رکھی گئی۔
ع-ک+ھ	45	1934ء	تحریک جدید کا افتتاح اور اکنافِ عالم میں تبلیغِ اسلام کا نیا دور شروع ہوا۔
ع-ک	50	1939ء	خلافت جوبلی کا جشن منایا گیا۔ صحف اولیٰ کی پیشگوئی پوری ہوئی۔
ع-ھ+ی	55	1944ء	مصلح موعود ہونے کا الہامی اعلان اور تحریک جدید دَور دوم کا افتتاح ہوا۔
ع-ی	60	1949ء	ربوہ مقدسہ کی بنیاد پڑی۔ بعض مناسبتوں سے مدنی دَور کا آغاز ہوا۔
ع-ھ	65	1954ء	آئندہ زمانہ خود شہادت ادا کرے گا۔
ع	70	1959ء	" " " " "
ع+ھ	75	1964ء	ستبدی لک الایام ما کنتَ جاھلاً
ع+ی	80	1969ء	و یاتیک بالاخبار من لم تزوّدٗ۔
ع+ھ+ی	85	1974ء	" " " " "
ص	90	1979ء	" " " " "

اس کے بعد میں آگے کچھ اَور لکھنے ہی لگا تھا کہ زبان پر یہ الفاظ جاری ہوئے۔ "خاموش نعمت اللہ اسرارِ حق مکن

فاش" جب میری توجہ ادھر ہوئی تو مَیں سہم گیا اور اشارہ الٰہی پانے پر قلم ہاتھ سے چھوڑ دیا۔ یہ واقعہ ۲ دسمبر ۱۹۴۸ء ۱۱ بجے رات مقام احمد نگر ضلع جھنگ کا ہے۔ پھر جب مَیں نے اس بارہ میں مزید تفتیش کی تو بفضلہٖ تعالیٰ ایمان افزاء بشارت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک روایت بھی مل گئی جو درج ذیل ہے۔ فرمایا کہ

"ہماری ہمشیرہ نے دیکھا کہ ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ میرا نام مصطفےٰ ہے اور مَیں ایک پہاڑ پر جارہا تھا کہ ایک ٹیلہ میرے سر پر آگرا اور مَیں وہاں شہید ہو گیا۔ اور شہید اصل میں زندہ ہی ہوتے ہیں اور پھر کہا کہ تم اس کو خواب نہ سمجھنا۔ مَیں اس بات کی سچائی کی دلیل میں اس چیز کو پیش کرتا ہوں۔ اور یہ کہہ کر اس نے ایک بھوج پتر کے ورق پر سورۃ مریم لکھی ہوئی پیش کی اور چلا گیا۔ اس کے بعد جب وہ پیدا ہوئیں تو ان کے سرہانے کے نیچے وہ چیز موجود تھی جو کہ مدت تک ہمارے گھر میں رہی۔ اور مَیں نے خود پڑھا ہے کہ اسکے اُوپر بہت خوشخط لکھا ہوا تھا کہٰیٰعص"[1]

اور پھر مزید تلاش کرنے پر ایک اور رویا حضرت خلیفہ اولؓ کا بھی مل گیا۔ فرماتے ہیں:

"کشمیر میں ایک مولوی عبد القدوس صاحب رہتے تھے۔ وہ بڑے بزرگ آدمی تھے۔۔۔ میں نے ایک رویا دیکھا کہ ان کی گود میں کئی چھوٹے چھوٹے بچے ہیں مَیں نے ایک جھپٹا مارا اور سب بچے اپنی گود میں لے کر وہاں سے چل دیا۔ رستہ میں مَیں نے ان بچوں سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ ہمارا نام کٰہٰیٰعص ہے۔ مَیں اپنے اس رویا کو بہت تعجب کی نگاہ سے دیکھتا تھا۔ جب مَیں حضرت مرزا صاحب کا مرید ہوا تو مَیں نے ان سے اپنے اس خواب کا ذکر کیا۔ مرزا صاحب نے فرمایا کہ آپ کو اس کا علم دیا جائے گا۔ اور وہ لڑکے فرشتے تھے"[2]

یہ پانچ فرشتے دراصل ان پانچ اسماء الہامیہ کے تمثلات تھے جن کا ظہور مصلح موعود کے رنگ میں ہونے والا تھا اور اس میں اشارہ ہے کہ اس مبارک وجود نے ابتدائے امر میں سریر آرائے خلافت نہیں ہونا تھا بلکہ کچھ عرصہ کے لئے اس نے خلیفہ اوّل کی گود میں تربیت پانی تھی"[3]

اس مضمون میں آخری کے چند سالوں کے بارے میں صرف یہ لکھا ہے کہ 'آئندہ زمانہ خود شہادت ادا کرے گا' چونکہ وہ زمانہ گزر چکا ہے اب یہ دیکھتے ہیں کہ باقی سالوں پر یہ پیش گوئی کس طرح چسپاں ہوتی ہے۔

پہلا سال ۱۹۵۴ء ہے۔ یہ وہ سال ہے جس میں حضرت مرزا بشیر الدین خلیفۃ المسیح الثانیؓ پر حملہ ہوا تھا۔ اس بارے لکھا ہوا کہ

"۱۹۵۴ء میں آپ پر قاتلانہ حملہ ہوا۔ علاج سے زخم تو بظاہر مندمل ہو گئے لیکن تکلیف جاری رہی"[4]

اس سے اگلا سال ۱۹۵۹ء ہے۔ اس سال آپ نے جماعت کے نام درج ذیل پیغام دیا۔

”کلمہ شہادت کے بعد فرمایا۔ ہم دوسرے انسانوں سے الگ قسم کے انسان نہیں تھے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ خبر دی کہ مسیح موعود شاہی خاندان سے پیدا ہوگا اور اس کے ذریعے پھر اسلامی بادشاہت قائم ہوگی۔۔۔ ہماری اِس میں کوئی خوبی نہ تھی ہم ذلیل تھے اس نے ہمیں دین کا بادشاہ بنادیا۔۔۔ دورِ اسلام کی آئندہ ترقیوں کو ہم سے وابستہ کر دیا۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جوتیوں کے طفیل ہمیں اس قابل بنایا کہ ہم خدا تعالیٰ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کو دُنیا کے کناروں تک پہنچائیں۔۔۔ مجھے اُمید ہے کہ میری اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اولاد ہمیشہ اسلام کے جھنڈے کو اونچا کرتی رہے گی۔ اور اپنی اور اپنے بیوی بچوں کی قربانی کے ذریعے سے اسلام کے جھنڈے کو ہمیشہ اونچا رکھے گی۔ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کو دنیا کے کناروں تک پہنچائے گی۔

میں اس دُعا میں ہر احمدی کو شامل کرتا ہوں اللہ تعالیٰ ان کا حافظ و ناصر ہو۔ ان کو اس مشن کو پورا کرنے کی توفیق دے۔ وہ کمزور ہیں لیکن ان کا خدا ان کے ساتھ ہے اور جس کے ساتھ خدا ہو اسے انسانوں کی طاقت کا کوئی ڈر نہیں رہتا۔ دُنیا کی بادشاہتیں ان کے ہاتھ چومیں گی اور دُنیا کی حکومتیں ان کے آگے گریں گی۔ بشرطیکہ دُنیا کے سردار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق یہ لوگ نہ بھولیں اور اسلام کے جھنڈے کو اُنچا رکھنے کی کوشش کرتے رہیں۔ خدا تعالیٰ ان کے ساتھ ہو اور ہمیشہ ان کی مدد کرتا رہے۔ اور ہمیشہ ان کو سچا راستہ دکھاتا رہے۔۔۔ میں ساری جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ اپنی زندگیوں کو خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وقف کر دیں اور قیامت تک اسلام کے جھنڈے کو دُنیا کے ہر ملک میں اُونچا رکھیں خدا تعالیٰ ان کے ساتھ ہو ان کی مدد کرے اور اپنی بشارتوں سے ان کو نوازے۔“ ۵

پھر ۱۹۶۴ء کا سنہری سال ہے۔ اس بارے لکھا ہے۔

”پھر ۱۹۶۴ء میں جب خلافتِ ثانیہ پر پچاس سال پورے ہوئے تو اللہ تعالیٰ کے حضور اظہارِ تشکر کے طور پر خاص دعائیں کی گئیں اور اپنے پیارے امام کے مقاصدِ عالیہ کی تکمیل کے لئے جماعت نے پچیس ۲۵ لاکھ سے زائد کی رقم بطور شکرانہ پیش کی“ ۶

اس سے اگلا سال ۱۹۶۹ء کا ہے۔ اس سال حضرت مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے ”سورۃ بقرہ کی ابتدائی سترہ آیات زبانی یاد کرنے کی تحریک فرمائی“ ۷

پھر ۱۹۷۴ء کے سال میں جماعت پر خدا تعالیٰ کی طرف سے امتحانات آئے۔ اس بارے میں لکھا ہے۔

”۱۹۷۴ء میں پاکستان بھر میں جماعت کے خلاف فسادات اور ہنگامے شروع ہو گئے۔ مکانات لوٹے اور جلائے گئے۔ بائیکاٹ کیا گیا۔ ملازمتوں سے نکالا گیا اور کئی احمدیوں کو شہید کر دیا گیا۔ مگر ہر طرح کے ظلم وستم کے باوجود (جن کی جماعت کی گزشتہ تاریخ میں کوئی مثال نہیں ملتی) جماعت احمدیہ خدا کے فضل سے اس آزمائش اور امتحان میں بھی کامیاب رہی اور اپنے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی راہنمائی میں سلامتی کے ساتھ اس کا قدم آگے ہی آگے بڑھتا گیا۔ الحمدللہ!“ ۸

اگلا سال ۱۹۷۹ء ہے۔ یہ وہ سال ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے دشمنِ احمدیت کو موت کے گھاٹ اتارا اور کلبٌ یموت علی کلبٌ کی پیش گوئی ۴ اپریل ۱۹۷۹ء کو پوری ہوئی۔ اس دشمنِ احمدیت کا نام ذوالفقار علی بھٹو ہے۔ ۷۴ کے ابتلاؤں کی وجہ ذوالفقار علی بھٹو تھا اللہ تعالیٰ نے اس کا بدانجام بھی دنیا کو دکھا دیا۔ اور اپنی فعلی شہادت سے بتایا کہ میں اس کمزور جماعت کے ساتھ ہوں اور جو بھی اس کے پیاروں کو تکلیف دے گا خدا خود اس سے بدلہ لے گا۔

پس مکرم مولوی عبد الطیف صاحب بہاولپوری فاضل صاحب نے جو حساب کیا تھا اور خوب جماعت کی تاریخ پر چسپاں ہوتا ہے۔
واللہ اعلم

باب ششم

اختتام

اس مقالہ میں سب سے اہم بات یہ ثابت ہوتی ہے کہ حروف مقطعات قرآن کریم کا حصہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے کوئی ایسی چیز نہیں بھیجی جس کو سمجھا نہ جا سکے۔ اور وہ خدا کے اسرار میں سے ہوں۔ بلکہ قرآن کر ہر حرف ہمارے لئے اترا ہے۔ جس میں ہدایت اور نور ہے۔ وہ محض چھپانے کی غرض سے نہیں اترا۔ چونکہ بعض علماء کو اُن معنوں پر اطلاع نہیں ہوئی اور نہ ہی انہوں نے خود محنت اور کوشش کی ہے اس لئے اپنا کام آسان کرنے کے لئے کہہ دیا کہ یہ خدا تعالیٰ کے اسرار ہیں۔ صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ زیادہ سے زیادہ رسول اللہ ﷺ جانتے ہونگے۔ ہمیں جاننے کی نہ ضرورت ہے اور نہ ہی فائدہ ہے اور ہدایت میں کوئی کمی نہیں آئے گی۔ جبکہ یہ بات بالکل غلط ہے۔ قرآنی مقطعات کی مختلف تشریحات کی جا چکی ہیں۔ بعض ان میں سے قابل قبول تشریحات ہیں۔ مثلاً

۱۔ صفات الٰہیٰ کے مخفف حروف ہیں

۲۔ بحساب ابجد۔ اسلام اور احمدیت کے مستقبل کی پیشگوئیاں موجود ہیں۔

۳۔ سورۃ فاتحہ کے مخفف حروف ہیں۔

۴۔ بحساب ابجد۔ سورۃ فاتحہ اور مقطعات کے اعداد میں یک جہتی پائی جاتی ہے۔

۵۔ بحساب ابجد۔ شخصیت کے متعلق پیشگوئیاں موجود ہیں۔

یہ پانچ مختلف قسم کی تشریحات ہیں جو اس مقالہ میں پیش کی گئی ہیں۔ یہ محض احمدیت کی برکات ہیں جس کی بدولت ہم قرآن کے ان 'پر اسرار' حصوں کو بھی سمجھنے کے قابل بن گئے ہیں۔ قرآن کے عرفان کا ایک نیا معیار ہے جو احمدیت نے دنیا کو دیا۔ اور متشابہات کی محکم تشریح کی۔ پس یہ بھی احمدیت کی سچائی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔
اور جو مفسرین کہتے تھے کہ ان قرآن حروف مقطعات کی سمجھ نہیں آسکتی یا یہ اللہ تعالیٰ کے اسراروں میں سے ہیں۔ اُن کی بات اس حد تک تو ٹھیک ہے کہ یہ اُن کے لئے اسرار ہیں اور رہیں گے۔ لیکن احمدیت کی برکت سے یہ ہمارے لئے اسرار نہیں کہ ہم ان کو سمجھنے کی کوشش ہی نہ کریں۔ بلکہ اس سے تو قرآن کی شان اور بھی بڑھ کر ثابت ہوتی ہے۔ اور قرآن کریم کا ایک ایسا انوکھا معجزہ ہے جس کی نظیر کسی اور الہامی کتاب میں نہیں ملتی۔

مزید یہ کہ مقطعات قرآن کریم کا حصہ ہیں اس لئے ہم کبھی بھی اس کے معنوں کو محدود نہیں کر سکتے۔ نئے زمانوں میں اس کے

نئے معانی کھلتے چلے جائیں گے۔ جس طرح اس زمانے میں حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیلؓ صاحب کو ایک بالکل نئے معنے اللہ تعالیٰ نے سمجھائے ہیں کہ یہ سورۃ فاتحہ کے مخفف ہیں۔ پچھلے زمانے میں کسی نے اشارۃً بھی یہ بات نہیں کی۔ بالکل اسی طرح آئندہ زمانوں میں بھی اللہ تعالیٰ کوئی نئی بات کسی کو سمجھا دے گا۔

ایک اور ضروری بات یہ ہے کہ چونکہ یہ قرآن کریم کی تفسیر کا معاملہ ہے اور یہ متشابہات میں سے ہیں اس لئے اس کی تفسیر خدا تعالیٰ کے سکھانے کے بغیر ممکن ہی نہیں اور نہ کوشش کرنی چاہئے۔ اس کی تفسیر کرنے کے لئے ضروری ہے کہ خدا تعالیٰ کی راہنمائی خاص طور پر حاصل کی جائے اور جو اصولِ تفسیر حضرت مسیح موعودؑ نے بیان فرمائے ہیں اُن سے باہر نہ جائے اور خاص طور پر اپنی 'رائے' کے ذریعہ تفسیر نہ کرے۔ اسی لئے خاکسار نے بھی اس مقالہ میں اپنی طرف سے کوئی نئی تفسیر نہیں کی۔ ہاں حساب ابجد کی بنیاد پر ایک نیا نکتہ ضرور پیش کیا ہے۔ لیکن اس کی بنیاد بھی حدیث شریف اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے بیان پر ہی رکھی ہے۔ اسی طرح مقطعات اور حساب ابجد میں شوق رکھنے والے احباب کے لئے تین نئے راستے دکھا دئے گئے ہیں۔

ایک حروف مقطعات کو صرف صفاتِ الٰہی پر منطبق کر سکتے ہیں۔

دوسرے حروف مقطعات کے اعداد میں چھپی پیشگوئیوں کا کھوج لگا سکتے ہیں۔ اور

تیسرے حروف مقطعات کا سورۃ فاتحہ سے تعلق کے مزید ثبوت دے سکتے ہیں۔ اور اگر کوئی اپنی زندگی کا بیشتر حصہ ان کی تحقیقات پر صرف کرے گا تو وہ یقیناً کچھ نہ کچھ معارف و دقائق کے نئے موتی پائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ لیکن اس کے لئے بہت ضروری ہے کہ وہ ایک پاک نفس لے کر اس پر غور و فکر کرے اور خدا تعالیٰ سے دعا کرتا رہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے کہ

> ”چوتھا معیار خود اپنا نفسِ مطہر لے کر قرآن کریم میں غور کرنا ہے۔ کیونکہ نفسِ مطہرہ سے قرآن کریم کو مناسب ہے۔ اللہ جلّ شانہٗ فرماتا ہے۔ لَا یَمَسُّہٗۤ اِلَّا الۡمُطَہَّرُوۡنَ یعنی قرآن کریم کے حقائق صرف اُن پر کھلتے ہیں جو پاک دل ہوں۔ کیونکہ مطہر القلب انسان پر قرآن کریم کے پاک معارف بوجہ مناسبت کھل جاتے ہیں اور وہ اُن کو شناخت کر لیتا ہے اور سُونگھ لیتا ہے۔ اور اُس کا دل بول اُٹھتا ہے۔ کہ ہاں یہی راہ سچّی ہے۔ اور اُس کا نورِ قلب سچائی کی پرکھ کے لئے ایک عمدہ معیار ہوتا ہے۔ پس جب تک انسان صاحبِ حال نہ ہو اور اِس تنگ راہ سے گزرنے والا نہ ہو جس سے انبیاء علیہم السلام گزرے ہیں۔ تب تک مناسب ہے کہ گستاخی اور تکبر کی جہت سے مفسّر القرآن نہ بن بیٹھے ورنہ وہ تفسیر بالرائے ہوگی جس سے نبی علیہ السلام نے منع فرمایا ہے اور کہا ہے کہ مَنْ فَسَّرَ الْقُرْاٰنَ بِرَأْيِهٖ فَاَصَابَ فَقَدْ اَخْطَأَ یعنی جس نے صرف اپنی رائے سے قرآن کی تفسیر کی۔ اور اپنے خیال میں اچھی کی۔ تب بھی اُس نے بُری تفسیر کی۔“[۲]

پس تفسیر کا دروازہ ہمیشہ کھلا ہے بس صحیح دروازے کا استعمال کرنا ضروری ہے اور اپنی رائے سے کبھی بھی قرآن کی تفسیر نہیں کرنی چاہئے۔ بلکہ اُن شرائط کا پورا ہونا ضروری ہے۔ پھر خدا تعالیٰ اپنے فضل اور رحم کا دروازہ کھول دے گا اور نئے نئے مطالب سمجھا دے گا اور ایسی تفسیر یقیناً قابل قبول ہو گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ

حوالہ جات

باب اوّل: تعارف

تمہید

۱۔ الحاج مولوی فیروز الدین۔ فیروز اللغات اردو جامع۔لاہور۔فیروز سنز پرائیوٹ لمیٹڈ۔ حرف میمؔ۔ صفحہ ۱۲۱۷

۲۔ الحاج مولوی فیروز الدین۔ فیروز اللغات اردو جامع۔لاہور۔فیروز سنز پرائیوٹ لمیٹڈ۔ حرف عینؔ۔ صفحہ ۸۸۷

۳۔ الحاج مولوی فیروز الدین۔ فیروز اللغات اردو جامع۔لاہور۔فیروز سنز پرائیوٹ لمیٹڈ۔ حرف لامؔ۔ صفحہ ۱۱۳۹

۴۔ http://en.wikipedia.org/wiki/Abbreviation

حروف مقطعات

۵۔ ترجمہ وتفسیر مولانا اشرف علی صاحب تھانوی صفحہ ۳ سورۃ البقرۃ۔ منقول از۔ برہان احمد ظفر درّانی۔ تفاسیر القراٰن کا تحقیقی موازنہ۔ محلہ احمدیہ قادیان۔ ظفر اینڈ سنز قادیان۔ جون ۲۰۰۱ء۔ صفحہ نمبر ۵۲

۶۔ کنز الایمان صفحہ ۴ سورۃ البقرۃ حاشیہ منقول از۔ برہان احمد ظفر درّانی۔ تفاسیر القراٰن کا تحقیقی موازنہ۔ محلہ احمدیہ قادیان۔ ظفر اینڈ سنز قادیان۔ جون ۲۰۰۱ء۔ صفحہ نمبر ۵۳

۷۔ معارف القرآن جلد اول صفحہ ۱۰۷ منقول از۔ برہان احمد ظفر درّانی۔ تفاسیر القراٰن کا تحقیقی موازنہ۔ محلہ احمدیہ قادیان۔ ظفر اینڈ سنز قادیان۔ جون ۲۰۰۱ء۔ صفحہ نمبر ۵۳

۸۔ لأبی عبد اللہ محمد بن احمد الانصاری القربطی۔ الجامع لاحکام القرآن(تفسیر قرطبی)۔الطبعۃ الثانیۃ ۱۹۹۹ء۔بیروت دارالکتاب العربی۔الجز اول صفحہ۔ صفحہ 199

۹۔ سید ابو الاعلیٰ مودودی۔ تفہیم القرآن۔ جلد اول۔ صفحہ ۴۹۔ سورۃ البقرۃ منقول از۔ برہان احمد ظفر درّانی۔ تفاسیر القراٰن کا تحقیقی موازنہ۔ محلہ احمدیہ قادیان۔ ظفر اینڈ سنز قادیان۔ جون ۲۰۰۱ء۔ صفحہ نمبر ۵۲

قرآن کریم کا اعجاز

۱۰۔ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی۔ ملفوظات۔ چوتھا ایڈیشن۔ امرتسر، انڈیا۔ نظارت نشر واشاعت قادیان۔ ۲۰۰۳ء۔ جلد دوم،

صفحہ ۴۰

۱۱۔حضرت مرزا غلام احمد قادیانی۔ملفوظات۔چوتھا ایڈیشن۔امر تسر ،انڈیا۔نظارت نشر واشاعت قادیان۔۲۰۰۳ء۔جلد اول، صفحہ ۲۵۸

۱۲۔حضرت مرزا غلام احمد قادیانی۔ملفوظات۔چوتھا ایڈیشن۔امر تسر ،انڈیا۔نظارت نشر واشاعت قادیان۔۲۰۰۳ء۔جلد اول، صفحہ ۴۴۰

۱۳۔حضرت مرزا غلام احمد قادیانی۔ملفوظات۔چوتھا ایڈیشن۔امر تسر ،انڈیا۔نظارت نشر واشاعت قادیان۔۲۰۰۳ء۔جلد دوم، صفحہ ۳۱

۱۴۔حضرت مرزا غلام احمد قادیانی۔ملفوظات۔چوتھا ایڈیشن۔امر تسر ،انڈیا۔نظارت نشر واشاعت قادیان۔۲۰۰۳ء۔جلد پنجم، صفحہ ۴۸۲

۱۵۔علامہ جلال الدین محلیؒ اور علامہ جلال الدین سیوطیؒ۔کمالین شرح اردو جلالین۔ملتان۔مکتبہ شرکت علمیّہ۔صفحہ 15 تا 16

۱۶۔حضرت مولوی نور الدین خلیفۃ المسیح الاوّلؓ۔حقائق الفرقان۔قادیان۔نظارت نشر واشاعت قادیان۔۲۰۰۵ء۔جلد اول۔ صفحہ 26

۱۷۔حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابعؒ۔قرآن کریم اردو ترجمہ۔دوم ایڈیشن۔یوکے۔اسلام انٹر نیشنل پبلیکشن لمیٹڈ۔ ۲۰۰۲ء۔البقرہ:24 تا25

قرآن کریم پر غور و فکر کرنے کی تعلیم

۱۸۔حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابعؒ۔قرآن کریم اردو ترجمہ۔دوم ایڈیشن۔یوکے۔اسلام انٹر نیشنل پبلیکشن لمیٹڈ۔ ۲۰۰۲ء۔محمد:25

۱۹۔الامام فخر الدین محمد بن عمر بن الحسین الرازی الشافعی۔التفسیرالکبیر أوْ مفاتیح الغیب ۔بیروت۔ دار الکتب العلمیۃ۔الجز الثانی۔ صفحہ 4

محکمات اور متشابہات

۲۰۔حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابعؒ۔قرآن کریم اردو ترجمہ۔دوم ایڈیشن۔یوکے۔اسلام انٹر نیشنل پبلیکشن لمیٹڈ۔ ۲۰۰۲ء۔سورۃ آل عمران:8

۲۱۔حضرت مولوی نور الدین خلیفۃ المسیح الاوّلؓ۔ حقائق الفرقان۔ قادیان۔ نظارت نشر واشاعت قادیان۔ ۲۰۰۵ء۔ جلد اول، صفحہ 447 تا 448

۲۲۔حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابعؒ۔ قرآن کریم اردو ترجمہ۔ دوم ایڈیشن۔ یوکے۔ اسلام انٹر نیشنل پبلیکشن لمیٹڈ۔ ۲۰۰۲ء۔ صفحہ 82 فٹ نوٹ اٰل عمران آیت 8

تعارف حروف مقطعات

۲۳۔ترمذی ابواب فضائل القرآن۔ باب ما جاء فی من قَرَأ حرفاً من القرآن مالہ من الاجر۔ صفحہ 764 کمپیوٹر ایڈیشن

باب دوم: حروف مقطعات اور عربی زبان

عربی زبان

۱۔حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ۔ تفسیر صغیر۔ سولہواں ایڈیشن۔ یوکے۔ اسلام انٹر نیشنل پبلیکشن لمیٹڈ۔ ۱۹۹۰ء۔ البقرۃ 32

۲۔حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ۔ تفسیر صغیر۔ سولہواں ایڈیشن۔ یوکے۔ اسلام انٹر نیشنل پبلیکشن لمیٹڈ۔ ۱۹۹۰ء۔ تفسیر صغیر صفحہ 11

۳۔حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؑ۔ اسلامی اصول کی فلاسفی۔ روحانی خزائن۔ یوکے۔ اسلام انٹر نیشنل پبلیکشن لمیٹڈ۔ ۲۰۰۹ء۔ جلد ۱۰۔ صفحہ 103

۴۔حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؑ۔ براہین احمدیہ۔ روحانی خزائن۔ یوکے۔ اسلام انٹر نیشنل پبلیکشن لمیٹڈ۔ ۲۰۰۹ء۔ جلد 4، صفحہ 305 تا 307

۵۔الجاموس علی القاموس صفحہ 40 تا 41۔ منقول از سیّد سجّاد احمد۔ مضمون: حروف واعداد کے اسرار۔ فضل عمر فاؤنڈیشن ربوہ، مقابلہ تصانیف۔ ۱۹۸۰ء۔ صفحہ نمبر ۶۔

۶۔حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؑ۔ منن الرحمٰن۔ روحانی خزائن۔ یوکے۔ اسلام انٹر نیشنل پبلیکشن لمیٹڈ۔ ۲۰۰۹ء۔ جلد ۹۔ صفحہ 132 تا 133

مخفف حروف

۷؎ سید ابولاعلیٰ مودودی۔ تفہیم القرآن جلد 1 صفحہ 49 سورۃ البقرۃ۔ منقول از۔ برہان احمد ظفر درّانی۔ تفاسیر القرآن کا تحقیقی موازنہ۔ محلہ احمدیہ قادیان۔ ظفر اینڈ سنز قادیان۔ جون ۲۰۰۱ء۔ صفحہ نمبر ۵۲

عربی ادب

۸؎ لأبی عبد اللہ محمد بن احمد الانصاری القربطی۔ الجامع لاحکام القرآن(تفسیر قرطبی)۔الطبعۃ الثانیۃ ۱۹۹۹ء۔بیروت دارالکتاب العربی۔الجز اول صفحہ 201

۹؎ لأبی عبد اللہ محمد بن احمد الانصاری القربطی۔ الجامع لاحکام القرآن(تفسیر قرطبی)۔الطبعۃ الثانیۃ ۱۹۹۹ء۔بیروت دارالکتاب العربی۔الجز اول صفحہ 201

۱۰؎ لأبی عبد اللہ محمد بن احمد الانصاری القربطی۔ الجامع لاحکام القرآن(تفسیر قرطبی)۔الطبعۃ الثانیۃ ۱۹۹۹ء۔بیروت دارالکتاب العربی۔الجز اول صفحہ 201

۱۱؎ ابن ماجہ ۔باب :دیت کا بیان۔ مسلمان کو ناحق قتل کرنے کی سخت وعید۔ حدیث نمبر 777 **منقول از۔** لأبی عبد اللہ محمد بن احمد الانصاری القربطی۔ الجامع لاحکام القرآن(تفسیر قرطبی)۔الطبعۃ الثانیۃ ۱۹۹۹ء۔بیروت دارالکتاب العربی۔الجز اول صفحہ۔ صفحہ ۲۰۱

۱۲؎ حضرت مولوی نور الدین خلیفۃ المسیح الاوّلؓ۔ حقائق الفرقان۔ قادیان۔ نظارت نشرو اشاعت قادیان۔ ۲۰۰۵ئ۔ جلد اول۔ صفحہ 27

۱۳؎ حضرت مولوی نور الدین خلیفۃ المسیح الاوّلؓ۔ حقائق الفرقان۔ قادیان۔ نظارت نشرو اشاعت قادیان۔ ۲۰۰۵ئ۔ جلد اول۔ صفحہ 24

۱۴؎ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ۔ تفسیر کبیر۔ ۵ ایڈیشن۔ امرتسر انڈیا۔ نظارت نشرو اشاعت قادیان۔ ۲۰۰۴ء۔ جلد اول صفحہ 69 تا 70

قرآن کریم کے اصول تفسیر

۱۵؎ الواقعہ:80 منقول از حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؑ۔ برکاتُ الدّعاءِ۔ روحانی خزائن۔ یوکے۔ اسلام انٹرنیشنل پبلیکشن لمیٹڈ۔ ۲۰۰۹ء۔ جلد 6 ۔ صفحہ ۱۸

۱۶؎ حضرت مرزاغلام احمد قادیانیؑ۔ برکاتُ الدّعاءِ۔ روحانی خزائن۔ یوکے۔ اسلام انٹرنیشنل پبلیکشن لمیٹڈ۔ ۲۰۰۹ء۔ جلد 6 ۔ صفحہ 17 تا 25

حروف مقطعات کی مختلف تشریحات

۱؎ حضرت مولوی نور الدین خلیفۃ المسیح الاوّلؓ۔ حقائق الفرقان۔ قادیان۔ نظارت نشرواشاعت قادیان۔ ۲۰۰۵ء۔ جلد اول صفحہ 26-25

۲؎ حضرت مولوی نور الدین خلیفۃ المسیح الاوّلؓ۔ حقائق الفرقان۔ قادیان۔ نظارت نشرواشاعت قادیان۔ ۲۰۰۵ء۔ جلد اول۔ صفحہ 30-31

باب سوم: حروف مقطعات اور صفاتِ الٰہی

۱؎ فتح البیان منقول از حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ۔ تفسیر کبیر۔ ۵ ایڈیشن۔ امرتسر انڈیا۔ نظارت نشرو اشاعت قادیان۔ ۲۰۰۴ء۔ جلد ۵ صفحہ ۱۷

۲؎ حضرت مولوی نور الدین خلیفۃ المسیح الاوّلؓ۔ حقائق الفرقان۔ قادیان۔ نظارت نشرواشاعت قادیان۔ ۲۰۰۵ء۔ جلد اول۔ صفحہ 29

۳؎ علامہ جلال الدین محلّیؒ اور علامہ جلال الدین سیوطیؒ۔ کمالین شرح اردو جلالین۔ ملتان۔ مکتبہ شرکت علمیّہ۔ صفحہ 16

۴؎ حضرت علامہ قاضی محمد ثناء اللہ عثمانی مجددی پانی پتی۔ تفسیر مظہری۔ کراچی۔ دارالاشاعت۔ ۱۹۹۹ء۔ اردو جلد اول صفحہ 32

۵؎ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ۔ تفسیر کبیر۔ ۵ ایڈیشن۔ امرتسر انڈیا۔ نظارت نشرواشاعت قادیان۔ ۲۰۰۴ء۔ جلد اول۔ صفحہ 62

۶؎ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ۔ تفسیر کبیر۔ ۵ ایڈیشن۔ امرتسر انڈیا۔ نظارت نشرواشاعت قادیان۔ ۲۰۰۴ء۔ جلد پنجم۔ صفحہ 18

۷؎ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ۔ تفسیر کبیر۔ ۵ ایڈیشن۔ امرتسر انڈیا۔ نظارت نشرواشاعت قادیان۔ ۲۰۰۴ء۔ جلد پنجم۔ صفحہ 18

الٓمٓ اور المٓصٓ کی تشریح

۱؎ حضرت مرزاغلام احمد مسیح موعودؑ۔ تفسیر۔ طبع دوم۔ امرتسر انڈیا۔ نظارت نشرواشاعت صدرانجمن احمدیہ قادیان۔ ۲۰۰۴ء۔

جلد دوم۔ صفحہ 3۔ حقیقۃ الوحی صفحہ 133 تا134 حاشیہ

۲؎ حضرت مولوی نور الدین خلیفۃ المسیح الاوّلؓ۔ حقائق الفرقان۔ قادیان۔ نظارت نشرو اشاعت قادیان۔ ۲۰۰۵ء۔ جلد اول صفحہ 23 تا 24

۳؎ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ۔ تفسیر کبیر۔ ۵ ایڈیشن۔ امر تسر انڈیا۔ نظارت نشرو اشاعت قادیان۔ ۲۰۰۴ء۔ جلد اول صفحہ 65 تا68

۴؎ حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابعؒ۔ قرآن کریم اردو ترجمہ۔ دوم ایڈیشن۔ یو کے۔ اسلام انٹر نیشنل پبلیکشن لمیٹڈ۔ ۲۰۰۲ء۔ البقرۃ:۲

۵؎ علامہ جلال الدین محلّیؒ اور علامہ جلال الدین سیوطیؒ۔ کمالین شرح اردو جلالین۔ ملتان۔ مکتبہ شرکت علمیّہ۔ صفحہ 16

۶؎ حضرت علامہ قاضی محمد ثناء اللہ عثمانی مجددی پانی پتی۔ تفسیر مظہری۔ کراچی۔ دارالاشاعت۔ ۱۹۹۹ء۔ جلد اول صفحہ 32

۷؎ حضرت مولوی نور الدین خلیفۃ المسیح الاوّلؓ۔ حقائق الفرقان۔ قادیان۔ نظارت نشرو اشاعت قادیان۔ ۲۰۰۵ء۔ جلد دوم۔ صفحہ 196 ۔ سورۃ الاعراف: آیت 2

۸؎ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ۔ تفسیر صغیر۔ سولھواں ایڈیشن۔ یو کے۔ اسلام انٹر نیشنل پبلیکشن لمیٹڈ۔ ۱۹۹۰ء۔ سورۃ الاعراف۔ آیت 2

۹؎ حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابعؒ۔ قرآن کریم اردو ترجمہ۔ دوم ایڈیشن۔ یو کے۔ اسلام انٹر نیشنل پبلیکشن لمیٹڈ۔ ۲۰۰۲ء۔ سورۃ الاعراف: آیت 2

۱۰؎ حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابعؒ۔ قرآن کریم اردو ترجمہ۔ دوم ایڈیشن۔ یو کے۔ اسلام انٹر نیشنل پبلیکشن لمیٹڈ۔ ۲۰۰۲ء۔ صفحہ 239۔ تعارف سورۃ الاعراف

۱۱؎ حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابعؒ۔ قرآن کریم اردو ترجمہ۔ دوم ایڈیشن۔ یو کے۔ اسلام انٹر نیشنل پبلیکشن لمیٹڈ۔ ۲۰۰۲ء۔ الاعراف:3

۱۲؎ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ۔ تفسیر کبیر۔ ۵ ایڈیشن۔ امر تسر انڈیا۔ نظارت نشرو اشاعت قادیان۔ ۲۰۰۴ء۔ جلد اول صفحہ 65

۱۳؎ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ۔ تفسیر کبیر۔ ۵ ایڈیشن۔ امر تسر انڈیا۔ نظارت نشرو اشاعت قادیان۔ ۲۰۰۴ء۔ جلد اول صفحہ 66

الٓرٰ اور الٓمّٓرٰ کی تشریح

۱۔ حضرت علامہ قاضی محمد ثناء اللہ عثمانی مجددی پانی پتی۔ تفسیر مظہری۔ کراچی۔ دارالاشاعت۔ ۱۹۹۹ء۔ جلد اول صفحہ 32

۲۔ حضرت مولوی نور الدین خلیفۃ المسیح الاوّلؓ۔ حقائق الفرقان۔ قادیان۔ نظارت نشرواشاعت قادیان۔ ۲۰۰۵ء۔ جلد دوم۔ صفحہ 322

۳۔ حضرت مولوی نور الدین خلیفۃ المسیح الاوّلؓ۔ حقائق الفرقان۔ قادیان۔ نظارت نشرواشاعت قادیان۔ ۲۰۰۵ء۔ جلد دوم۔ صفحہ 353

۴۔ حضرت مولوی نور الدین خلیفۃ المسیح الاوّلؓ۔ حقائق الفرقان۔ قادیان۔ نظارت نشرواشاعت قادیان۔ ۲۰۰۵ء۔ جلد دوم۔ صفحہ 385

۵۔ حضرت مولوی نور الدین خلیفۃ المسیح الاوّلؓ۔ حقائق الفرقان۔ قادیان۔ نظارت نشرواشاعت قادیان۔ ۲۰۰۵ء۔ جلد دوم۔ صفحہ 412

۶۔ حضرت مولوی نور الدین خلیفۃ المسیح الاوّلؓ۔ حقائق الفرقان۔ قادیان۔ نظارت نشرواشاعت قادیان۔ ۲۰۰۵ء۔ جلد دوم صفحہ 450

۷۔ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ۔ تفسیر کبیر۔ ۵ ایڈیشن۔ امرتسر انڈیا۔ نظارت نشرواشاعت قادیان۔ ۲۰۰۴ء۔ جلد سوم صفحہ 8

۸۔ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ۔ تفسیر کبیر۔ ۵ ایڈیشن۔ امرتسر انڈیا۔ نظارت نشرواشاعت قادیان۔ ۲۰۰۴ء۔ جلد سوم۔ صفحہ 11 تا 12

۹۔ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ۔ تفسیر کبیر۔ ۵ ایڈیشن۔ امرتسر انڈیا۔ نظارت نشرواشاعت قادیان۔ ۲۰۰۴ء۔ جلد سوم صفحہ 376

۱۰۔ حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابعؒ۔ قرآن کریم اردو ترجمہ۔ دوم ایڈیشن۔ یوکے۔ اسلام انٹرنیشنل پبلیکشن لمیٹڈ۔ ۲۰۰۲ء۔ سورہ یونس آیت 2

۱۱۔ حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابعؒ۔ قرآن کریم اردو ترجمہ۔ دوم ایڈیشن۔ یوکے۔ اسلام انٹرنیشنل پبلیکشن لمیٹڈ۔ ۲۰۰۲ء۔ تعارف سورۃ یونس۔ صفحہ 331

۱۲۔ حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابعؒ۔ قرآن کریم اردو ترجمہ۔ دوم ایڈیشن۔ یوکے۔ اسلام انٹرنیشنل پبلیکشن لمیٹڈ۔

۲۰۰۲ء۔ سورۃ الرعد: آیت 2
۱۳؎ حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابعؒ۔ قرآن کریم اردو ترجمہ۔ دوم ایڈیشن۔ یو کے۔ اسلام انٹرنیشنل پبلیکشن لمیٹڈ۔
۲۰۰۲ء۔ تعارف سورۃ الرعد۔ صفحہ 399
۱۴؎ حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعودؑ۔ تفسیر۔ طبع دوم۔ امرتسر انڈیا۔ نظارت نشر و اشاعت صدر انجمن احمدیہ قادیان۔
۲۰۰۴ء۔ صفحہ 33۔ سورۃ ہود

کٓھٰیٰعٓصٓ کی تشریح

۱؎ فتح البیان۔ منقول از حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ۔ تفسیر کبیر۔ ۵ ایڈیشن۔ امرتسر انڈیا۔ نظارت نشرو اشاعت قادیان۔ ۲۰۰۴ء۔ جلد پنجم صفحہ ۱۷
۲؎ حضرت علامہ قاضی محمد ثناء اللہ عثمانی مجددی پانی پتی۔ تفسیر مظہری۔ کراچی۔ دارالاشاعت۔ ۱۹۹۹ء۔ جلد اول۔ صفحہ ۳۴
۳؎ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ۔ تفسیر کبیر۔ ۵ ایڈیشن۔ امرتسر انڈیا۔ نظارت نشرو اشاعت قادیان۔
۲۰۰۴ء۔ جلد پنجم۔ صفحہ 18
۴؎ فتح البیان منقول از حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ۔ تفسیر کبیر۔ ۵ ایڈیشن۔ امرتسر انڈیا۔ نظارت نشرو اشاعت قادیان۔ ۲۰۰۴ء۔ جلد پنجم۔ صفحہ 18
۵؎ حضرت مولوی نور الدین خلیفۃ المسیح الاوّلؓ۔ حقائق الفرقان۔ قادیان۔ نظارت نشرو اشاعت قادیان۔ ۲۰۰۵ء۔ جلد سوم۔ صفحہ 57
۶؎ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ۔ تفسیر کبیر۔ ۵ ایڈیشن۔ امرتسر انڈیا۔ نظارت نشرو اشاعت قادیان۔
۲۰۰۴ء۔ جلد سوم صفحہ 18 تا 19
۷؎ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ۔ تفسیر کبیر۔ ۵ ایڈیشن۔ امرتسر انڈیا۔ نظارت نشرو اشاعت قادیان۔
۲۰۰۴ء۔ جلد پنجم۔ صفحہ 19
۸؎ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ۔ تفسیر کبیر۔ ۵ ایڈیشن۔ امرتسر انڈیا۔ نظارت نشرو اشاعت قادیان۔
۲۰۰۴ء۔ جلد پنجم۔ صفحہ۔ 21
۹؎ حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابعؒ۔ قرآن کریم اردو ترجمہ۔ دوم ایڈیشن۔ یو کے۔ اسلام انٹرنیشنل پبلیکشن لمیٹڈ۔
۲۰۰۲ء۔ سورۃ مریم۔ آیت 2

طٰہٰ کی تشریح

۱۔السید الامام ابی الطیب۔ فتح البیان فی مقاصد القرآن۔ صیدا، بیروت۔ المکتبہ العصریہ۔ 1992ء۔ الجزء الثامن۔ صفحہ 209

۲۔حضرت مولوی نور الدین خلیفۃ المسیح الاوّلؓ۔ حقائق الفرقان۔ قادیان۔ نظارت نشر و اشاعت قادیان۔ ۲۰۰۵ء۔ جلد سوئم۔ 82

۳۔حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ۔ تفسیر کبیر۔ ۵ ایڈیشن۔ امر تسر انڈیا۔ نظارت نشر و اشاعت قادیان۔ ۲۰۰۴ء۔ جلد پنجم صفحہ 392-393

۴۔حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابعؒ۔ قرآن کریم اردو ترجمہ۔ دوم ایڈیشن۔ یو کے۔ اسلام انٹر نیشنل پبلیکشن لمیٹڈ۔ ۲۰۰۲ء۔ سورۃ طٰہٰ آیت ۲

طٰسٓ اور طٰسٓمٓ کی تشریح

۱۔حضرت مولوی نور الدین خلیفۃ المسیح الاوّلؓ۔ حقائق الفرقان۔ قادیان۔ نظارت نشر و اشاعت قادیان۔ ۲۰۰۵ء۔ جلد سوئم۔ صفحہ 275-276

۲۔حضرت مولوی نور الدین خلیفۃ المسیح الاوّلؓ۔ حقائق الفرقان۔ قادیان۔ نظارت نشر و اشاعت قادیان۔ ۲۰۰۵ء۔ جلد سوئم۔ صفحہ 306

۳۔حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ۔ تفسیر کبیر۔ ۵ ایڈیشن۔ امر تسر انڈیا۔ نظارت نشر و اشاعت قادیان۔ ۲۰۰۴ء۔ جلد ہفتم صفحہ ۵

۴۔حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ۔ تفسیر کبیر۔ ۵ ایڈیشن۔ امر تسر انڈیا۔ نظارت نشر و اشاعت قادیان۔ ۲۰۰۴ء۔ جلد ہفتم صفحہ ۳۱۸

۵۔حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ۔ تفسیر کبیر۔ ۵ ایڈیشن۔ امر تسر انڈیا۔ نظارت نشر و اشاعت قادیان۔ ۲۰۰۴ء۔ جلد ہفتم۔ صفحہ 466-467

۶۔حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابعؒ۔ قرآن کریم اردو ترجمہ۔ دوم ایڈیشن۔ یو کے۔ اسلام انٹر نیشنل پبلیکشن لمیٹڈ۔ ۲۰۰۲ء۔ تعارف سورۃ الشعراء

۷۔حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابعؒ۔ قرآن کریم اردو ترجمہ۔ دوم ایڈیشن۔ یو کے۔ اسلام انٹر نیشنل پبلیکشن لمیٹڈ۔

۲۰۰۲ء۔ تعارف سورۃ النمل

یٰسٓ کی تشریح

۱؎ حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعودؑ۔ تفسیر۔ طبع دوم۔ امرتسر انڈیا۔ نظارت نشرواشاعت صدر انجمن احمدیہ قادیان۔ ۲۰۰۴ء۔ جلد ۷ صفحہ ۱۳۲

۲؎ حضرت مولوی نورالدین خلیفۃ المسیح الاوّلؓ۔ حقائق الفرقان۔ قادیان۔ نظارت نشرواشاعت قادیان۔ ۲۰۰۵ء۔ جلد سوم۔ صفحہ ۴۵۶

۳،۴؎ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ۔ تفسیر صغیر۔ سولہواں ایڈیشن۔ یوکے۔ اسلام انٹرنیشنل پبلیکشن لمیٹڈ۔ ۱۹۹۰ء۔ سورۃ یٰسٓ

۵؎ حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابعؒ۔ قرآن کریم اردو ترجمہ۔ دوم ایڈیشن۔ یوکے۔ اسلام انٹرنیشنل پبلیکشن لمیٹڈ۔ ۲۰۰۲ء۔ سورۃ یٰسٓ

۶؎ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ۔ تفسیر صغیر۔ سولہواں ایڈیشن۔ یوکے۔ اسلام انٹرنیشنل پبلیکشن لمیٹڈ۔ ۱۹۹۰ء۔ سورۃ یٰسٓ

صٓ کی تشریح

۱؎ حضرت مولوی نورالدین خلیفۃ المسیح الاوّلؓ۔ حقائق الفرقان۔ قادیان۔ نظارت نشرواشاعت قادیان۔ ۲۰۰۵ء۔ جلد سوم۔ صفحہ ۴۷۹

۲؎ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ۔ تفسیر صغیر۔ سولہواں ایڈیشن۔ یوکے۔ اسلام انٹرنیشنل پبلیکشن لمیٹڈ۔ ۱۹۹۰ء۔ سورۃ صٓ

۳؎ حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابعؒ۔ قرآن کریم اردو ترجمہ۔ دوم ایڈیشن۔ یوکے۔ اسلام انٹرنیشنل پبلیکشن لمیٹڈ۔ ۲۰۰۲ء۔ سورۃ صٓ

۴؎ حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابعؒ۔ قرآن کریم اردو ترجمہ۔ دوم ایڈیشن۔ یوکے۔ اسلام انٹرنیشنل پبلیکشن لمیٹڈ۔ ۲۰۰۲ء۔ تعارف سورۃ صٓ

حٰمٓ اور حٰمٓ عٓسٓقٓ کی تشریح

۱؎ حضرت مولوی نور الدین خلیفۃ المسیح الاوّلؓ۔ حقائق الفرقان۔ قادیان۔ نظارت نشر و اشاعت قادیان۔ ۲۰۰۵ء۔ جلد سوم۔ صفحہ ۵۱۲

۲؎ حضرت مولوی نور الدین خلیفۃ المسیح الاوّلؓ۔ حقائق الفرقان۔ قادیان۔ نظارت نشر و اشاعت قادیان۔ ۲۰۰۵ء۔ جلد سوم۔ صفحہ ۵۳۲

۳؎ حضرت مولوی نور الدین خلیفۃ المسیح الاوّلؓ۔ حقائق الفرقان۔ قادیان۔ نظارت نشر و اشاعت قادیان۔ ۲۰۰۵ء۔ جلد سوم۔ صفحہ۔ ۵۴۴

۴؎ حضرت مولوی نور الدین خلیفۃ المسیح الاوّلؓ۔ حقائق الفرقان۔ قادیان۔ نظارت نشر و اشاعت قادیان۔ ۲۰۰۵ء۔ جلد سوم۔ صفحہ ۵۵۱

۵؎ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ۔ تفسیر صغیر۔ سولہواں ایڈیشن۔ یوکے۔ اسلام انٹرنیشنل پبلیکشن لمیٹڈ۔ ۱۹۹۰ء۔ سورۃ المومن

۶؎ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ۔ تفسیر صغیر۔ سولہواں ایڈیشن۔ یوکے۔ اسلام انٹرنیشنل پبلیکشن لمیٹڈ۔ ۱۹۹۰ء۔ سورۃ الشوریٰ

۷؎ حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابعؒ۔ قرآن کریم اردو ترجمہ۔ دوم ایڈیشن۔ یوکے۔ اسلام انٹرنیشنل پبلیکشن لمیٹڈ۔ ۲۰۰۲ء۔ سورۃ المومن

۸؎ حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابعؒ۔ قرآن کریم اردو ترجمہ۔ دوم ایڈیشن۔ یوکے۔ اسلام انٹرنیشنل پبلیکشن لمیٹڈ۔ ۲۰۰۲ء۔ سورۃ الشوریٰ

قٓ کی تشریح

۱؎ حضرت مولوی نور الدین خلیفۃ المسیح الاوّلؓ۔ حقائق الفرقان۔ قادیان۔ نظارت نشر و اشاعت قادیان۔ ۲۰۰۵ء۔ جلد چہارم۔ صفحہ ۱۰

۲؎ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ۔ تفسیر صغیر۔ سولہواں ایڈیشن۔ یوکے۔ اسلام انٹرنیشنل پبلیکشن لمیٹڈ۔ ۱۹۹۰ء۔ سورۃ قٓ آیت:۲

۳؎ حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابعؒ۔ قرآن کریم اردو ترجمہ۔ دوم ایڈیشن۔ یوکے۔ اسلام انٹرنیشنل پبلیکشن لمیٹڈ۔

۲۰۰۲ء۔ سورۃ قٓ

نٓ کی تشریح

۱؎ حضرت مولوی نورالدین خلیفۃ المسیح الاوّلؓ۔ حقائق الفرقان۔ قادیان۔ نظارت نشرواشاعت قادیان۔ ۲۰۰۵ء۔ جلد چہارم۔ سورۃ القلم۔ صفحہ ۱۷۴

۲؎ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ۔ تفسیر صغیر۔ سولہواں ایڈیشن۔ یوکے۔ اسلام انٹرنیشنل پبلیکشن لمیٹڈ۔ ۱۹۹۰ء۔ سورۃ القلم

۳؎ حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابعؒ۔ قرآن کریم اردو ترجمہ۔ دوم ایڈیشن۔ یوکے۔ اسلام انٹرنیشنل پبلیکشن لمیٹڈ۔ ۲۰۰۲ء۔ تعارف سورۃ القلم

باب چہارم: حروف مقطعات اور حساب ابجد

۱؎ علامہ جلال الدین سیوطیؒ۔ الاتقان فی علوم القرآن۔ مقام اشاعت، لاہور۔ ناشر، ادارۂ اسلامیات، لاہور۔ جلد دوم صفحہ ۲۳ تا ۲۴

۲؎ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ۔ تفسیر کبیر۔ ۵ ایڈیشن۔ امر تسر انڈیا۔ نظارت نشرواشاعت قادیان۔ ۲۰۰۴ء۔ جلد اول صفحہ ۶۳

۳؎ البقرۃ: ۱۴۷

۴؎ اٰل عمرٰن: ۸

۵؎ حضرت مولانا ظفر محمد ظفر صاحب۔ معجزات القرآن۔ صفحہ ۵۸ تا ۵۹

حساب ابجد کا چارٹ

۶؎ حضرت مہذب لکھنوی۔ مہذب اللغات جلد اول۔ مطبوعہ، سرفراز قومی پریس لکھنؤ۔ ناشر مقرب لکھنوی منیجر۔ جلد اول۔ لفظ ابجد

۷؎ حضرت مہذب لکھنوی۔ مہذب اللغات جلد اول۔ مطبوعہ، سرفراز قومی پریس لکھنؤ۔ ناشر مقرب لکھنوی منیجر۔ جلد اول۔ لفظ ابجد

۸۔مولوی سیّد احمد دہلوی۔ فرہنگ آصفیہ۔ بار پنجم۔لاہور۔ خالد اقبال یاسر ڈائریکٹر جنرل، اردو سائنس بورڈ۔ ۲۰۰۶ء۔ جلد اوّل و دوم۔ لفظ ابجد۔ صفحہ ۸۵

تاریخ ابجد

۹۔اردو دائرہ معارفِ اسلامیہ۔ زیر اہتمام: دانش گاہِ پنجاب، لاہور۔ طبع اوّل ۱۹۸۰ء۔ جلد ا۔ لفظ ابجد

۱۰۔حضرت مہذب لکھنوی۔ مہذب اللغات جلد اول۔ مطبوعہ، سرفراز قومی پریس لکھنؤ۔ ناشر مقرب لکھنوی منیجر۔ جلد اول۔ لفظ ابجد

۱۱۔مولوی سیّد احمد دہلوی۔ فرہنگ آصفیہ۔ بار پنجم۔لاہور۔ خالد اقبال یاسر ڈائریکٹر جنرل، اردو سائنس بورڈ۔ ۲۰۰۶ء۔ جلد اوّل و دوم۔ لفظ ابجد۔ صفحہ ۸۵

۱۲۔مولوی سیّد احمد دہلوی۔ فرہنگ آصفیہ۔ بار پنجم۔لاہور۔ خالد اقبال یاسر ڈائریکٹر جنرل، اردو سائنس بورڈ۔ ۲۰۰۶ء۔ جلد اوّل و دوم۔ لفظ ابجد۔ صفحہ ۸۵

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حساب ابجد

۱۳۔حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؑ۔ ازالہ اوہام حصہ اول۔ روحانی خزائن۔ یوکے۔ اسلام انٹرنیشنل پبلیکشن لمیٹڈ۔ ۲۰۰۹ء۔ جلد ۳۔ صفحہ۔ ۱۹۰

آیات قرآنی اور حساب ابجد کا تعلق

۱۴۔حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؑ۔ ازالہ اوہام حصہ دوم۔ روحانی خزائن۔ یوکے۔ اسلام انٹرنیشنل پبلیکشن لمیٹڈ۔ ۲۰۰۹ء۔ جلد ۳۔ صفحہ ۴۸۹

۱۵۔حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؑ۔ شہادۃ القرآن۔ روحانی خزائن۔ یوکے۔ اسلام انٹرنیشنل پبلیکشن لمیٹڈ۔ ۲۰۰۹ء۔ جلد ۶۔ صفحہ ۳۷۵

۱۶۔مولوی سیّد احمد دہلوی۔ فرہنگ آصفیہ۔ بار پنجم۔لاہور۔ خالد اقبال یاسر ڈائریکٹر جنرل، اردو سائنس بورڈ۔ ۲۰۰۶ء۔ جلد اوّل و دوم۔ لفظ ابجد۔ صفحہ ۸۵

۱۷۔حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؑ۔ تحفہ گولڑویہ۔ روحانی خزائن۔ یوکے۔ اسلام انٹرنیشنل پبلیکشن لمیٹڈ۔ ۲۰۰۹ء۔ جلد ۱۷۔ صفحہ ۲۵۱ تا ۲۵۲

الہام یا کشف اور حساب ابجد کی مثالیں

۱۸۔ حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؑ۔ ازالہ اوہام حصہ اول۔ روحانی خزائن۔ یو کے۔ اسلام انٹر نیشنل پبلیکشن لمیٹڈ۔ ۲۰۰۹ء۔ جلد ۳۔ صفحہ۔ ۱۹۰

۱۹۔ حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؑ۔ ازالہ اوہام حصہ اول۔ روحانی خزائن۔ یو کے۔ اسلام انٹر نیشنل پبلیکشن لمیٹڈ۔ ۲۰۰۹ء۔ جلد ۳۔ صفحہ۔ ۱۹۰

۲۰۔ حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؑ۔ ازالہ اوہام حصہ اول۔ روحانی خزائن۔ یو کے۔ اسلام انٹر نیشنل پبلیکشن لمیٹڈ۔ ۲۰۰۹ء۔ جلد ۳۔ صفحہ۔ ۱۹۰

۲۱۔ حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؑ۔ مواہب الرحمٰن۔ روحانی خزائن۔ یو کے۔ اسلام انٹر نیشنل پبلیکشن لمیٹڈ۔ ۲۰۰۹ء۔ جلد ۱۹۔ صفحہ ۳۴۸

۲۲۔ حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؑ۔ مکتوب احمد۔ روحانی خزائن۔ یو کے۔ اسلام انٹر نیشنل پبلیکشن لمیٹڈ۔ ۲۰۰۹ء۔ جلد ۱۱۔ صفحہ ۲۰۴

۲۳۔ حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؑ۔ ازالہ اوہام حصہ دوم۔ روحانی خزائن۔ یو کے۔ اسلام انٹر نیشنل پبلیکشن لمیٹڈ۔ ۲۰۰۹ء۔ جلد ۳۔ صفحہ ۴۰۴

۲۴۔ حجج الکرامہ فی آثار القیامہ صفحہ ۳۹۴۔ منقول از۔ محترم مولوی محمد اعظم صاحب اکسیرؔ۔ چودھویں صدی ہجری کا اختتام اور ظہور اِمام مہدیؑ۔ بارِ دوم۔ قادیان۔ نشر و اشاعت نظارت دعوۃ و تبلیغ۔ ۱۹۸۸ء۔ صفحہ ۳۸

اولیاء اللہ کی مثالیں

۲۵۔ حلفیہ بیان احمد خان صاحب خاکوانی افغان پسر عبد الخالق خان خاکوانی ملتانی منقول بدر ۱۴ مارچ ۱۹۰۷ء نیز دیکھیں حقیقۃ الوحی منقول از۔ محترم مولوی محمد اعظم صاحب اکسیرؔ۔ چودھویں صدی ہجری کا اختتام اور ظہور امام مہدی۔ بارِ دوم۔ قادیان۔ نشر و اشاعت نظارت دعوۃ و تبلیغ۔ صفحہ ۴۰

۲۶۔ مقدمہ ابن خلدون صفحہ ۳۵۴ ترجمہ از مولانا سعد حسن خاں صاحب یوسفی فاضل الٰہیات اصح المطابع، کراچی منقول از۔ محترم مولوی محمد اعظم صاحب اکسیرؔ۔ چودھویں صدی ہجری کا اختتام اور ظہور امام مہدی۔ بارِ دوم۔ قادیان۔ نشر و اشاعت نظارت دعوۃ و تبلیغ۔ صفحہ ۴۰

۲۷۔ منقول از۔ محترم مولوی محمد اعظم صاحب اکسیرؔ۔ چودھویں صدی ہجری کا اختتام اور ظہور امام مہدی۔ بارِ دوم۔ قادیان۔

نشرو اشاعت نظارت دعوۃ و تبلیغ۔ صفحہ ۴۰
۲۸؎ منقول از۔ محترم مولوی محمد اعظم صاحب اکسیر ؔ۔ چودھویں صدی ہجری کا اختتام اور ظہور امام مہدی۔ بارِ دوم۔ قادیان۔ نشرو اشاعت نظارت دعوۃ و تبلیغ۔ صفحہ ۴۳
۲۹؎ منقول از۔ محترم مولوی محمد اعظم صاحب اکسیر ؔ۔ چودھویں صدی ہجری کا اختتام اور ظہور امام مہدی۔ بارِ دوم۔ قادیان۔ نشرو اشاعت نظارت دعوۃ و تبلیغ۔ صفحہ ۳۶

حساب ابجد کے اصول

۳۰؎ مولوی سیّد احمد دہلوی۔ فرہنگ آصفیہ۔ بار پنجم۔ لاہور۔ خالد اقبال یاسر ڈائریکٹر جنرل، اردو سائنس بورڈ۔ ۲۰۰۶ء۔ جلد اوّل و دوم۔ لفظ ابجد۔ صفحہ ۸۵

حساب ابجد کا استعمال

۳۱؎ مولوی سیّد احمد دہلوی۔ فرہنگ آصفیہ۔ بار پنجم۔ لاہور۔ خالد اقبال یاسر ڈائریکٹر جنرل، اردو سائنس بورڈ۔ ۲۰۰۶ء۔ جلد اوّل و دوم۔ لفظ ابجد۔ صفحہ ۸۵
۳۲؎ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ۔ تفسیر کبیر۔ ۵ ایڈیشن۔ امرتسر انڈیا۔ نظارت نشرو اشاعت قادیان۔ ۲۰۰۴ء۔ جلد اول صفحہ ۶۴

الٓمٓر کی ابجدی تشریح

۳۳؎ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ۔ تفسیر کبیر۔ ۵ ایڈیشن۔ امرتسر انڈیا۔ نظارت نشرو اشاعت قادیان۔ ۲۰۰۴ء۔ جلد ۸ صفحہ ۵۶۰

کٓھٰیٰعٓصٓ کی ابجدی تشریح

۳۴؎ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ۔ تفسیر کبیر۔ ۵ ایڈیشن۔ امرتسر انڈیا۔ نظارت نشرو اشاعت قادیان۔ ۲۰۰۴ء۔ جلد اول صفحہ ۶۵

قرآنی مقطعات کے ابجدی اعداد کا ایک ذوقی نکتہ

۳۵؎ علامہ جلال الدین سیوطیؒ۔ الاتقان فی علوم القرآن۔ مقام اشاعت، لاہور۔ ناشر، ادارۂ اسلامیات، لاہور۔ جلد دوم۔ صفحہ ۲۴

۳۶؎ حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؑ۔ تذکرۃ الشہادتین۔ روحانی خزائن۔ یوکے۔ اسلام انٹرنیشنل پبلیکشن لمیٹڈ۔ ۲۰۰۹ء۔ جلد ۲۰۔ صفحہ ۶۴ تا ۶۵

۳۷؎ حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابعؒ۔ قرآن کریم اردو ترجمہ۔ دوم ایڈیشن۔ یوکے۔ اسلام انٹرنیشنل پبلیکشن لمیٹڈ۔ ۲۰۰۲ء۔ سورۃ الکھف: ۲۶

۳۸؎ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ۔ تفسیر کبیر۔ ۵ ایڈیشن۔ امرتسر انڈیا۔ نظارت نشر و اشاعت قادیان۔ ۲۰۰۴ء۔ جلد ۴، صفحہ ۴۴۰

۳۹؎ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ۔ تفسیر کبیر۔ ۵ ایڈیشن۔ امرتسر انڈیا۔ نظارت نشر و اشاعت قادیان۔ ۲۰۰۴ء۔ جلد ۴، صفحہ ۴۴۱

۴۰؎ حضرت مولانا ظفر محمد ظفر صاحب۔ معجزات القرآن۔ صفحہ ۴۸ تا ۴۹

باب پنجم: حروف مقطعات کی دیگر تشریحات

سورۃ فاتحہ کے مخفف

۱؎ امۃ الباری ناصر۔ مضامین حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیلؓ۔ طبع اوّل۔ کراچی۔ لجنہ اماء اللہ ضلع کراچی۔ جلد اوّل۔ صفحہ ۳۴۹

۲؎ امۃ الباری ناصر۔ مضامین حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیلؓ۔ طبع اوّل۔ کراچی۔ لجنہ اماء اللہ ضلع کراچی۔ جلد اوّل۔ صفحہ ۳۵۰

۳؎ امۃ الباری ناصر۔ مضامین حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیلؓ۔ طبع اوّل۔ کراچی۔ لجنہ اماء اللہ ضلع کراچی۔ جلد اوّل۔ صفحہ ۳۵۲

۴؎ امۃ الباری ناصر۔ مضامین حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیلؓ۔ طبع اوّل۔ کراچی۔ لجنہ اماء اللہ ضلع کراچی۔ جلد اوّل۔ صفحہ ۳۵۷

۵؎ امۃ الباری ناصر۔ مضامین حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیلؓ۔ طبع اوّل۔ کراچی۔ لجنہ اماء اللہ ضلع کراچی۔ جلد اوّل۔ صفحہ ۳۶۰

۶؎ امۃ الباری ناصر۔ مضامین حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیلؓ۔ طبع اوّل۔ کراچی۔ لجنہ اماء اللہ ضلع کراچی۔ جلد اوّل۔ صفحہ ۳۶۰

۷؎ امۃ الباری ناصر۔ مضامین حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیلؓ۔ طبع اوّل۔ کراچی۔ لجنہ اماء اللہ ضلع کراچی۔ جلد اوّل۔ صفحہ ۳۶۲

۸؎ امۃ الباری ناصر۔ مضامین حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیلؓ۔ طبع اوّل۔ کراچی۔ لجنہ اماء اللہ ضلع کراچی۔ جلد اوّل۔ صفحہ ۳۶۳

۹۔امۃ الباری ناصر۔ مضامین حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیلؓ۔ طبع اوّل۔ کراچی۔ لجنہ اماءِ اللہ ضلع کراچی۔ جلد اوّل۔ صفحہ ۳۶۴تا ۳۶۵

سورۃ فاتحہ کے مخفف کے اصول

۱۰۔امۃ الباری ناصر۔ مضامین حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیلؓ۔ طبع اوّل۔ کراچی۔ لجنہ اماءِ اللہ ضلع کراچی۔ جلد اوّل۔ صفحہ ۳۷۰
۱۱۔امۃ الباری ناصر۔ مضامین حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیلؓ۔ طبع اوّل۔ کراچی۔ لجنہ اماءِ اللہ ضلع کراچی۔ جلد اوّل۔ صفحہ ۳۷۲
۱۲۔امۃ الباری ناصر۔ مضامین حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیلؓ۔ طبع اوّل۔ کراچی۔ لجنہ اماءِ اللہ ضلع کراچی۔ جلد اوّل۔ صفحہ ۳۷۳
۱۳۔امۃ الباری ناصر۔ مضامین حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیلؓ۔ طبع اوّل۔ کراچی۔ لجنہ اماءِ اللہ ضلع کراچی۔ جلد اوّل۔ صفحہ ۳۷۷
۱۴۔امۃ الباری ناصر۔ مضامین حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیلؓ۔ طبع اوّل۔ کراچی۔ لجنہ اماءِ اللہ ضلع کراچی۔ جلد اوّل۔ صفحہ ۳۷۶
۱۵۔امۃ الباری ناصر۔ مضامین حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیلؓ۔ طبع اوّل۔ کراچی۔ لجنہ اماءِ اللہ ضلع کراچی۔ جلد اوّل۔ صفحہ ۳۷۶تا ۳۷۸
۱۶۔امۃ الباری ناصر۔ مضامین حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیلؓ۔ طبع اوّل۔ کراچی۔ لجنہ اماءِ اللہ ضلع کراچی۔ جلد اوّل۔ صفحہ ۴۰۱تا ۴۰۲
۱۷۔امۃ الباری ناصر۔ مضامین حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیلؓ۔ طبع اوّل۔ کراچی۔ لجنہ اماءِ اللہ ضلع کراچی۔ جلد اوّل۔ صفحہ ۳۵۰

حضرت مولانا ظفر محمد ظفر کی تشریح

۱۔حضرت مولانا ظفر محمد ظفر صاحب۔ معجزات القرآن۔ صفحہ ۶۹
۲۔حضرت مرزا غلام احمد قادیانی۔ ملفوظات۔ چوتھا ایڈیشن۔ امرتسر، انڈیا۔ نظارت نشرواشاعت قادیان۔ ۲۰۰۳ء۔ جلد اول صفحہ ۳۹۷
۳۔حضرت مولانا ظفر محمد ظفر صاحب۔ معجزات القرآن۔ صفحہ ۷۶

مقطعات اور حضرت مصلح موعودؓ

۱۔تشحیذ الاذہان ۱۹ اکتوبر ۱۹۰۷ صفحہ ۲۶ منقول از۔ مولوی عبد اللطیف صاحب بہاولپوری۔ ’’حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ الودود کا ذکر قرآن مجید میں‘‘۔ ماہنامہ الفرقان ربوہ۔ ربوہ: جلد ۴، شمارہ ۲۔۳، فروری مارچ ۱۹۵۴ صفحہ ۲۳، ۲۴، ۴۴
۲۔مرقاۃ الیقین فی حیاۃ نور الدین صفحہ ۱۵۴ منقول از۔ مولوی عبد اللطیف صاحب بہاولپوری۔ ’’حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ

الودود کا ذکر قرآن مجید میں"۔ ماہنامہ الفرقان ربوہ۔ ربوہ: جلد ۴، شمارہ ۲۔۳، فروری مارچ ۱۹۵۴ء صفحہ ۲۳، ۲۴، ۴۴

۳۔ مولوی عبد اللطیف صاحب بہاولپوری۔ "حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ الودود کا ذکر قرآن مجید میں"۔ ماہنامہ الفرقان ربوہ۔ ربوہ: جلد ۴، شمارہ ۲۔۳، فروری مارچ ۱۹۵۴ء صفحہ ۲۳، ۲۴، ۴۴

۴۔ حبیب اللہ خان ایم ایس سی۔ دینی معلومات کا بنیادی نصاب برائے اراکین مجلس انصار اللہ۔ طبع سوم۔ دفتر انصار اللہ مرکزیہ ربوہ۔ ضیاء الاسلام پریس۔ ۱۹۸۳ء۔ صفحہ ۱۸۷

۵۔ امۃ الباری ناصر صاحبہ۔ صد سالہ تاریخ احمدیت۔ کراچی۔ شعبہ اشاعت لجنہ اماء اللہ ضلع کراچی۔ صفحہ نمبر ۳۷۹ تا ۳۸۰

۶۔ حبیب اللہ خان ایم ایس سی۔ دینی معلومات کا بنیادی نصاب برائے اراکین مجلس انصار اللہ۔ طبع سوم۔ دفتر انصار اللہ مرکزیہ ربوہ۔ ضیاء الاسلام پریس۔ ۱۹۸۳ء۔ صفحہ ۱۸۶ تا ۱۸۷

۷۔ امۃ الباری ناصر صاحبہ۔ صد سالہ تاریخ احمدیت۔ کراچی۔ شعبہ اشاعت لجنہ اماء اللہ ضلع کراچی۔ صفحہ نمبر ۴۰۷

۸۔ شیخ خورشید احمد۔ جماعت احمدیہ کی مختصر تاریخ۔ طبع اول۔ کراچی۔ لجنہ اماء اللہ ضلع کراچی۔ صفحہ ۱۰۶

باب ششم: اختتام

۱۔ سورۃ الواقعہ: 80

۲۔ حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؑ۔ برکاتُ الدّعاءِ۔ روحانی خزائن۔ یو کے۔ اسلام انٹرنیشنل پبلیکیشن لمیٹڈ۔ ۲۰۰۹ء۔ جلد 6۔ صفحہ 17 تا 25

کتابیات

"*Abbreviation*." *Wikipedia. n.d. Web. 25 June 2011.*

Neusner, Jacob. *The encyclopedia of Judaism.* New York : Continuum, 1999

New Catholic encyclopedia. Detroit : Washington DC : Thomson/Gale ; Catholic University of America, 2003.

ابن عربی، حضرت محی الدین۔ **فتوحات مکیہ**۔ فیصل آباد: علی برادران تاجران کتب۔ ۱۴۱۲ھ۔ شائع شدہ

ابن کثیر، علامہ حافظ عماد الدین۔ **تفسیر ابن کثیر**۔ لاہور: مکتبہ تعمیر انسانیت۔ ۱۹۸۸ء۔ شائع شدہ

ابی الطیب، السید الامام۔ *فتح البیان فی مقاصد القرآن*۔ صیدا، بیروت: المکتبہ العصریہ۔ 1992ء۔ گوگل ویب سرچ۔ 5 فروری 2011ء۔

احمد، حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ۔ **تفسیر کبیر**۔ امرتسر انڈیا: نظارت نشر و اشاعت قادیان۔ ۲۰۰۴ء۔ جلد اول۔ شائع شدہ۔

احمد، حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ۔ **تفسیر صغیر**۔ یوکے: اسلام انٹر نیشنل پبلیکشن لمیٹڈ۔ ۱۹۹۰ء۔ شائع شدہ

احمد، حضرت مرزا طاہرؒ۔ **قرآن کریم اردو ترجمہ**۔ یوکے: اسلام انٹر نیشنل پبلیکشن لمیٹڈ۔ ۲۰۰۲ء۔ شائع شدہ

احمد، سیّد سجّاد۔ مضمون: **حروف واعداد کے اسرار**۔ فضل عمر فاؤنڈیشن ربوہ، مقابلہ تصانیف۔ ۱۹۸۰ء۔

احمد، شیخ خورشید۔ جماعت احمدیہ کی مختصر تاریخ۔ کراچی: لجنہ اماء اللہ ضلع کراچی۔

الاسلام ویب۔ ۲۸جون ۲۰۱۰ء

اکرام، شیخ محمد۔ رودِ کوثر۔ لاہور۔ ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ۔ ۱۹۸۴ء۔ شائع شدہ

اکرام، شیخ محمد۔ موجِ کوثر۔ لاہور۔ ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ۔ ۱۹۸۴ء۔ شائع شدہ

اکسیر، محترم مولوی محمد اعظم صاحب۔ چودھویں صدی ہجری کا اختتام اور ظہورِ امام مہدیؑ۔ قادیان: نشرواشاعت نظارت دعوۃ وتبلیغ۔ ۱۹۸۸ء۔ شائع شدہ

البغدادی، شہاب الدین السید محمود الالوسی۔ روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی۔ بیروت، لبنان: ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ۔ ۱۹۸۵ام۔ شائع شدہ

الدین، الحاج پیر صلاح۔ قرآن مجید ترجمہ مع تفسیر۔ اسلام آباد: قرآن پبلیکیشنز۔ شائع شدہ

الدین، الحاج مولوی فیروز۔ فیروز اللغات اردو جامع۔ لاہور: فیروز سنز پرائیوٹ لمیٹڈ۔ سال نامعلوم۔ شائع شدہ

الدین، حضرت مولوی نورؓ۔ حقائق الفرقان۔ قادیان: نظارت نشرواشاعت قادیان۔ ۲۰۰۵ء۔ جلد اول۔ شائع شدہ

الشافعی، الام فخر الدین محمد بن عمر بن الحسین الرازی۔ *التفسیرالکبیر أو مفاتیح الغیب*۔ بیروت: دار الکتب العلمیۃ۔ الجز الثانی۔ شائع شدہ

القربطی، لأبی عبد اللہ محمد بن احمد الانصاری۔ *الجامع لاحکام القرآن* (تفسیر قرطبی)۔ بیروت دارالکتاب العربی۔ الجز اول۔ ۱۹۹۹ء۔ شائع شدہ

بہاولپوری، مولوی عبد اللطیف صاحب۔ "حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ الودود کا ذکر قرآن مجید میں"۔ ماہنامہ الفرقان ربوہ۔ جلد ۴، شمارہ ۲۔۳، فروری مارچ ۱۹۵۴ء صفحہ ۲۳، ۲۴، ۴۴۔ شائع شدہ

پانی پتی، حضرت علامہ قاضی محمد ثناء اللہ عثمانی مجددی۔ تفسیر مظہری۔ کراچی: دارالاشاعت۔ ۱۹۹۹ء۔

اردو جلد اول۔ شائع شدہ

حسن، سید سبط۔ اُردو اِنسائیکلوپیڈیا۔ کراچی: فیروز سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ۔ ۲۰۰۵ء۔ شائع شدہ

حسین، میر محمد۔ مضامین قرآن۔ لاہور: اسلامک پبلیکیشنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ۔ ۱۹۸۸ء۔ شائع شدہ

خان، حبیب اللہ۔ دینی معلومات کا بنیادی نصاب برائے اراکین مجلس انصار اللہ۔ دفتر انصار اللہ

مرکزیہ ربوہ: ضیاء الاسلام پریس۔ ۱۹۸۳ء۔ شائع شدہ

درّانی، برہان احمد ظفر۔ تفاسیر القرآن کا تحقیقی موازنہ۔ محلہ احمدیہ قادیان: ظفر اینڈ سنز قادیان۔

جون ۲۰۰۱ء۔ شائع شدہ

دہلوی، مولوی سیّد احمد۔ فرہنگ آصفیہ۔ لاہور: خالد اقبال یاسر ڈائریکٹر جنرل، اردو سائنس بورڈ۔

۲۰۰۶ء۔ شائع شدہ

سرہندی، حضرت شیخ احمد۔ مکتوبات امام ربانیؒ۔ لاہور: ادارۂ اسلامیات۔ ۱۹۸۸ء۔ شائع شدہ

سیوطی، علامہ جلال الدینؒ۔ الاتقان فی علوم القرآن۔ لاہور: ادارۂ اسلامیات۔ جلد دوم۔ شائع شدہ

شفیع، مولانا مفتی محمد۔ معارف القران۔ کراچی: ادارۃ المعارف۔ ۲۰۰۰ء۔ شائع شدہ

طباطبائی، علامہ محمد حسین۔ المیزان فی تفسیر القرآن۔ لاہور: المعراج کمپنی۔ ۲۰۰۴ء۔ شائع شدہ

ظفر، حضرت مولانا ظفر محمد۔ معجزات القرآن۔ شائع شدہ

عثمانی، علامہ شبیر احمد۔ تفسیر عثمانی۔ لاہور: عالمین پبلیکیشنز پریس۔ ۱۹۷۸ء۔ شائع شدہ

عیسی، امام محمد بن۔ جامع الترمذی۔ ابواب فضائل القرآن۔ باب ما جاءَ فی من قرَأَ حرفاً من القرآن مالہ من الاجر۔ کمپیوٹر ایڈیشن ۵ نومبر ۲۰۱۰ء

قادیانی، حضرت مرزا غلام احمدؑ۔ ملفوظات۔ امرتسر، انڈیا: نظارت نشرواشاعت قادیان۔ ۲۰۰۳ء۔ جلد دوم۔ شائع شدہ

قادیانی، حضرت مرزا غلام احمدؑ۔ ازالہ اوہام حصہ اول۔ روحانی خزائن۔ یوکے: اسلام انٹرنیشنل پبلیکشن لمیٹڈ۔ ۲۰۰۹ء۔ شائع شدہ

قادیانی، حضرت مرزا غلام احمدؑ۔ ازالہ اوہام حصہ دوم۔ روحانی خزائن۔ یوکے: اسلام انٹرنیشنل پبلیکشن لمیٹڈ۔ ۲۰۰۹ء۔ شائع شدہ

قادیانی، حضرت مرزا غلام احمدؑ۔ اسلامی اصول کی فلاسفی۔ روحانی خزائن۔ یوکے: اسلام انٹرنیشنل پبلیکشن لمیٹڈ۔ ۲۰۰۹ء۔ شائع شدہ

قادیانی، حضرت مرزا غلام احمدؑ۔ براہین احمدیہ۔ روحانی خزائن۔ یوکے: اسلام انٹرنیشنل پبلیکشن لمیٹڈ۔ ۲۰۰۹ء۔ شائع شدہ

قادیانی، حضرت مرزا غلام احمدؑ۔ برکاتُ الدّعاءِ۔ روحانی خزائن۔ یوکے: اسلام انٹرنیشنل پبلیکشن لمیٹڈ۔ ۲۰۰۹ء۔ شائع شدہ

قادیانی، حضرت مرزا غلام احمدؑ۔ تحفہ گولڑویہ۔ روحانی خزائن۔ یوکے: اسلام انٹرنیشنل پبلیکشن لمیٹڈ۔ ۲۰۰۹ء۔ شائع شدہ

قادیانی، حضرت مرزا غلام احمدؑ۔ تذکرۃ الشہادتین۔ روحانی خزائن۔ یوکے: اسلام انٹرنیشنل پبلیکشن لمیٹڈ۔ ۲۰۰۹ء۔ شائع شدہ

قادیانی، حضرت مرزا غلام احمدؑ۔ شہادۃ القرآن۔ روحانی خزائن۔ یوکے: اسلام انٹرنیشنل پبلیکشن لمیٹڈ۔
۲۰۰۹ء۔ شائع شدہ

قادیانی، حضرت مرزا غلام احمدؑ۔ مکتوب احمد۔ روحانی خزائن۔ یوکے: اسلام انٹرنیشنل پبلیکشن لمیٹڈ۔ ۲۰۰۹ء۔ شائع شدہ

قادیانی، حضرت مرزا غلام احمدؑ۔ منن الرحمٰن۔ روحانی خزائن۔ یوکے: اسلام انٹرنیشنل پبلیکشن لمیٹڈ۔ ۲۰۰۹ء۔ شائع شدہ

قادیانی، حضرت مرزا غلام احمدؑ۔ مواھِبُ الرحمٰن۔ روحانی خزائن۔ یوکے: اسلام انٹرنیشنل پبلیکشن لمیٹڈ۔
۲۰۰۹ء۔ شائع شدہ

قادیانی، حضرت مرزا غلام احمدؑ۔ تفسیر۔ امرتسر انڈیا: نظارت نشرواشاعت صدر انجمن احمدیہ قادیان۔ ۲۰۰۴ء۔
جلد دوم۔ شائع شدہ

کاظم، ڈاکٹر ذوالفقار۔ قرآن حکیم اِنسائیکلوپیڈیا۔ نیو دہلی: فرید بکڈپو (پرائیویٹ) لمیٹڈ۔ ۲۰۰۴ء۔ شائع شدہ

لکھنوی، حضرت مہذب۔ مہذب اللغات۔ مطبوعہ، سرفراز قومی پریس لکھنؤ۔ مقرب لکھنوی منیجر۔
جلد اول۔ شائع شدہ

محلیؒ، علامہ جلال الدین،۔ سیوطیؒ، علامہ جلال الدین۔ کمالین شرح اردو جلالین۔ ملتان۔ مکتبہ شرکت علمیّہ۔ شائع شدہ

مودودی، سید ابوالاعلیٰ۔ ترجمہ قرآن مجید مع مختصر حواشی۔ لاہور: ادارہ ترجمان القران۔ ۱۹۷۶ء۔ شائع شدہ

میرزا، ڈاکٹر محمد وحید۔ اردو دائرہ معارفِ اسلامیہ۔ لاہور: دانش گاہ پنجاب۔ ۱۹۸۰ء۔ شائع شدہ

ناصر، امۃ الباری۔ صد سالہ تاریخ احمدیت۔ کراچی: شعبہ اشاعت لجنہ اماء اللہ ضلع کراچی۔ الاسلام ویب۔

۲۸جون ۲۰۱۰ء

ناصر، امۃ الباری۔ مضامین حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیلؓ۔ طبع اوّل۔ کراچی۔ لجنہ اماءاللہ ضلع

کراچی۔ جلد اوّل۔ الاسلام ویب۔ ۵ نومبر ۲۰۱۰ء۔

ہجویریؒ، حضرت شیخ علی۔ کشف المحجوب۔ لاہور: فیروز سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ۔ ۲۰۰۳ء۔ شائع شدہ